بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

للہ الحمد کہ از تازہ افاضات جناب مولوی حاجی حافظ محمد فضل حق صاحب دام بالمواہب کتاب لاجواب



بعد حفظ حق تالیف باہتمام ابو الحسنات قطب الدین محمد سجاد و رحمن فی نوبہ الصمدۃ بماہ شعبان سنہ ۱۳۲۱؟

در مطبع نامی واقع لکھنؤ مطبوع گردید

اشتہارات

ہدایۃ النسوان

یہ کتاب مولفہ مولوی علی محمد مرحوم و مغفور واسطے تعلیم نسوان کے بڑی کار آمد ہے قیمت فی جلد ا ر محصولڈاک ۔

نصح العباد فی وجود القطب والابدال والاوتاد

اس کتاب میں تاریخی حالات قطب اور ابدال و اوتاد کے بڑی صحت کے ساتھ لکھے ہیں قیمت فی جلد ا ر محصولڈاک ۔ ر

مجموعہ وظائف مع ترجمہ اردو

اس متبرک مجموعہ میں اسماے باری تعالے و قصیدہ بردہ و قصیدہ حضرت غوث پاک و حزب البحر و دعاے حاضری و درود مستغاث و دعاے حیدری و کبریت احمر و درود اکبر کلان و درود معظم و دعاے ... و دعاے سیفی و دعاے رقاب ... و دعاے فتحیہ و درود تاج و اسماے ... عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم وغیرہ وغیرہ مع خواص و منافع شامل ہے قیمت فی جلد ۸ر محصولڈاک ا ر

روضۃ الصفا (ترجمہ) قصص الانبیا

اسکے مولف نے بڑی خوبی سے اکثر انبیاے عظام کی تاریخی حالات لکھے ہیں اور آخر کتاب میں خلفاے کرام وغیرہ کے حالات بھی درج میں قیمت فی جلد ۶ ر محصولڈاک ا ر

کلام المبین (فی) آیات رحمۃ للعلمین

عام مسلمانوں کے واسطے یہ کتاب نعمت غیر مترقبہ ہے جسمیں جناب مولوی مفتی محمد عنایت احمد مرحوم نے سرور عالم صلعم کے معجزات کو ایسی ترتیب کے ساتھ جمع فرمایا ہے جس سے ہر ایک قسم کے معجزات حضور کے علیحدہ علیحدہ ہو گئے کسی فصل میں پیشین گوئی کے معجزات ہیں کسی میں معجزات متعلق ملائکہ کسی میں متعلق انسان کسی میں متعلق حیوان کسی میں متعلق اجسام و اشیا وغیرہ ہیں قیمت فی جلد ۵ر محصولڈاک ا ر

تفسیر سورۂ فاتحہ

اردو زبان میں یہ مختصر تفسیر عام فہم لائق دید ہے قیمت فی جلد ۲ ر محصولڈاک ۔ ر

تفسیر سورۂ یوسف

اردو نظم میں یہ تفسیر قدیم تالیفات سے ہے قیمت فی جلد ۵ ر محصولڈاک ا ر

گلزار حقائق (شرح) چہل حدیث

یہ کتاب چہل حدیث کی شرح نظم اردو زبان میں ہے قیمت فی جلد ا ر محصولڈاک ۔

ظفر جلیل (شرح) حصن حصین

یہ کتاب ادعیات اور عملیات میں ایسی معتبر کہ دوسری کتاب اسکے مقابل نہیں مولوی نواب قطب الدین خان مرحوم کو خدا غریق رحمت فرمائے جنہوں نے اسکی شرح اردو میں فرماکے عام فہم کر دیا قیمت فی جلد ۱۲ ر محصولڈاک ۲ ر

رسالہ تجہیز و تکفین

جو امور متعلق میت کے ہیں وہ سب اس رسالہ میں درج ہیں قیمت فی جلد ا ر محصولڈاک ۔ ر

از واد الآخرۃ

میت کی تجہیز و تکفین کے بیان میں ہے قیمت فی جلد ۔ ر محصولڈاک ۔ ر

مجموعہ خلاصۃ الفقہ

جسمیں احکام الایمان ۔ مسائل ثمانیہ تصحیح الایمان شامل ہے قیمت فی جلد ا ر محصولڈاک ۔

فہرست مطالب نصاب الاحتساب

رسالہ کہ لائق پڑہنے کے نہو بلکہ ردی ہوگئی ہو تو اوسکو جاری اور بہتے پانی مین بہا دینا
چاہیئے یا زمین مین دفن کر دینا اور اوسکے جلانے کا ہرگز قصد کرین اسیطرح محمد بن
مقاتل رازی نے بھی اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے پس اس قیاس پر اگر اوسکو بہتے
پانی مین لیجاکر دھویا اور اوسکے تفلہ کا پھر دوسرا کاغذ بنایا تو کچھ حرج نہین ہی بلکہ افضل
اور اوسکے بہانے اور دفن کرنے سے ہے اور فتاوی خانیہ مین مذکور ہے کہ ابوبکر سکاف
رحمہ اللہ نے بسم اللہ لکھے ہوئے کاغذ کسی چیز کے رکھنے کو مکروہ جانا ہے خواہ وہ کتابت
یعنی حروف اوسی طرف ہو یا نہو بخلاف کیسہ اور جیب کے کہ یہ واسطے رکھنے چیزون کے
موضوع ہے آن اسپر نام خدا کا لکھنا البتہ بے ادبی ہے اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ
نے کتاب بستان مین لکھا ہے کہ زمین پر کتاب رکھنا نچاہیے اور محیط وغیرہ مین ہے کہ
قرآن مجید کی تختی اور جسم کو چھوٹا کرنا اور اوسکے حروف کو باریک قلم سے لکھنا مکروہ
ہے جیسا کہ حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ آپنے ایک شخص کے ہاتھ مین حمائل دیکھی
دریافت کیا کہ اسکو باریک قلم سے کسنے لکھا ہے اور اسکی تختی کسنے چھوٹی کی ہی اوسنے
کہا کہ ہمنے ایسا کیا ہے پس آپنے اوسی وقت درے سے اوسکی تہدید کی اور فرمایا کہ
قرآن مجید کو عظیم القدر جانو اور اوسکی عظمت او تعظیم کرو اور اوسکی تختی بڑی کرو اور فقیہ
ابو اللیث رح نے بھی اسیطرح کتاب بستان مین لکھا ہے اور ذخیرہ مین لکھا ہے کہ جب قرآن مجید لائق
پڑہنے کے نرہے اور اوسکے ضائع ہو جانے کا خوف اور اندیشہ ہو تو اوسکو ایک پاک
کپڑے مین لپیٹ کر کسی جاے مامون اور محفوظ مین دفن کر دینا چاہیئے اور اسیطرح اگر قرآن
مجید کہنہ اور پرانا ہو گیا ہو تو اوسکا دفن کرنا اولے ہے اس سے کہ وہ غیر مامون اور محفوظ
جگہ مین ہو اور وہان پر نجاست پڑنے کا خوف ہو یا بے ادبی کا مقام ہو **تنبیہ**
اوسکے دفن کرنے کے واسطے لحد کھودنا چاہیے نہ شق یعنی قبر اسواسطے کہ شق مین مٹی
ڈالنی کی احتیاج ہوگی اور اسمین ایک طرح کی بے ادبی ہے اور کلام اللہ کی سبکی بلکہ
بہتے پانی مین اوسکا دھونا سب سے افضل ہے اسواسطے کہ جمیع اجزا اوسکے دھونے سے
لاشی ہو جاینگے اور اوسکا رکھنا ایسی جگہ پر کہ اوس تک بے وضو کا ہاتھ اور نہ گرد وغبار

پہونچتا ہو اور نہ ضائع جانے کا خوف ہو درست ہے اور ذخیرہ ۰ مین مذکور ہے کہ تعلیم
قرآن مجید پر اُجرت لینا نہین جائز ہے اسواسطے کہ یہ باب احتساب سے ہے اور احتساب پر
اُجرت لینا واجب نہین ہے لیکن ہمارے زمانے مین فتوی وجوب اُجرت اور جواز
اجارہ پر ہے بسبب ظاہر ہونے سُستی کے امور دینی مین اور موقوف اور منقطع
ہو جانے وظائف اور کفاف مدرسین اور معلمین کے بیت المال سے اور کم ہو جانے
مُروت کے تو انگرون مین لیکن ہمارے زمانے مین اصحاب رحمہ نے بسبب انکی حرص
کے احتساب مین اور زیادتی امداد اور اعانت انکی بیت المال مین اور کثرت مُروتکی
تجار اور سوداگرون مین اجرت لینا مکروہ رکھا ہے واللہ اعلم

تیسرا باب مخنث کے احتساب مین

مرد کا کاتنا مانند کاتنے عورت کے مکروہ ہے اسواسطے کہ اسمین عورتون کی مشابہت
پائی جاتی ہے قاضی امام شعبی نے کتاب استحسان کفایہ مین اپنی اسناد کے ساتھ روایت
کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لعن اللہ المؤنثین من الرجال المذکرات
من النساء یعنی لعنت کرے اللہ تعالے اون عورتون پر جو اختیار کرتی ہین فعل مردونکی
اور اون مردون پر جو اختیار کرتے ہین فعل عورتون کا اور شرح کرمی مین مذکور ہے
کہ ہیبہ نامے مخنث اُمّ سلمہ رض کے گھر مین آیا جایا کرتا تھا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
شہر طائف کو محاصرہ کیا تو ہیبہ نے عمرو بن سلمہ رض سے کہا کہ جب اللہ تعالے ہمکو شہر
طائف پر فتح دے گا تو تمکو نام بیٹی خیلان کا بتلاونگا کہ وہ آتی ہے ساتھ چار کے اور
جاتی ہے ساتھ آٹھ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنکر فرمایا کہ یہ خبیث
عورتون کے حال کو جانتا ہے خبردار عورتون کے مکان مین نہ جایا کرے کتنا ہی بندہ
نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ابتدائے اسلام
مین عورتون کے مکان مین مخنثون کا جانا درست تھا پھر یہ منسوخ ہو گیا پس لوگون کو
لازم ہے کہ مخنث کو اپنے زنانے مکان مین نہ آنے دین اسواسطے کہ یہ سب بسبب
شعور اور آگاہی کے حکم مردونکا رکھتے ہین اور احتساب کیا جاوے اوس شخص پر جو مخنث کو

اپنے گھر مین واسطے نوحے کے اپنی عورتون کے ساتھ بلاوے اور یہ احتساب بسبب دو وجہ کے ہے ایک بسبب محض داخل ہونے اوسکے عورت غیر محرم کے مکان مین اور دوسرے بسبب نوحہ کرنے کے مترب مین مذکور ہے کہ ہیہ ساتھ با کے ہے بعد ہاے ہوز کے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ تصحیف ہے بلکہ ساتھ نون اور باے ابجد کے ہے اور قول آتی ہے ساتھ جار کے اور جاتی ہے ساتھ آٹھ کے اس سے یہہ مراد ہے کہ عکن بطن یعنی شکن شکم کے چار ہین اور اوسکے گوشے آٹھ ہین کیونکہ ہر شکن کے گوشے دو دو ہین مسئلہ محتسب کو لازم ہے کہ مخنث کو گھرون سے نکالدے کیونکہ باب احتساب مین ساتھ نکالنے کے مروی ہے واللہ اعلم

چوتھا باب بیان مین فرق محتسب منصوب اور محتسب متطوع کے

فرق درمیان انکے چند وجہ سے ہے ایک یہ کہ جب محتسب متطوع یعنی متنفل احتساب سے عاجز ہو تو وہ معذور ہے اور جب محتسب منصوب یعنی مقرر احتساب سے عاجز ہو تو وہ معذور نہین ہے اسواسطے کہ اسکو ممکن ہے کہ اپنے معاون اور مددگارون سے مدد چاہے اور اگر انکی مدد بھی کافی نہو تو بادشاہ کے اعوان سے بھی مدد لیسکتا ہے اور محتسب متنفل کا حال اسکے خلاف ہے اگر اوسکی کوئی اعانت نکرے تو یہ معذور ہے یعنی بسبب ترک احتساب کے گنہگار نہین ہوتا ہے اور نہ مستحق اجر احتساب کا لیکن جب اوسنے اپنی زبان اور دل سے کہا کہ یہ کام منکر اور ممنوع ہے تو البتہ احتساب کے ثواب کا مستحق ہو سکتا ہے جیسا کہ ابن مسعود رضہ نے کہا کہ وحتسب امرءٍ منکم اذا راى منکرا لایستطیع لہ تغییرا بیدہ ولسانہ فعلیہ ان یکرہ وبقلبہ ان اللہ یعلم من قلبہ انہ کارہ یعنی جب دیکھے کوئی آدمی ایسا منکر اور ممنوع کہ جسکو متغیر کر سکتا ہو تو اوسکو اپنے دل سے جاننا کہ یہ کیدا اور مکر اللہ تعالے کا ہے کافی ہے اور بعضے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص منکر اور ممنوع کو دیکھے اور اوسپر انکار نکر سکتا ہو تو اوسکو تین مرتبہ یہ کہنا کہ یہ کام منکر اور ممنوع ہے کافی ہے اور اجر اور ثواب اس کہنے کا مثل امر معروف اور نہی منکر کے ہے دوسری یہ کہ واسطے محتسب منصوب کے کفاف اور وظیفہ بیت المال سے مقرر کرنا واجب ہے کیونکہ یہہ

محتسب واسطے مسلمانون کے مقید ہو کر کام کرنے والا ہے پس انکا وظیفہ مثل وظیفہ والیان امور حکام ملک اور قاضیان اسلام اور خازیان با احترام اور مفتیان و مدرسین کرام کے ہوگا بخلاف محتسب فیقل کے اسلیئے کہ وہ واسطے اس کام کے مقید نہین ہے تیسری یہ کہ محتسب غیر منصوب پر احتساب کا واجب ہونا دوسرے سبب سے ہے اسواسطے کہ جب وہ کسیکو فعل بد کرتے ہوے دیکھے اور اوسکو باوجود قدرت ہونے کے منع نکرے تو گویا کہ اوسنے و دیعت مین دست اندازی کی دیکھیے مین مثال ظاہری دیکر کہتا ہون کہ ایک شخص کے پاس کوئی شے امانت رکھی گئی اور چور کو چراتے ہوے دیکھا اور باوجود قادر ہونیکے اوسیر اوسکو منع نکیا یہانتک کہ وہ چرا کر لیگیا تو وہ اوس ودیعت کا ضامن ہوگا بخلاف محتسب منصوب کے کہ وہ اپنے تصرفات مین ضامن نہین ہے ورنہ لوگون کو تقلید اور پیروی کرنا منع ہوجاے گا اور یہ ضرر عام ہے اور اگر لوگ امانت رکھنے سے باز رکھے جائین تو اسمین ضرر خاص لازم آتا ہے اور انتظام ملکی مین فرق آتا ہے پس درمیان محتسب منصوب اور محتسب غیر منصوب کے یہی فرق ہے چوتھی وجہ یہ کہ فصل چودھوین مین جنایات وغیرہ کے مذکور ہے جیسے کہ کسی نے شاہ راہ مین واسطے آرام مسافرون کے کنوان بنوایا اور ناگاہ کوئی مسافر اوسمین گر گیا تو وہ ضامن ہوگا اسواسطے کہ شاہ راہ کے حق کو لوگون پر باطل کرنا اور بغیر اجازت امام وقت کے راہ مین کنوان کھدوانا جنایت مین داخل ہے اور اگر امام نے راہ مین کنوان کھدوایا اور اوسمین اتفاقاً کوئی مسافر گر گیا تو وہ بسبب صاحب ولایت ہونے کے اس سے بری ہے واللہ اعلم

پانچوان باب تعزیر کے بیان مین

تعزیر مین اصل یہ ہے کہ بسبب واقع ہونے تہمت کے تعزیر کیا جاوے اور اسمین بہت مسائل ہین جب امام کسی شخص کو فاسقون کے ساتھ مجلس شراب مین بیٹھا ہوا دیکھے اوسپر تعزیر کرے اگرچہ وہ شراب نہ پیتا ہو اسیطرح جب امام کسی شخص کو چورون کے ساتھ دیکھے تعزیر کرے اور اگر کسی پر چوری کا دعوے کیا گیا اور اوسنے انکار کیا تو اسمین اختلاف ہے فقیہ ابو بکر اعمش رح سے روایت ہے کہ امام اپنی راے غالب پر

عمل کرے اگر اوسکے چور ہونے پر رائے غالب ہو اور اوسکے پاس مال بھی موجود ہو تو
تعزیر کرین اور بر قیاس اس مسئلہ کے کہ اگر کسی نے ایک شخص کو دیکھا کہ میرے قتل کرنے
کے واسطے تلوار یا خنجر نکال کر آتا ہے اور اسی گمان پر اوسکو قتل کر ڈالا تو جیسا کہ اوسپر کچھ
مواخذہ اور محاسبہ نہین ہے ویسا ہی اوسپر بھی کچھ مواخذہ اور محاسبہ نہین ہے اور بعضے
مشائخ سے یہ روایت ہے کہ جب وہ مقام تہمت مین پایا گیا تو اوسپر تعزیر کرنی لازم ہوگی
اسیطرح ذخیرہ کی فصل سرقہ مین مذکور ہے مسئلہ درمیان حد اور تعزیر کے چند وجہ سے
فرق ہے اوّل یہ کہ شریعت مین حد مقرر ہے اور تعزیر مقرر نہین بلکہ یہ امام کی راے پر
چھوڑ دیا گیا ہے دوسری یہ کہ شبہہ کے سبب سے حد ساقط ہو جاتی ہے اور یہ واجب
ہوتی ہے تیسری یہ کہ لڑکے نابالغ پر حد واجب نہین ہے اور تعزیر اوسپر جائز ہے
چوتھی یہ کہ حد کا اطلاق ذمی پر ہوتا ہے اور تعزیر کا اطلاق ذمی پر نہین ہو سکتا ہے اور
اسکا نام عقوبت بھی ہے اسواسطے کہ تعزیر اوس بُرائی سے پاک کر دینے کے واسطے
ہے اور اس بُرائی سے کافر کا پاک ہونا بذریعۂ تعزیر کے غیر ممکن ہے پس تعزیر کا اطلاق
اُنپر کیسے درست ہوگا اور چونکہ عقوبت غیر مقدرہ ہے اسواسطے اسکا اطلاق اہل ذمہ پر
درست ہے اسیطرح مبسوط مین اہل ذمہ کے نکاح کے بیان مین شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ سے
مذکور ہے اور وجوب تعزیر کے لیے بھی کئی سبب ہین ایک یہ کہ کسی نے دوسرے شخص کے
مدیون اور قرضدار کو زبردستی چھین لیا ہو تو اس سبب سے اوسپر تعزیر کرنی واجب
ہوئی نہ تاوان لینا اسواسطے کہ اسنے مال کا نقصان نہین کیا ہے اور دوسری وجہ تعزیر
کی یہ ہے کہ اسنے خیانت کی اور خائن پر تعزیر کرنی واجب ہے جیسا کہ ہم تعزیر کی تفسیر
مین لکھ چکے ہین اور خانیہ مین مذکور ہے کہ مثلاً اگر کسی نے کہا کہ ہم علما کے فتوی پر عمل
نہین کرتے یا اونکا فتوی ہی دینا غلط ہے پس وہ اسقدر کہنے سے لائق تعزیر کے ہوگیا
نہ لائق کفارے کے اور شرح ادب مین قاضی خصاف سے منقول ہے کہ تعزیر شبہے
سے بھی ثابت ہوتی ہے جیسے کہ کسی شخص نے ایسی بات سے انکار کیا کہ جسکے سبب سے
اوسپر تعزیر واجب ہوتی ہے پس چاہیے کہ اوس سے قسم لیجاوے اگر اوسنے قسم کھالی

تو تعزیر واجب نہین ہوگی اور ذخیرہ مین مذکور ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک مقدار
تعزیر کی چالیس۴۰ درہ تک نہین ہے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اسّی درہ تک اور اسکے
بعد بہت سی روایتین مختلف امام ابو یوسف رح سے مروی ہین بعضی روایت مین ہے کہ
مقدار تعزیر کی اوناسّی درہ ہے اور بعضی مین پچھتّر درہ لیکن قول اوّل اصح ہے اور امام محمد رح
کا قول اسمین مضطرب ہے بعضی جگہ ساتھہ قول امام اعظم رح کے موافقت کرتے ہین اور بعضی جگہہ
امام ابو یوسف رح کے قول کی پیروی کرتے ہین **فائدہ** کبھی ساتھہ حبس اور قید یا طمانچہ مارنے
یا گوشمالی کرنے یا سخت کلامی کے بھی تعزیر کیجاتی ہے یا بادشاہ کیطرف سے چھین لینے اوسکے
مال کے تاکہ اوسکو ایک قسم کی تنبیہ ہوجاوے اور فعل منکر کے کرنے سے باز رہے اور علما کا
بھی اسمین کچھ اختلاف نہین ہے اسواسطے کہ تعزیر مال کی درجہ حد تک نہین پہونچتی ہے اور
اسپر قول مخبر صادق علیہ السلام کا دال ہے کہ من بلغ حدا فی غیر حد فہو من المعتدین یعنی جو
شخص تعزیر مین حد کے درجے کو پہونچ گیا وہ ظالم ہے بعد اسکے امام اعظم رح نے حد عبید
اور مملوک کو اختیار کیا ہے اور وہ پچاس دُرّے ہین اور کہا کہ ایک درہ اسمین سے واسطے
تعزیر کے کم کیا جاوے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے احرار اور آزادون کی حد کو اعتبار
کیا ہے یعنی اسّی دُرّے اور کہا کہ واسطے تعزیر کے اس سے ایک دُرہ کم کیا جاوے اور یہ
اختلاف انتہا درجے کی تعزیر کا ہے لیکن تعزیر کا ادنے درجہ امام کی راے پر ہے جسقدر وہ
مصلحت دیکھے تعزیر کرے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ صحیح بخاری
مین ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے
زیادہ نہ مارے جائین مگر حد مین بحکم اللہ تعالے کیطرف سے مقرر ہے پس اس سے معلوم ہوا
کسی طرح سے تعزیر مین زیادتی درست نہین ہے لیکن فقہا نے زیادتی کے جواز پر اجماع
کیا ہے پس اگر انکے اجماع کے سبب سے بھی اوسپر اختصار کیا جاوے تو جائز ہے اور
مُنہ کا سیاہ کرنا جائز نہین ہے کیونکہ یہ مثلہ مین داخل ہے پس اگر منہ کے سیاہ کرنے پر
روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کہ سخم وجہ الشاہد الزور یعنی جھوٹی گواہی دینے والونکا
مُنہ سیاہ کیا جاوے دلیل لائی جاوے تو ہم کہینگے کہ شاید اونھون نے کوئی مصلحت دیکھی

اسکو اختیار کیا ہو اسیطرح شرح منظومہ مین جھوٹی گواہی والون کے مسئلہ مین مذکور ہے
لیکن اہل احتساب نے بعد تحقق اور ثابت ہونے جنایت اور خیانت کے بازار مین پھرانے
کو اعتقاد کیا ہے اوسکی اصل یہ ہے جو کہ شرح ادب مین قاضی خصاف رحمہ اللہ سے منقول
ہے یعنی شاہد کاذب کو پھرانا مسئلہ اگر کوئی شخص حالت تعزیر مین مرجاوے تو اوسکا
تاوان تعزیر دینے والے پر واجب ہے یا نہین جواب اوسپر کچھ تاوان نہین ہے
جامع صغیر خانی مین مذکور ہے کہ اگر کسی آدمی پر چار شخصون نے ایسی گواہی دی جس سے
اوسپر تعزیر واجب ہوئی ہے اور امام اور حاکم وقت نے اونکی گواہی پر اوسکو تعزیر دی
اور وہ اوسی تعزیر مین مرگیا کہا گیا کہ اوسپر کچھ تاوان نہین ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک
اوسپر تاوان ہے اور جو چیز کہ تاوان مین لیجاوے اوسکو بیت المال مین داخل کرنا چاہئے
اور اگر ایسی گواہی دی کہ جس سے حد واجب ہوتی ہو اور اوسپر حد جاری کی گئی یہانتک
کہ وہ اوسی حد مین مرگیا تو اوسپر کچھ تاوان نہین ہے اور اسی پر فقہا کا اجماع ہے لیکن شافعیؒ
نے حد اور تعزیر مین فرق کیا ہے کہ تعزیر واسطے ادب دینے کے مشروع ہے جیسے اولاد
اور بی بی کا ادب دینا پس بر تقدیر اس معنی کے تعزیر مباح ہوئی اور ساتھ شرط سلامتی
کے مقید آور میری دلیل یہ ہے کہ تعزیر مثل حد کے واجب ہے کیونکہ تعزیر فعل ممنوع کی جزا
ہے بخلاف تادیب کے کہ یہ مباح ہے نہ واجب آور ابو یوسفؒ سے ذخیرے مین منقول
ہے کہ ایک حاکم نے کسی کو تعزیر مین ستر درّے مارے یہانتک کہ وہ مرگیا تو کہا گیا کہ اوسپر
کچھ تاوان نہین ہے کیونکہ اکثر حد تعزیر کی سو درے ہین اور اکثر تعزیر مین نہ مرتے تھے پھر اگر
اس اکثر تعزیر پر بھی زیادتی کی اور مرگیا تو اوسپر نصف دیت ہے کیونکہ اوسپر زیادتی کرنے
والے کی خطا ہے پھر اگر معلوم ہوا کہ حاکم یا والی نے قصداً یہ کیا ہے تو خطا نہی اور یہ حکم ساتھ
تعزیر کے تلف ہونے مین ہے لیکن جبکہ دوڑانے سے تلف ہوا پس اوسپر تاوان اور دیت
ہے کیونکہ یہ خطا ہے اور دوڑانا اور پھرانا مباح ہے اور ساتھ شرط سلامتی کے مقید کرنا اسیطرح
سے شرح ادب مین قاضی خصاف رح سے منقول ہے آور جامع صغیر خانی مین شہادت کے
بیان مین مذکور ہے کہ جھوٹی گواہی دینے والے کے منہ کو تشہیر کے وقت سیاہ کرنا چاہئے

کیونکہ یہ تشہیر مین خلل انداز ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ تشہیر کے
وقت سر اور منہ کھولنے کو اسی سے اخذ کیا ہے آور منجملہ اسباب تعزیر کے ایک یہ بھی ہے
کہ جب کوئی شخص اجنبی غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت مین پایا جاوے اور سوا ے جماع اوسکے ساتھ
دوسرا فعل کرتے ہوئے دیکھا جاوے تو اوسپر ساتھہ زیادتی کے تعزیر کرنے مین کچھ حرج
نہین ہے بلکہ تعزیر مین سخت مار مارنا چاہیے اور اگر اول مرتبہ تعزیر کا جاری کیا جاوے
تو ایک ہی عضو پر مارا جاوے آور ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اوسکی پیٹھ یا چوتڑ
کو ننگا کرکے دُرّے مارین آور جب کسی مسلمان نے مسلمان کے شہر مین سور یا شراب داخل
کی اور امام نے اوسکو داخل کرتے دیکھ لیا اور ساتھہ چابک یا درے کے اوسکو ادب دینا
مصلحت جانا تاکہ وہ مجبور ہوکر اس فعل سے توبہ کرے تو یہ جائز ہے کیونکہ فعل ممنوع کے
کرنے سے مستوجب تعزیر کا ہوتا ہے اور اگر اوسی تعزیر پر اختصار کیا تو بھی جائز ہے آور
کبھی تعزیر ساتھہ دو عقوبت کے بھی ہوتی ہے اور کبھی ساتھہ ایک کے بھی آور اگر صدور
اس فعل کا ایسے ذمی سے ہو جو اسکی حرمت سے ناواقف ہے تو چھوڑ دیا جاوے اور
سمجھا دیا جاوے اور اگر وہ جانتا ہے تو بدرجہ اولے وہ مستحق اور مستوجب تعزیر کا ہے
اب امام یا حاکم وقت کو اختیار ہے کہ ساتھہ قید یا مارنے درے کے تعزیر کرے یا ساتھہ
ماسوا اسکے کے جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا ہے آور اگر ذمی مسلمانون کے ساتھہ مشابہت
کرتا ہے احتساب کے لائق ہے پس اس بنا پر صالحین اور علما کے لباس پہننے سے
اور مانند مسلمانون کے گھوڑون پر سوار ہونے سے منع کرنا درست ہے مگر بضرورت
گدہے کی سواری سے نہ منع کرنا چاہیئے اسواسطے کہ بعضے اوقات چلنے پر قادر نہین ہوتے
ہین و نیز خچر کی سواری سے کیونکہ یہ بھی گدہے کی نسل سے ہے اور مانند مسلمانون کے
سامان اور خوگیر کسنے سے منع کئے جاوین اور گدہے یا خچر پر پالان کسکر سوار ہونے کو
حکم کئے جائین پس اس بنا پر ہم کہتے ہین کہ چادر اور عمامہ اور دراعہ یعنی پشواز وغیرہ بھی پہننے
سے منع کئے جائین کیونکہ اسکو شرف ہے اور علما اور صلحا اسکو استعمال کرتے ہین اور مانند
اہل اسلام کے موزہ پہننے اور شراک اور دوال رکھنے سے منع کئے جائین کیونکہ اسمین

مشابہت ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمین کافر کی اہانت اور مسلمانون کی تکریم ہر
اور اگر کوئی مشابہت ایسی پائی جاے جو دونون کو شامل ہو تو اونمین سے ایک کو چھوڑنا
لازم ہے اسواسطے کہ اگر کافر ہمارے مشابہ ہونگے تو لامحالہ وہ بھی اونکے مشابہ ہونگے کیونکہ
مشابہت دونون طرف ہوتی ہے اور ہمکو مشابہت سے ممانعت ہے جیسا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من تشبہ بقوم فہو منہم یعنی جسنے جس قوم کی مشابہت کی آپ ہی
اوسکا حشر ہوگا پس اگر مسلمان عورت نے عورتِ ہنود کے ساتھ لباس مین مشابہت
کی تو ایسے لباس ممنوع کے پہننے سے منع کی جائین تین نشانیون کے ہونے مین علما نے
اختلاف کیا ہے خواہ وہ نشانی سر مین ہو یا پاؤن مین یا دونون ہاتھون مین پس شیخ ابوبکر
محمد بن فضل رح نے کہا ہے کہ نصرانی مین ایک نشانی ہونی چاہیے اور یہود اور مجوس مین تین
کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ میرے ملک کے کافر مجوس سے بھی بدتر
ہین انپر تینون نشانیون کا ہونا ضرور ہے جیسا کہ مجوس پر ضرور تھا مسئلہ ہم لوگ کافرون
کے ساتھ کھانا کھائین یا نہین جواب اونکے تالیف قلوب اور اسلام کیطرف مائل کرنے
کے لیے ایک دو مرتبہ کھا لینے مین کچھ مضائقہ نہین ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ایک مرتبہ کافرون کے ساتھ کھانا کھا لیا ہے پس ہمنے محمول کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا یہ فعل اسی نیت سے تھا کہ وہ اسلام کیطرف مائل ہو کر اسلام قبول کر لین لیکن انکے ساتھ
ہمیشہ کھانا کھانا مکروہ ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من الجفاء ان
یاکل مع غیر اہل دینہ یعنی غیر دین والون کے ساتھ کھانا کھانا ظلم ہے پس ہمنے اسکو مداومت
اور ہمیشگی پر محمول کیا اسیطرح ذخیرہ کی فصل انتظار ہوین مین منقول ہے اور شرح ادب
مین قاضی خصاف رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ترش روئی بھی تعزیر مین داخل ہے اور شرح کرخی
مین مذکور ہے کہ حضرت عمر رضہ نے ایک قوم کو حریر پہنے ہوے دیکھکر اپنے منہ کو اوسکی
طرف سے پھیر لیا کیونکہ یہ بھی احتساب ہے اور منجملہ موجبات تعزیر کے جھوٹے لسکات اور
خطوط کا لکھنا ہے اور چھوٹے بچے کو شراب پلانا ہے لیکن احکام شرعیہ کے ساتھ مزاح
اور ہنسی کرنا پس یہ سب ہم باب الاحتساب علی القاضی مین ذکر کرینگے اور کتاب خیر کے

متفرقات حدود مین منقول ہے کہ اگر کسی نے باکرہ لڑکی کو اوٹھایا اور اس سبب سے
زوال اوسکی بکارت کا ہوا بالاتفاق اوسپر تعزیر واجب ہی لیکن مہر کے واجب ہونے
مین اختلاف ہے ذخیرے کے جنایات مین منقول ہے کہ ابن رستم نے امام محمدؒ سے
پوچھا کہ جو شخص گھوڑے تازی یا لڑکی نابالغ کے بالون کو کاٹ ڈالے اور اسوجہ سے
اونہین نقصان آجاوے تعزیر کرنے اوسپر درست ہے یا نہین کہا کہ لا شئے علیہ یعنی
اوسپر کچھ نہین ہے مگر ساتھ زجر او رغضب کے ادب دینا اسواسطے کہ اگر ہمنے واسطے تاوان
کے حکم کیا اور اوسنے تاوان دیدیا اور پھر بعد بڑہ آنے بالونکے اوسی مقدار تک ہمنی
تاوان پھروادیا تو میرا حکم کرنا مفید نہوا اور فضول ہوا اور منجملہ موجبات تعزیر کے باب
اکراہ مین کتاب کفایہ کے منقول ہے کہ اگر بادشاہ نے کسی شخص کو واسطے قتل کرنے کسی
دوسرے آدمی کے مجبور کیا اور ڈرایا کہ اگر تو اوسکو قتل نکریگا مین تجکو قتل کرونگا شخص
مجبور نے بادشاہ کے جبر سے اوسکو قتل کرڈالا نزدیک امام اعظم رحمہ اللہ اور امام محمدؒ کے
بادشاہ پر قصاص اور مجبور پر تعزیر واجب ہے کیونکہ اوسنے ارتکاب فعل منکر کا کیا ہے
اور بھی اوسمین منقول ہے کہ جب کوئی شخص زنا پر مجبور کیا جاوے یہانتک کہ اوسنے
جبر کے سبب سے زنا کرلیا تو تعزیر کرنی اوس جبر کرنے والے پر واجب ہوئی اور زنا کی
حد زانی پر امام محمد اور زفر رحمہما اللہ کے نزدیک اور سابق مین امام اعظم کا بھی اسی قول پر
اتفاق تھا لیکن اوس سے رجوع کرکے کہا کہ شبہہ کے سبب سے حد واجب نہین ہوتی ہی مگر تعزیر
کرنا اور عقر یعنی بہاے وطی اور منجملہ اوسکے ایک یہ بھی ہے کہ اگر کسی کو فاسقون کے
ساتھہ شراب کی مجلس مین بیٹھے ہوے دیکھے یا چورون کے ساتھہ جاتے ہوے تو اوسپر
تعزیر کرنی واجب ہے اگرچہ شراب پیتے یا چوری کرتے ہوے نہ دیکھا جاے اسیطرح
اگر کسی نے دوسرے پر چوری کا دعوے کیا اور اوسکے پاس چوری کا مال بھی نکلا
لیکن اوسنے اوس سے انکار کیا اور اوسکی چوری پر کوئی گواہ بھی نہین ہے تو عام
مشایخ کے نزدیک اوسپر تعزیر جائز ہے کیونکہ وہ مقام تہمت مین پایا گیا ہے جیسا کہ
ہم پہلے لکھ چکے ہین اور سیر محیط مین مذکور ہے کہ جب کسی مدعی نے اپنے مخالف کے

پاس ائمہ اور علما کا فتوے لاوے اور اوسکو کہے کہ یہ فتوے صحیح نہین ہے یا ہم اسپر عمل
نہین کرتے اوسپر تعزیر واجب ہے کیونکہ وہ امر ممنوع اور فعل منکر کا مرتکب ہوا ہے
مسئلہ ذخیرہ کی چوبیسوین فصل کتاب الشہادت مین مذکور ہے کہ بعضے فسق سے
تعزیر واجب نہین ہوتی ہے جیسے جھوٹی قسم یا بیع فاسد یا اجارۂ فاسد مسئلہ حد تعزیر
مین قید بھی شامل ہے اور جامع خانی کے باب کراہت مین مذکور ہے کہ مفسد اور شریر کا
قید کرنا جائز ہے مسئلہ جنایت خانیہ کے باب قتل مین مذکور ہے کہ اگر کسی کو زہر پلایا
اور وہ مرگیا تو یہہ دو وجہ سے خالی نہین ہے اگر اوسکو زہر دیا اور اوسنے جاکر کھالیا
اور مرگیا پس اوسوقت نہ قصاص اور نہ دیت اور نہ خون بہا ہے بلکہ اوسکو قید کرنا اور
تعزیر جاری کرنی چاہیے اور اگر اوسکے پینے کی چیز مین زہر دیا اور وہ اوسکے پینے سے مرگیا
تو اوسپر دیت واجب نہین ہے کیونکہ اسنے اس فعل کو اپنے اختیار سے کیا ہے لیکن پلانے
والے نے فریب کیا پس اسمین بجز تعزیر کے کچھ واجب نہین ہے مسئلہ موجبات تعزیر سے
زہد بارد یعنی زہد ظاہری ہے یواقیت مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے کھجور مدینہ طیبہ کے
بازار مین پڑی پائی زمانے مین حضرت عمر بن خطاب رض کے اوسکو اوٹھاکر آواز دینا اور
پکارنا شروع کیا کہ یہ کھجور کسکی گم ہوئی ہے یا کون آدمی بھول گیا ہے اور اس پکارنے سے
اوسکی غرض محض زہد اور تقوی اور دیانت کا اظہار تھا حضرت عمر رض اوسکی غرض و مقصد کو
سمجھکر فرمانے لگے کہ اے زاہد بارد اسکو تو کھا جا اسواسطے کہ ایسا تقوے اللہ کے
نزدیک بہت برا ہے اور اوسکو درہ مارا اور منجملہ موجبات تعزیر کے غلام یا مملوک کا
بھاگنا ہے ذخیرہ مین مذکور ہے کہ اگر امام کسی گریختہ کو پاوے تو اوسکو قید کرلینا
چاہیے جبتک کہ اوسکا طالب کوئی نہ آوے اسواسطے کہ یہ قید کرنا قائم مقام تعزیر کے
ہے بلکہ عین تعزیر ہے اور اسی سے فرق درمیان مغرور اور گم ہوے کے ظاہر ہوتا
ہے کیونکہ قاضی گم شدہ کو قید نہین کرسکتا ہے کیونکہ شریعت مین واسطے گم شدہ کے تعزیر کا
حکم نہین ہے مسئلہ شیخ ابوبکر رازی جو حصاف کرکے مشہور ہین کتاب احکام القرآن مین
تفسیر مین آیۃ وقاتلوا التی تبغی حتے تفی الی امر اللہ کے ذکر کرتے ہین اور واسطے جواز تجاوز

حد کے تعزیر سے ساتھ آیۂ فان بغت احدٰہما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتی تفئ الی امر اللہ کے حجت پکڑتے ہین کیونکہ قتل کا حکم حق کیطرف رجوع ہونے تک ہی بس وجوب تعزیر پر بدرجہ اولےٰ دال ہے اور اگر تعزیر واسطے ڈرانے اور زجر کرنے کے ہو تو فعال واجب ہے تاکہ ڈرین اور باز رہین کیونکہ اسکا اندازہ عادۃً معلوم نہین ہے جیسے باغیون کا قتل ڈرانے کے لیے آبو بکر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ نہین ہے مگر قصر اور اختصار اور یہ اوس شخص پر ہے کہ جو بسبب تعزیر کے حد کو نہ پہونچا ہو اسلیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ من بلغ حدا فی غیر حد فہو من المعتدین یعنی جو شخص کہ ایسی حد کو پہونچے کہ وہ حد سے نکلگیا ہو تو وہ اہل اعتدا یعنی حد سے گذرنے والون مین ہی واللہ اعلم

چھٹا باب فقرا کے احتساب مین

قصہ واسطے اہل بدعت کے ایک مقام ٹھہرا دینا کہ اوسمین وہ لوگ اپنی بدعت کیا کرین جائز ہے یا نہین جواب فقیہ ابو اللیث کے فتاوی مین مذکور ہے کہ جو شخص مسلمانون کے لیے لنگر خانہ اس شرط پر بناے کہ وہ تا مدت زیست اوسکے قبضہ اور تصرف مین رہے تو کسی کو اوسکے قبضہ سے نکال لینا جائز نہین ہے ہان جبکہ اوس سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو کہ جس سے نکالنا واجب ہوجاوے البتہ درست ہے جیسے اوسمین شراب پینا یا فسق وفجور کرنا یا کوئی ایسا کام کرنا کہ موجب رضامندی اور خوشنودی خدا کا نہو کیونکہ وقف مین وقف کرنے والے کا اعتبار شرط ہے جب اوسکا اعتبار جاتا رہا تو کس صورت سے اوسکے قبضہ مین رہنا درست ہوگا اور بصورت اوسکا چھوڑنا جائز ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ جب خانقاہ بسبب جاتے رہنے اعتبار کے قبضہ اور تصرف سے نکال لیا جاتا ہے تو خانقاہ یا رباط یعنی لنگر خانہ فاسق اور بدعتی کے قبضہ مین چھوڑنا کب درست ہوگا مسئلہ لوہا پہننا مانند فقیر اور قلندر کے جائز ہے یا نہین جواب نہین جائز ہی کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوے دیکھا آپنے فرمایا کہ مالی اری علیک حلیۃ اہل النار یعنی مین نہین دیکھتا کہ تو دوزخیون کا زیور پہنے کتاب شریعۃ الاسلام کے باب اللبس مین مذکور ہے کہ سونا مشرکون کا زیور ہے

اور چاندی مسلمانون کا اور لوہا دوزخیون کا **مسئلہ** سونا پہننا زیادہ گناہ ہے یا لوہا
جواب لوہے کا پہننا زیادہ گناہ ہے کیونکہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایک شخص کو دیکھا کہ اوسکے ہاتھ مین سونے کی انگوٹھی تھی آپ نے فرمایا کہ تو اسکو نکال کر پھینک
دے اوسنے اوسکو پھینک کر لوہے کا حلقہ پہن لیا آپنے فرمایا کہ اسکو بھی پھینک دے کہ یہہ
اوس سے بھی بترہے کیونکہ یہ دوزخیون کا زیور ہے اسیطرح فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ نے
اپنی بستان مین انگشتری کے بیان مین ذکر کیا ہے پس ہر برادر مسلمان کو چاہیے کہ اس طرح احتساب
کرے تاکہ بدعت اور فعل ممنوع کو ہر شخص چھوڑ دے اور پھر اسکا مرتکب نہو اور جو لوگ باتین
بناتے ہین اور کہتے ہین کہ شیخ قطب الدین حیدر رحمہ اللہ لوہے کی انگوٹھی پہنتے تھے یہ محض
افترا اور تہمت او نپر ہے بلکہ وہ تو نہایت بیزار اور رنجیدہ اس سے رہتے تھے اور اگر یہ فعل
اونسے حالت مغلوبیت مین ثابت بھی ہوا ہو تو اللہ تعالی کا دین مغلوب نہین ہوسکتا ہی
اور نہ شرع متین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسلوب کسی ایسے مغلوب الحال کی مخالفت سی
کہ جس سے احکام کا قلم ساقط ہوگیا ہو اور گناہ وعصیان مرفوع ادرا اوسکو لوگ دیوانون مین
شمار کرتے ہون اور وہ جنگل اور پہاڑون مین رہتا ہو اور ہلاک کرنے والی سردی اور جلانے
والی گرمی کو محسوس نکر سکتا ہو پھر جو کچہ کہ شیخ کے حال کو نقل کرتے ہین کہ وہ لوہار کی بھٹی
سے گرم لوہا لیکر اپنے گلے مین ڈال لیتے تھے اور اوسکا ضرر اور صدمہ اونکو کچہ معلوم نہین
ہوتا تھا ہم کہتے ہین کہ اس بنا پر اونکو بھی چاہیے کہ وہ بھی ایسے حال کو پہونچکر لوہا ڈالین
پس اگر انکو بھی اونکی طرح سے صدمہ اور ضرر نہ پہونچے تو سچے ہین **مسئلہ** ڈاڑہی کا مونڈانا
جائز ہے یا نہین **جواب** ہدایہ کی کتاب کراہت تجنیس اور جنائت مین مذکور ہے کہ جائز
نہین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی موچھونکو چھوٹا کرو اور ڈاڑھی کو
گھنی اور اپنے حال پر چھوڑ دو اور مقدار مسنون یعنی قبضہ سے کم نکرو **مسئلہ** فقیرون اور
قلندرون کو جوالق اور کملی پہننا جائز ہے یا نہین **جواب** حدیث مین وارد ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لباس مین دو شہرتون سے منع فرمایا ہے ایک نرم اور باریک
دوسرا بہت موٹا کیونکہ اس سے اپنے کو مسلمانون مین مشتہر اور ممتاز کرنا ہے اور فرمایا

کہ تم عام لوگوں کے مانند کپڑا پہنو پس اگر کہا جاوے کہ پیوند دار اور پورانا کپڑا پہننا محبوب اور پسندیدہ
ہے اسکو انبیا علیہم الصلوۃ والسلام و نیز علما و صلحا پہنتے تھے حالانکہ انہیں بھی ایک طرح کی شہرت ہی
ہم کہتے ہیں کہ اگر اس لباس کا اختیار کرنا بسبب ریا اور تقوی اور نیک نیتی کے ہو تو درست ہی
کیونکہ ہر کام نیت ہی کے ساتھ متعلق ہے جیسا کہ مروی ہے کہ عیسے علیہ السلام جب بحالت
مبعوث ہوے فرشتوں نے انکے خرقہ کو چاروں طرف طرح طرح کے پیوند لگے ہوے دیکھکر تعجب
کیا اللہ تعالی نے ان سب سے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ چار ہزار پیوند ہوتے تو انکے واسطے بہتر تھا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے پاس سوای مرقع اور
مٹی کے پیالے کے کچھ نہ تھا پھر جبکہ انھوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ چلو سے پانی پیتا ہے تو اوس پیالے
کو بھی پھینکدیا اور کہا کہ مجکو اسکی کچھ حاجت نہیں ہے اور یہ مرقع معہود جو فی زماننا مروج ہے
محض واسطے شہرت کے ہے اور اسکے ناپسند ہونے کی یہی وجہ ہے **مسئلہ** سماع میں رقص
کرنا اور ناچنا جائز ہے یا نہیں **جواب** نہیں جائز ہے ذخیرہ میں مذکور ہے کہ سماع
میں ناچنا گناہ کبیرہ ہے اور جن مشائخ نے اسکو مباح کیا ہے وہ بسبب بے اختیاری اور
مغلوبی کے ہے اور شرع متین میں اسکی اجازت نہیں ہے اور عوارف المعارف میں
مذکور ہے کہ سماع میں ناچنا لائق منصب مشائخ رحمہم اللہ کے نہیں ہے کیونکہ یہ لہو و
لعب کے ساتھ مشابہ ہے اور یہ متمکن کی حالت سے مبائن ہے **مسئلہ** مشائخ رحمہم اللہ کو
سماع جائز ہے یا نہیں **جواب** اگر قرآن مجید یا وعظ کا سماع ہے تو جائز اور مستحب ہے
اور اگر راگ اور غنا کا سماع ہے تو حرام ہے کیونکہ راگ کا سننا یا خود گانا حرام ہے اور
اسی پر علما کا اجماع اور اتفاق ہے اور انہیں تاکید کے ساتھ بہت مبالغہ کیا ہے اور
جن مشائخ صوفیہ کرام رحمہم اللہ اجمعین نے سماع کو مباح کیا ہے وہ ہوا و ہوس سے
خالی تھے اور تقوے اور پرہیزگاری سے آراستہ او جسطرح بیمار طرف دوا کے محتاج
ہوتا ہے ویسا ہی یہ لوگ غنا کیطرف محتاج ہوتے تھے نشانی اور علامت ایسے مشائخ
کی یہ ہے کہ شہوتوں سے بری ہوں اور اللہ تعالے کے ذکر میں مستغرق اور فریفتہ ہوں
اور صاحب دل و سخی ہوں اور برائی بھلائی سے بے پروا اور اپنی واردات کے چھپانے والے ہوں

اور مشائخ کبار کے ذات اور فیوض صفات سے فیض یاب ہوتے مون اور اونکی درد کا
علاج وہی شخص کرتا ہو جو اللہ تعالی کے ذکر مین مستغرق اور اوسکے دیدار کے شوق
مین محو ہو پھر معلوم کرنا چاہیے کہ سماع کے واسطے شرع سے بھی اجازت ہے جبکہ سماع
کی محفل ان شروط کے ساتھ مقید ہو ایک یہ ہے کہ اوس محفل مین کوئی امرد اور بے ریش
نہو دوسرے یہ کہ اوس محفل مین غیر جنس اور فاسق اور دنیا دار اور کوئی عورت نہو
تیسرے یہ کہ قوال کا گانا بہ نیت مزدوری کے نہو چوتھے یہ کہ اوس محفل مین لوگ بہ نیت طعام
یا فتوحی ہونے امید کے جمع نہون پانچوین یہ کہ اہل محفل کھڑے نہون مگر بسبب مغلوب
ہونے کے چھٹے یہ کہ وجد کو ظاہر کرین مگر راست اور صادق بعضون نے کہا ہے کہ
جھوٹا وجد ظاہر کرنا غیبت سے بھی بدتر ہے اور اسکی تفصیل بڑی بڑی کتابون مین مذکور
ہے من شاء فلینظر الیہا اس بنا پر میرے زمانے مین سماع کی اجازت نہین ہے کیونکہ
سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے کہا کہ ہمنے سماع سے توبہ کی بسبب بائے
جانے اصحاب طریقت و معرفت اور قوال مخلص کے کہ جو طمع سے مبرا اور منزہ ہوں مسئلہ
اگر کسی فقیر نے سوال کیا اور چاہا کہ مسئول عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دیوے تو آیا مسئول عنہ کو
اپنا ہاتھ واسطے بوسہ کے دینا چاہیے یا نہین جواب محیط مین مذکور ہے کہ اگر بغرض
حصول دنیا کے مسئول عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دینا چاہتا ہو تو مکروہ ہے ہرگز اپنے ہاتھ کو
واسطے بوسے کے نہ دیوے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ جب
اپنا ہاتھ سایل کو دینا مکروہ ہوا تو اوسے نہ دینا بطریق اولی افضل ہوگا بلکہ اوسکو اس امر سے منع
کرنا چاہیے اور اسکے مسئلہ سے آگاہ کر دینا کیونکہ یہ امر دنیا کے چیز دینے سے بہتر ہی
اسلیے کہ اسمین نفع دنیا کا ہے اور اوسمین آخرت کا مسئلہ سائلونکو دروازے پر طبلہ
اور دف بجانا جائز ہے یا نہین جواب طبلہ یا دف بجانا سوائے جہاد یا سفر کے جائز
نہین ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ میرے نزدیک ایسے
سائلون کو کچھ دینا بھی نہ چاہیے اور اسی بنا پر مطرب کو بھی کیونکہ یہ لوگ فعل منکر اور ممنوع کرتے
ہین حدیث شریف مین وارد ہے لا تاکل الا طعام تقی ولا یاکل طعامک الا تقی یعنی سوائے

آدمی پرہیزگار کے تیر اکھانا کوئی نہ کھاوے اور تو بھی سواے مرد پرہیزگار اور صالح کے کسیکا کھانا نہ کھا بس اگر کہا جاوے کہ اسی منع کرنے کے سبب حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالے کا عتاب ہوا تھا تو ہم کہینگے کہ شاید حضرت ابراہیم علیہ السلام اوسوقت تک ساتھہ تبلیغ کے مامور نہونگے اور اُمت محمدیہ ساتھہ امر معروف اور نہی منکر کے مامور ہے اور فاسقون کو صدقہ اور خیرات دینے مین فعل نہی منکر سے انکار نہین ہوتا اسی بلکہ وہ لوگ جس برائی اور قباحت مین ہین اوسپر اونکو مدد دینا ہے مسئلہ بعضے سائل شاہ مین بیٹھتے ہین اور وہ کپڑا کہ جس مین بزرگان دین کی قبرون کی صورت بنی ہوتی ہے بطور تبرک کے پیش کرتے ہین اور باجا بجاتے ہین اور جہلا اور موقوف جمع ہوتی ہین تو اونکے ساتھہ کسطور سے پیش آنا چاہیے **جواب** اس فعل سے اونکو منع کرنا چاہیے اور اگر امام کچھ مصلحت جانکر اوس کپڑے کو پھاڑ ڈالے تو اوسپر کچھ تعزیر نہین ہے اسلیے کہ وہ مجتہد ہے اور اسکا پھاڑنا حکم مین توڑنے باجون کے ہے مسئلہ جو فقرا کہ اپنے بالون کو پراگندہ رکھتے ہین اور نہ اوسمین کبھی تیل لگاتے ہین اور نہ کنگھی کرتے ہین اور نہ اونکو مونڈاتے ہین یہانتک کہ اوسمین جوئین اور کیڑے پڑ جاتے ہین بدبختی ہین اسلیے کہ وہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کرتے ہین اور بعضے بت پرستونکے طریقے پر چلتے ہین اور فعل مستحب مین دست اندازی کرتے ہین وہذا کلہ فی باب الاحتساب علی من شعر الراس مسئلہ اگر کسی فقیر نے کہا کہ درویشی بدبختی ہے تو یہ کہنا خطا ہے فائدہ جو فقرا واسطے اظہار اپنے فقر کے صوف پہنتے ہین گناہ کبیرہ کرتے ہین جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اربعۃ من الکبائر لبس الصوف لطلب الدنیا وادعاء محبۃ الصالحین وترک فعلہم وذم الاغنیاء والاخذ منہم ورجل لایری الکسب یاکل من کسب الناس یعنی صوف پہنا واسطے طلب کرنے دنیا کے اور صالحون کے محبت کا دعوے کرنا اور اونکے فعل کو چھوڑ دینا اور توانگر اور مالدار کی برائی کرنا اور اونسے لینا اور کسب کو حقیر جاننا اور لوگون کے کسب سے کھانا گناہ کبیرہ ہے یہ تفسیر کشاف مین سورہ ہود مین منقول ہے واللہ اعلم

ساتوان باب باحانت مظلوم ظالم کے احتساب مین

یہ باب عجیب اور غریب ہے امام محمد رحمہ اللہ سے شرح کرخی مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے
کسیکو دیکھا کہ اپنے باپ کو قصداً قتل کرتا ہو اور قاتل نے قتل کرنے سے انکار کیا یا اوسکے
بیٹے سے کہا کہ ہمنے تیرے باپ کو قصداً قتل کیا ہے اسلیے کہ اوسنے بھی میرے باپ کو قصداً
قتل کیا تھا یا اسواسطے کہ اسلام سے پھر گیا تھا تو ہمنے اوسکا قتل کرنا حلال جانا حالانکہ اسکا بیٹا
قاتل کے بیان سے بالکل ناواقف تھا اور سوا بیٹے کے مقتول کا کوئی وارث نہ تھا تو واسطے
قتل کرنے قاتل کے وہ لڑکا مجاز ہے اگر اوسکے قتل کا ارادہ رکھتا ہوا اور جس شخص نے کسی کو
دیکھا کہ وہ اپنے باپ کو قتل کرتا ہے تو اوسکو بھی اوسکے قتل پر اعانت کرنے کی گنجایش ہی اور
اسیطرح اگر قتل کرتے ہوئے نہ دیکھا لیکن قاتل نے اوسکے روبرو اقرار کیا یا بعض حالات مذکورہ
کا دعوے کیا تو اوسکے قتل کی اوسکو گنجایش ہے اور جو شخص دیکھے یا سُنے اوسکا مدد کرنا تو اوسکے
بھی قتل کی اوسکو گنجایش ہے اسواسطے کہ اوسنے اوسکے باپ کو قتل کرتے دیکھا تو بنا بر ظاہر کے
اوسپر قصاص واجب ہے اور استحقاق قتل کا دعوی کرنا جائز ہے یا نہین جواب صرف احتمال سے
استحقاق واجب نہین ہوتا ہے پس اسیواسطے قتل کرنا جائز ہے اور اسیطرح حکم ہے اوسکا کہ نہین
دیکھا لیکن اوسنے اقرار کیا اسواسطے کہ اقرار سے حکم بنفسہ ثابت ہوتا ہے تو گویا کہ اقرار مثل دیکھنے
کے ہوا اور معاون اور مددگار کا بھی یہی حکم ہے اسواسطے کہ یہ اعانت ہے اوپر حق رسانی اور
امر معروف کے اور اگر اقرار کی جگہ گواہی ساتھ قضاء قاضی کے ہو تو حکم اوسکا مثل حکم گذشتہ
کے ہے یعنی قتل کرنا اور اگر قاضی کا حکم نہو تو بیٹے کو اوسکا قتل کرنا جائز نہین ہے اور اسیطرح
مدد کرنا اوس شخص کو نہین جائز ہے کہ جس نے گواہی سُنی ہے اسواسطے کہ گواہ کو گواہی بنی بغیر قضاء قاضی
کے کچھ استحقاق نہین پہونچاتی کتا ہو بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ جب ہر ایک
مسلمان کو اعانت اور مدد کرنی جائز ہے تو محتسب ساتھ مدد کرنے مظلوم کے لائق اور بہتر ہے
اور شرح کرخی رحمہ اللہ مین مذکور ہے کہ اگر کوئی غلام یا مال یا کپڑا کسی شخص کے قبضہ مین تھا
اور دو آدمیون نے گواہی دی کہ یہ مال یا کپڑا یا غلام فلان شخص کے باپ کا ہے اور اس
قابض نے اوس سے غصب کیا ہے اور قابض اسکا منکر ہے اور اوس چیز کے اپنے ہونے
پر دلیل اور ثبوت پیش کرتا ہے پس وارث کو سزا ہے کہ اوس چیز کو اوسکے قبضہ سے لیوے

جب تک کہ قاضی اون دونون گواہون کی گواہی پر حکم ندے اسلیے کہ بغیر حکم قاضی کے گواہی سے استحقاق متعلق نہین ہوتا ہے اور کہا کہ اگر وارث نے اوس شخص کو جبر لیتے ہوے اپنے باپ سے دیکھا تو اوسکو پکڑلینا اور قتال کرنا اونپر جائز ہے اور جس شخص نے اوسکو دیکھا تھا اوسکو بھی اوسکی مدد کرنا جائز ہی اور اگر یہ وارث خود اوس چیز تک پہنچا اور وہ اسکو مانع ہوا اور وہ ایسی جگہ مین تھا کہ وارث اوسکے لینے کی طاقت نہ رکھتا تھا تو بموجب اپنی حجت کے اوس سے مواخذہ کرے اسلیے کہ جب اوسنے غصب کرتے ہوے اوسکو دیکھا تھا تو اوسی وقت استحقاق اوسکا ثابت ہوچکا تھا اور اسیطرح اگر اوسنے اوس شخص سے اقرار کیا کیونکہ ہم بیان کرچکے ہین کہ حکم اقرار کا سبب ثابت ہوتا ہے اور اوسکا قتل کرنا جائز ہے اسواسطے کہ وہ ظالم ہے جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من قتل دون مالہ فہو شہید یعنی جو شخص کہ اپنے مال لیلیے مارا جاوے شہید ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اس سے معلوم ہوا کہ محتسب کو دو تہائی اور ثلث اوسکا لینا کہ جو قاضی کو ہر معاملہ مین سے تہا سا چند وجہون سے جائز ہے ایک یہ کہ جب محتسب سبب کو معاینہ کرے اوسکو حکم کرنا اوسکے ساتھ جائز ہے دوسرے یہ کہ جب محتسب اقرار کو سن لے تو جائز ہے کہ موافق اوسکے حکم کرے اور وہ ثلث کہ جو محتسب کو جائز نہین ہے یہ ہے کہ جب سامنے اوسکے دو گواہ کسی حق کے واسطے گواہی دین تو اسکو موافق اوسکی حکم کرنا جائز نہین ہے جبتک کہ قاضی نہ حکم کرے واللہ اعلم

آٹھوان باب بیان مین احتساب کے عورتون اور اونکے مددگارون پر

سفر کرنا آزاد عورت کا بغیر محرم کے جائز نہین ہے اور اپنے غلام اور اجنبی کے ساتھ سفر کرنا بھی ایسا ہی حکم رکھتا ہے خواہ وہ غلام اجنبی مرد ہو یا نامرد مسئلہ آزاد عورت اپنے منہ اور ہتیلی اور قدم کھولنے سے منع کیجاوے اسلیے کہ یہ عضو واسطے دیکھنے والون کے شہوت سے بیخوف نہین ہے مگر جو عورت کہ بوڑہی ہو تو دیکھنا اوسکے منہ کو جائز ہی اور مصافحہ کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ بیخوف ہو شہوت سے اور شرح کرخی مین مذکور ہے کہ وقت حاجت کے عورت نامحرم کیطرف دیکھنا حرام نہین ہے اور بغیر حاجت کے مکروہ ہے اور عورتون کے لیے بہتر ہے کہ سوائے قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

دوسری قبرون کی زیارت نکرین کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لعن اللہ زوارات
القبور یعنی لعنت کرے اللہ تعالی اون عورتون پر جو زیارت کرتی ہین قبرونکی یہ حدیث اگرچہ
حرمت زیارت پر دال ہے لیکن اس حدیث سے کہ کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروھا
ولا تقولوا ہجرا سے منسوخ ہے یعنی ہمنے تمکو قبرون کی زیارت سے منع کیا تھا سو اب خبردار ہو
کہ تم قبرون کی زیارت کرو لیکن فحش نہ بولو اور جب عورت کسی ایسی قبر کی زیارت کرے کہ
اوسکی موت کے وقت وہ حاضر نہ تھی تو آہین معذور ہے کیونکہ مروی ہے کہ عبدالرحمن بن
ابو بکر رضہ باہر مکہ معظمہ کے فوت ہوے تھے اور وہانسے نقل کرکے مکہ معظمہ مین دفن کیے گئے
ایام حج مین حضرت عائشہ صدیقہ رضہ بہ نیت حج اور عمرے کے مکہ معظمہ مین گئین اور اونکی
قبر کی زیارت کی اور کہا کہ خدا کی قسم اگر مین تمہاری موت کے وقت حاضر ہوتی تو آج
تمہاری زیارت نکرتی امام سرخسی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ عائشہ صدیقہ کی مراد اس سے یہ
ہے کہ زیارت کا ترک کرنا اولے ہے لیکن چونکہ اونکا زیارت کرنا موت کے وقت فوت
ہوا تھا اسواسطے اونھون نے اونکی قبر کی زیارت کی قائم مقام ملاقات کے ہوجاوے اور یہ
واسطے عام عورتون کے دلیل ہوگئی اور جبکہ عورت بغیر حکم اپنے شوہر کے نکلے تو اوس پر
احتساب کرنا واجب ہے لیکن جبکہ وہ اپنے شوہر کے حکم سے ساتھ پاکیزگی اور پارسائی
کے نکلے تو وہ معذور ہے اور اگر عورت بیمار یا حالت نفاس مین ہو تو بعد گزرنے مدت
نفاس کے حمام مین جانا مباح ہے اور اگر بے عذر اپنے شوہر کی اجازت سے نکلے تاہم مباح
ہے اور اسی کی طرف سرخسیؒ نے بھی میل کیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مباح نہین ہو کیونکہ
مروی ہے کہ عورتین شہر حمص کی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئین تو آپ نے
فرمایا کہ تم لوگ حمام کو جایا کرتی ہو کہا کہ ہان بس آپ نے اونکو مجلس سے نکالنے کا حکم دیا اور
اگر عورت گھوڑے بے سامان پر بسبب عذر کے جیسے حج اور عمرہ یا جہاد مین بن ٹھنکر سوار ہو
تو کچہ مضائقہ نہین ہے اسواسطے کہ مہاجرین کی عورت اکثر گھوڑون پر سوار ہوتی تھین اور
واسطے جہاد کے نکلتی تھین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکو بارہا دیکھتے تھے لیکن منع
نکرتے تھے اور اسیطرح خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں جہاد مین گھوڑون پر سوار ہوتی

نہین اور مجاہدین کی صفون مین جاکر مدد کرتی تہین اور زخمیونکی دوا کرتی تہین آور جو عورت
کہ گھونگرو بنا کر پہنے تو اوسپر بہی احتساب کیا جاوے کیونکہ بچیون کے پانون مین گھونگرو پہنانا مکروہ
ہے تو عورت بالغہ کو پہنانا بدرجۂ اولے مکروہ ہوگا اسواسطے کہ عورت کو ستر پوشی کے لیے سخت
تاکید آئی ہی اور گھونگرو کے پہننے مین گویا کہ اپنے حال کا ظاہر کرنا ہے اور جبکہ مرد اجنبی ساتہ عورت غیر
محرم کے ساتھ ایک خلوت مین پایا جاوے تو اوسپر احتساب کرنا واجب ہے کیونکہ اسمین نہی
اور منع مکرر وارد ہوا ہے اور اگر مرد اجنبی کو اوسپر کوئی حق ہے تو اوسکے ساتھ بیٹھنا اور اوسکے
کپڑے کو پکڑنا جائز ہے پہر اگر عورت بہاگ جاوے اور ویرانے مین داخل ہو اور مرد نے
بہی اوسکا پیچہا کرکے داخل ہونا چاہا تو بشرطا شہوت سے بیخوف ہونے کے کچھ مضائقہ نہین ہی
اور اگر اسکا خوف ہو تو اوس سے دور رہے لیکن اپنی آنکھون سے اوسکی نگہبانی کرے سوال
اگر کہا جاوے کہ میرے ملک مین مروج ہے کہ معاون محتسب اپنے ہاتھ سے زانیہ عورت کو
پکڑکر تعزیر کرتے ہین اور حال یہ ہے کہ عورت غیر محرم کا چھونا حرام ہے پس وہ بسبب دفع کرنے
حرام غیر یقینی اور موہوم اور مظنون کے حرام یقینی مین پڑتے ہین جواب ہم کہتے ہین کہ مس کے
معنی ہاتھ کا بغیر پردے کے پہونچانا ہے اور جبکہ عورت پردے کے ساتھ بضرورت مس
کی جاوے تو جائز ہے کیا تو نہین دیکھتا ہے کہ جب عورت کیچڑ مین پھنس جاوے تو مرد اجنبی کو
ساتھ پردے کے اوسکا ہاتھ پکڑنا اور نکالنا حلال ہے اور واسطے خانگی خدمت کے ہیجڑے کو
مقرر کرنا جائز ہے نہ غلام بالغ اسواسطے کہ اسمین فساد کا اندیشہ ہے بہ نسبت اضافی غلام
اجنبی آزاد کے اور خدمت خانگی کے لیے اوس عضو بریدہ کی کہ جسکا پانی ہنوز خشک نہین
ہوا ہے مقرر کرنا جائز نہین ہے اسلیے کہ اوسکو ملنے اور گھسنے سے انزال ہوتا ہے لیکن اوس
عضو بریدہ کے واسطے کہ جسکا پانی خشک ہوگیا ہے بعض مشائخ رحمہ اللہ نے اجازت دی ہے
اور قول اللہ تعالے کا والتابعین غیر اولے الاربۃ من الرجال مین بعضے مفسرین کا یہی قول
ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ حلال نہین ہے اسلیے کہ آیۃ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم
ذالک ازکے لہم ان اللہ خبیر بما یصنعون وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارہن الخ محکم ہے اور قول
اول مجمل ہے اور بہ نسبت مجمل کے محکم پر عمل کرنا اولے اور افضل ہے اسواسطے کہ اصول مین

مین مذکور ہے کہ جہانتک محکم پایا جاوے مجمل پر عمل کرنا نہ چاہیے اور لڑکی بالغہ کے فروخت
کے وقت اوسکے پیٹ کو چھپائے رکھنا چاہیے کہ یہ ستر ہے اور خانیہ مین ہے کہ مثلاً کسی شخص نے
کسی کی منکوحہ کو گناہ کرتے دیکھا اور ارادہ کیا کہ مین اوسکے شوہر کو خبر دون پس اگر جانے
کہ اوسکا شوہر اوسکو فعل بد سے باز رکھ سکتا ہے تو خبر دینا اوسکو حلال ہے **سوال** پھر اگر
کوئی کہے کہ اکثر وقت تعزیر کے سر یا قدم یا ہاتھ اوسکا کھلجاتا ہے یا چادر گر پڑتی ہے تو یہ کیا
کیا جاوے اسواسطے کہ یہ سب فعل منکر ہین **جواب** مروی ہے کہ ایک عورت نواح مدینہ
مین نوحہ کرتی تھی کسی نے حضرت عمرؓ کو اوس سے خبر دی آپنے جاکر اوسکو درے سے
اسقدر مارا کہ اوسکے چادر گر پڑی لوگون نے کہا کہ حضرت خبردار ہو تب آپنے فرمایا کہ شریعت
مین اسکی حرمت نہین ہے پس اب جاننا چاہیے کہ حرمت کے لفظ مین علمانے اختلاف کیا
ہے بعضون نے کہا ہے کہ جب کسی نے فعل منکر کو اختیار کیا تو حرمت اوسکے نفس سے جاتی رہی
اور چھوکریون کے حکم مین داخل ہوگئی اور اسکی دلیل شرح ادب کے بیسوین باب مین مذکور ہی
یعنی حضرت ابوبکر اعمشؓ نے کسی گانون مین نہر کے کنارے عورتون کو سر اور بازو
کھولے دیکھا آپنے اونکی طرف دیکھنے سے پرہیز نہ کیا ہمراہیون نے کہا کہ حضرت ایسے
وقت مین دیکھنا منع ہے آپنے فرمایا کہ جسنے اپنے نفس کی حرمت کو کھودیا اونکی طرف
نگاہ کرنی حرام نہین ہے اور کفایۂ شعبی مین مذکور ہے کہ عدت والی عورت کو بغیر حکم شوہر
کے اوسکے گھر سے نکلنا جائز نہین ہے ہمام ہے کہ وہ عدت موت کی ہو یا طلاق بائن کی
اور اسیطرح حرہ جنبیہ اور غیر اجنبی کے ہمراہ سفر کرنا وانا فعلت وخلت فی لعنۃ اللہ وملائکتہ اور
فتاوی ظہیریہ مین ہے کہ عدت والی عورت کو باریک کنگھی کرنا اور زیور اور لباس رنگین
پہننا اور خوشبو اور تیل اور وسمہ لگانا منع ہے مگر جبکہ وہ لباس رنگین دھویا ہوا ہو **مسئلہ**
جب کوئی مرد عورت غیر محرم کے ساتھ راہ مین باتین کرتے ہوئے پایا جاوے تو اوسپر حد
تعزیر جاری کرنا چاہیے جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو راہ مین عورت
سے باتین کرتے پایا آپنے اوسکو درہ مارا اوسنے کہا کہ حضرت یہ میری بی بی ہے فرمایا کہ تو
اسکو گھر لیجا تاکہ اس تہمت سے بچتا اور آپ شرمندہ اور نادم ہوکر ابی بن کعب کے پاس گئے اور

اپنی ندامت کا حال بیان کیا کعبؓ نے کہا کہ آپ مسلمانون کو ادب سکھانے والے ہین
اونکی حفاظت کرنے والے ہین اگر وہ عورت اوسکی بی بی تھی اپنے گھر کیون نہ لگیا پس
آپ خوش ہوے اور ابی بن کعب رونے لگے حضرت عمرؓ نے کہا کہ اب تمہارے رونے
کا کیا سبب ہے اونھون نے کہا کہ ایک حدیث سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجکو
یاد آئی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جب قیامت کے دن گروہ لوگون کے جمع کیے جائینگے
تو ہلام سالمۃ خوبصورتی کے آئے گا اور کہے گا کہ ای عمر تجکو آج اللہ تعالی عزت دے
جیسی تونے مجکو عزت دی تھی پس عمرؓ نے سجدہ شکر کیا اور وارث کے حصہ سے سات
غلام آزاد کئے اور بعد اس گفتگو کے ابی بن کعب نے واسطے استراحت عمرؓ کے تکیہ رکھدیا
آپ نے منع کیا تب ونھون نے کہا کہ آپ مجکو اس نعمت سے کیون باز رکھتے ہین اسواسطے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو آرام دیتا ہے
تو قبل آرام پانے اوسکے اللہ تعالے دونون کے گناہ کو بخش دیتا ہے **مسئلہ** جو عورت
قبرون کی زیارت کرتی ہین اونپر احتساب کیا جاوے یا نہین اور وہ ثواب پاتی ہین یا نہین
جواب کفایۂ شعبیہ مین باب خروج النساء لے المقابر مین مذکور ہے کہ قاضی سے کسی نے
پوچھا کہ عورتون کو پنجشنبہ کے دن زیارت قبرون کے واسطے جانا جائز ہے یا نہین قاضی
نے کہا کہ تو اسکا جواز اور عدم جواز نہ پوچھ بلکہ اسکی لعنت کا حال پوچھ پس جان تو کہ عورتین
جسوقت زیارت قبور کی نیت کرتی ہین تو اللہ تعالے اور اوسکے فرشتے اونپر لعنت
بھیجتے ہین اور جب واسطے زیارت کے نکلتی ہین تو شیطان اونکو گھیر لیتے ہین اور جب قبر
پر آتی ہین تو میّت کی روح اونپر لعنت کرتی ہے اوپھرتے وقت پھر لعنت خدا مین شامل
ہوتی ہین حدیث شریف مین وارد ہے کہ ایما امرأۃ خرجت الی مقبرۃ تلعنہا ملائکۃ
السموات والارض فمشی فی لعنۃ اللہ وایما امرأۃ دعت للمیت فی دارہا یعطیہا اللہ تعالی
ثواب حجۃ وعمرۃ یعنی عورت جسوقت قبر کی زیارت کیلئے نیت کرتی ہے اور نکلتی ہے
تو اللہ تعالے اور اوسکے فرشتے اوسکے پہونچنے تک اوسپر لعنت کرتے ہین اور جو عورت
کہ اپنے گھر مین واسطے میّت کے دعا کرتی ہے اوسکو حج اور عمرے کا ثواب اللہ تعالے

عطا کرتا ہے اور سلمانؓ و ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعد
نماز کے مسجد سے نکلکر حجرے کے دروازے پر کھڑے تھے کہ فاطمہؓ تشریف لائین آپنے پوچھا
کہ کہانسے آتی ہو فرمایا کہ فلان موتے کے گھر سے پھر آپنے پوچھا کہ کیا تم اوسکی قبر پر بھی گئی تھین
فرمایا کہ معاذ اللہ خلاف حکم آپکے کرتی پس آپنے فرمایا کہ اگر تم جاتین تو تمکو جنت کی خوشبو ہرگز
میسر نہوتی پس اسی بنا پر عورتونکو جنازے کے ساتھ بھی جانا مباح نہین ہوا اور مروی ہی
کہ پہلی مرتبہ حضرت کو مدینہ مین جنازے کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا تو عورتون کو پیچھے
جنازے کے جاتے ہوے دیکھا پس اون لوگون سے پوچھا کیا تم جنازہ اوٹھاتے ہو یا
جماعت کے ساتھ اوسکی نماز پڑھتے ہو کہا کہ ہم کچھ نہین کرتے ہین پس آپنے کہا کہ اے
گنہگارو اپنے گھر پھر جاؤ مسئلہ شرح طحاوی مین ہے کہ عورت موتے کو قبر مین رکھنے کے
لیے اوسکا ذو رحم محرم اولے ہے اور بشرط نہونے اونکے اجنبی کا ہونا کچھ مضائقہ نہین ہی
مسئلہ اگر کوئی عورت کسی مکان مین بغیر حکم اوسکے مالک کے داخل ہووے تو وہ مستوجب
احتساب ہی یا نہین جواب اگر وہ عورت مالک مکان کی قرابت مین ہے تو اوسکا جانا
حلال ہے اسیطرح اگر شوہر اوسکا ذو رحم ہے تو اوسکی عورت کو بھی بغیر اجازت کے جانا
حلال ہے اور محیط مین ہے کہ اسی سبب سے نزدیک امام اعظمؒ کے ہاتھ کاٹنا اوس عورت کا
جسنے اپنی شوہر کے محرم کے گھر مین چوری کی ہو درست نہین ہے اور سوائے اس صورت کے
سبب پر احتساب درست ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم
حتی تستانسوہ یعنی جب تک کہ اجازت نہو مسئلہ عورتون کو اپنے منہ پر برقع ایسے طور سے
ڈالنا چاہیے کہ وہ منہ سے علیحدہ رہے پس یہ مسئلہ دلالت کرتا ہے کہ بغیر ضرورت کے
اونکو منہ کھولنا درست نہین ہے جیسا کہ ایام حج مین انکو منہ چھپانے سے ممانعت ہی کتاب
النکاح مین نوازل کے مذکور ہے کہ ابو بکر رحمہ اللہ پوچھے گئے اوس عورت کے حال سے
جو اپنے بالونکو کاٹ ڈالتی تھی تو کہا کہ اس فعل سے توبہ کرے پھر پوچھا گیا کہ اپنے شوہر
کی اجازت سے اگر کاٹ ڈالے تو کہا کہ طاعت مخلوق کی خالق کی نافرمانی مین نہین ہی اسلیے
کہ اسنے اپنی جان کو مردون کے ساتھ مشابہ کیا اور مشابہت کرنے والون پر خدا نے لعنت

کی ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین کیونکہ بال عورت کے لیے مثل مرد کی ڈاڑہی کے مین
پس جسطرح سے مرد کو ڈاڑہی منڈانا حلال نہین ہی ویسا ہی عورت کو بال کاٹنا حلال نہین ہے
اور اپنے بالون کو غیر کے بال مین وصل کرنا حلال نہین ہی اور اسی جگہ سے مشاطہ پر احتساب
کرنا درست ہوا ہے تاکہ وہ ایسا فعل نہ کرنے پاوے اور معرب مین مذکور ہے کہ بال چنو دانے والے
اور چنوانے والے اور دانت بنانے والے اور بنوانے والے اور بال ملانے والے اور ملوانے
والے اور گدنا گانیوالے اور گدوانے والے پر خدا کی لعنت ہی واللہ اعلم

نوان باب بیان مین احتساب کے بسبب بچون کے

بچون کے پانون مین گھونگرو پہنانا اور مہندی لگانا مکروہ ہے اور لڑکون کے سامنے شراب
پینا اور مزامیر کا کھانا گناہ ہے اور اونکو ان سب کا کھلانے والا اور پلانے والا گنہگار ہی اور
ملتقط ناصری مین ہی کہ نابالغ لڑکے کو گھونگرو پہنانا مکروہ ہے اور اسی مین ہی کہ لڑکا جب کہ
بلوغیت کو پہونچے اور خوبصورت اور صبیح نہو تو اوسکا حکم مثل حکم مردون کے ہی اور اگر وہ حسین
اور خوبصورت ہی تو اوسکا حکم مثل عورتون کے ہے یعنی اوسکی طرف بھی دیکھنا حرام ہے لیکن سلام
کرنا اور بغیر شہوت کے دیکھنا کچھ مضائقہ نہین ہے اور اسیوجہ سے وہ پردے اور نقاب کے
ساتھ مامور نہین ہے استحسان کفایۂ شعبی مین ایک حکایت ہی کہ کسی نے ایک عالم کو بعد
مرنے کے خواب مین دیکھا کہ منہ اوسکا کالا ہے اوسنے پوچھا کہ حضرت یہ کیا وجہ ہے تو کہا
کہ مین نے فلان مقام مین ایک لڑکے کو بُری نظر سے دیکھا تھا اس وجہ سے میرا منہ آگ مین جل
گیا ہے اور اخبار مین مروی ہے کہ کسی نے ایک عابد سے بعد مرنے کے خواب مین پوچھا کہ
اللہ تعالی تمہارے ساتھ کسطور سے پیش آیا پس جواب دیا کہ جس گناہ سے ہمنے توبہ کی تھی وہ بخش
دیے گئے اور جس سے شرمایا اوسکے عوض مجہپر عذاب کیا گیا پھر پوچھا کہ وہ کون گناہ تھا کہا کہ
مین نے ایک لڑکے کیطرف بُری نظر سے دیکھا تھا اور اخبار مین مذکور ہے کہ ایک روز حضرت
عبداللہ بن عمرؓ اپنے دروازے پر بیٹھے تھے کہ ایک خوبصورت لڑکے پر نظر پڑی تو آپ مجرد دیکھنے کے اندر گھر
کے تشریف لیگئے جب وہ لڑکا چلا گیا تو پھر آپ باہر آئے لوگون نے پوچھا کہ آپ کے گھر مین
جانے کا کیا باعث تھا تو کہا کہ ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ مرد حسین اور

خوبصورت کی طرف دیکھنا اور اوس سے بات کرنا حرام ہے قاضی نے کہا کہ مین نے سنا ہے
کہ امام فرماتے تھے کہ عورت کے ساتھ دو شیطان اور امرد صبیح کے ساتھ اٹھارہ شیطان ہوتے
ہین مسئلہ کراہت خانیہ مین ہے کہ اگر لڑکا حسین خوبصورت حصول علم کیلئے باہر جانا چاہتا ہو تو اوسکے باپ پر
واجب ہے کہ باہر جانے سے اوسکو باز رکھے اور اسی پر قیاس کیا گیا ہے کہ محتسب لوگون کو
بے ضرورت ایسے امردون کی ہمنشینی سے منع کرے نقل محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ حسین اور
خوبصورت تھے اور امام صاحب باوجود اتقا اور پرہیزگاری کے وقت تدریس کے پیچھے ستون کے
بٹھاتے تھے تا اونپر نظر نہ پڑے اور فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے اپنے بستان مین ذکر کیا ہے کہ
ہمنشینی لڑکے حسین اور خوبصورت کی اور بیوقوفونکی مکروہ ہے کیونکہ اس سے رعب جاتا رہتا
ہے اور شرح طحاوی مین مذکور ہے کہ ریشم اور حریر اور سونا اور چاندی پہننا مردون اور لڑکون کو
حرام ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے اور چاندی کو لیکر فرمایا کہ یہ دونو
میری امت پر حرام ہین اور لفظ امت کا عام ہے خواہ مرد ہو یا لڑکا اور حضرت جعفر نے عبد الملک
بن ہبیرہ سے روایت کی ہے کہ وہ روایت کرتے ہین عمرو بن دینار سے بواسطہ حضرت جابر کے
کہ ہمکو اس امر کا مجاز ہے کہ اگر لڑکون کو ریشم پہنے ہوئے دیکھین تو اونسے چھین لین اور چھوکرونکو
پہناوین اسیطرح ملتقط مین منقول ہے اور جو کوئی اپنے چھوٹے بیٹے کو شراب پلاوے تو وہ
مستوجب تعزیر ہے نہ مستوجب حد اور تتمہ محیط مین منقول ہے کہ جب فاسق نے اپنے لڑکے کو
شراب پلائی اور اوسکے شکریے مین اوسکے اقربا نے روپیہ نثار کیا تو یہ سب کافر ہوئے واللہ اعلم

دسوان باب بیان مین احتساب کے کھانے اور دوا پینے پر

جو شخص کہ روٹی کے کنارے کو ضائع کرے اور ماسوا کو کھا جاوے تو مکروہ ہے اور اگر کنارہ
روٹی کا واسطے کھانیکے دوسرے کو دے تو مکروہ نہین ہے اور جیسے روٹی سے انگلی یا چاقو یا
چھری وغیرہ پونچھے اور پھر اوس روٹی کو نہ کھاوے تو یہ بھی فعل مکروہ ہے مسئلہ ہاتھونکا دھونا
بغیر آٹے کی بھوسی سے مکروہ نہین ہے اور آٹے سے ہاتھ دھونا مکروہ ہے اور نزدیک امام
اعظم اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ کے مکروہ نہین ہے اور اگر تکبر سے تکیہ لگا کر کھانا کھاوے تو مکروہ ہے
وگرنہ مضائقہ نہین ہے ابو دستی کا کھانا مکروہ ہے اور حلوائی نے ذکر کیا ہے کہ اگر ضرر کا بھی

تو مکروہ ہے اور اگر کبھی کبھی کھائے تو کچھ مضائقہ نہین ہے کہتا ہو بندہ نیک کرے اللہ تعالے
اوسکی عمل کو یہ پان کے ساتھ چونا کھانے پر قیاس کیا گیا ہے کہ وہ مباح ہے کیونکہ وہ تھوڑا اور مفید
اور نافع ہے اور نمکدان کا روٹی پر رکھنا مکروہ ہے نہ نمک کا رکھنا روٹی پر اور روٹی کو خوان پر
لٹکانا اور نیچے پیالے کے رکھنا مکروہ ہے اوسکو کہا گیا ہے کہ مکروہ نہین ہے اور مشرکون کے
بغیر دہوے ہوئے برتنون مین کھانا پینا مکروہ ہے اور بسبب احتمال آلودگی اونکے برتن کے
حرام نہین ہوتا ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے عمل اوسکا کہ ہلوگ گھی اور سرکہ اور
دودہ اور چھاچھ وغیرہ کے خریدنے مین ہندؤن سے مبتلا ہین حالانکہ اونکے برتنون کی آلودگی
کا احتمال ہے کیونکہ اونکی عورتین گوبر اور جس جانور کو یہ لوگ مارتے ہین اوسکے کھانے سے
پرہیز نہین کرتین ہین پس محتسب کو لازم ہے کہ اگر اوس سے رہائی کا کوئی چارہ دیکھے تو ان سب
باتون سے پرہیز کی تاکید کرے پھر جب انپر وثوق اور اعتماد ہو جاوے تو اونکو حکم کرے کہ اپنے
برتن مسلمانون کو دہونے کے لیے دین اور وہ بھی اپنا ہاتھ مسلمانونکے سامنے دہولین اگر
یہ سب نہوسکے تو اسکے اباحت پر فتوے ہے اور اس سے بچنا تقوے ہے قال اللہ تعالی
یسألونک ماذا احل لہم اس قول تک وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم بغیر فرق درمیان یہود
وغیرہ کے اور اسیطرح مجوس کے طعام مین کچھ مضائقہ نہین ہے مگر انکا ذبیحہ حرام ہے مسئلہ
پس خوردہ اور جھوٹا اوٹھانا بغیر اجازت صاحب ضیافت کے حرام ہے مسئلہ جس حرام چیز
پر کہ شفا کا یقین نہوا وسکے ساتھ علاج کرنا جائز نہین ہے اور اگر شفا کا یقین ہو اور اوسکا
بدل بھی دوسری دوا ہو تو اوس دوا معتقد کے ساتھ بھی علاج کرنا نہین جائز ہے اور اگر
کوئی دوسری دوا اوسکا بدل نہین ہے تو بعضے عدم جواز کے قائل ہین موافق قول ابن
مسعود کے کہ اللہ تعالے نے حرام چیز مین شفا نہین دی ہے اور بعضون نے حالت پیاس
مین شراب کے پینے پر قیاس کرکے جائز کہا ہے اور حدیث کا جواب یہ ہے کہ جب وہ حالت
ضرورت مین حرام نہین ہے تو شفا حرام مین نہوئی پس محتسب کو چاہیے کہ واسطے تاکید کے
طبیبون پر امین مقرر کرے تاکہ لوگون کے معالجے مین حرام چیز کے استعمال کرانے سے باز
رہین اور جب پچھنے لگانے والے اور فصد کھولنے والے اور کیڑیان لگانیوالی عورت حاملہ کے ساتھ قبل

متحرک جنین مضغہ کے یا قریب ولادت کے اپنا فعل کرین تو احتساب کئے جاوین کیونکہ اسوقت مین جنین کی ضائع ہوجانیکا خوف ہو لیکن بعد اسکے قبل زمانۂ ولادت کے کچھ مضائقہ نہین ہے اور جسوقت کہ روٹی دستار خوان پر رکھی جاوے تو سالن وغیرہ کا انتظار کرنا نچاہیے بلکہ قبل آنے سالن وغیرہ کی تعظیماً روٹی کھانا شروع کرے کیونکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہو کہ اکرموا الخبز فانہا من برکات السماء والارض یعنی روٹی کی تعظیم کرو کہ وہ آسمان اور زمین کی برکت ہو کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ یہ حکم گھر مین کھانے کا ہے لیکن ضیافت مین اجازت کا انتظار کرے مسئلہ نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے گھوڑے کا گوشت کھانا حرام ہے اور جو شخص کہ اوسکا گوشت کھاوے مستوجب احتساب بالزجر کا ہے نہ مارنے اور قید کرنے کا کیونکہ یہ محل خلاف ہو اور ملتقط مین ذبائح کے بیان مین ابوالقاسم سے مذکور ہے کہ بکری حاملہ کو قریب ولادت کے ذبح کرنا مکروہ ہے اور باب اللحم مین بستان فقیہ ابواللیث کے مذکور ہے کہ ہشام بن عروہ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گوشت کو چھری سے مثل عجمی کے کاٹ کر نکھاؤ بلکہ دانتون سے کاٹ کر کھاؤ کیونکہ یہ خوشگوار اور مزہ دار زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت چھری سے کاٹنے کے پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ نہی نہی شفقت ہو نہ نہی تحریم اور منع مشابہت سے ساتھ عجمیون کے ہے

گیارہوان باب بیان مین احتساب کے لہو لعب اور کھیل پر

شطرنج وچوسر وغیرہ کھیلنا مکروہ ہے اور کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہے نہ کراہت تنزیہی اور جامع صغیر خانی مین مذکور ہے کہ شطرنج جب ساتھ شرط کے ہو تو حرام ہے اور جب اس سے خالی ہو تو فعل عبث ہو اور فعل عبث حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ افحسبتم انما خلقناکم عبثا یعنی ہمنے تمکو واسطے فعل عبث کرنے کے نہین پیدا کیا اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لہو المومن باطل الا فی الثلث تادیبہ لفرسہ ورمیہ بین قوسہ وملاعبتہ مع اہلہ یعنی مومن کا کھیل باطل ہو مگر تین کھیل ایک اپنے گھوڑے کو ادب اور سواری سکھانا دوسرے تیراندازی سیکھنا تیسرے اپنی بی بی سے خوش طبعی اور ظرافت کرنا اور دوسری روایت مین ہے کہ کل لعب المومن حرام الحدیث یعنی مومن کا ہر کھیل حرام ہے

وقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما انا من النرد ولا النرد منی یعنی مین بازی کھیلنے والا نہین ہون
اور نہ بازی کھیلنے والا مجھسے ہے یعنی مین اوس سے بری وبیزار ہون وقال النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ما الہاک عن ذکر اللہ تعالے فہو میسر یعنی جو چیز کہ اللہ تعالے کے ذکر سے باز رکھے وہ
جوا ہے اور عطا رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ہر قمار جوا ہے یہانتک کہ لڑکون کا ساتھ کعب کے
بھی کھیلنا جوا ہے اور مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شطرنج کھیلنے والون کیطرفسے
گذرے تو فرمایا کہ ما ہذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون اور اکثر حال بازی شطرنج کا یہہ ہے
کہ نماز سے باز رکھتی ہے اور اگر کہا جاوے کہ اس سے قواعد لڑائی کے معلوم ہوتے ہین
تو ایسا کہنا جائز نہین اسواسطے کہ فعل لعب سے قربت مراد ہوجاتا ہے حالانکہ اللہ تعالی نے
ارشاد فرمایا ہے کہ فلا تتخذوا آیات اللہ ہزوا یعنی اللہ تعالے کی آیتون کو مذاق نہ ٹھراؤ اور
بستی نے وان تستقسموا بالازلام کی تفسیر مین ذکر کیا ہے کہ ازلام شطرنج ہے اور اسی پر سفیان
ثوری ووکیع رحمہما اللہ نے بھی موافقت کی ہے اور سیر ذخیرہ مین مذکور ہے کہ ابو بکر عیاض
رحمہ اللہ سے اوس شخص کا حال پوچھا گیا کہ وقت شطرنج کھیلنے کے اوسکی بی بی نے اوس سے
کہا کہ ہمنے علما سے سنا ہے کہ شطرنج کا کھیلنے والا خدا کا دشمن ہے اور منع کیا تو شوہر نے
فارسی مین کہا کہ وون کہ من دشمن خدا ام شکیبم ونیارم یعنی جب مین دشمن خدا ہون تو آرام
اور صبر مین نہین کرتا پس ابو بکر نے جواب دیا کہ بموجب قول علما کے یہ سخت امر ہے چاہیے
کہ اوسکی عورت باین ہوجاوے اور نکاح کی تجدید کرے اور بعضون نے کہا کہ کافر نہین
ہوتا ہے اور منجملہ لعب کے کبوتر بازی ہے اور امام محمد نے کہا ہے کہ جو شخص ساتھ کبوتر بازی
اور جوا اور حسد کے مشغول ہووہ سفلہ اور کمینہ ہے مسئلہ شطرنج کھیلنا بنیت تیزی ذہن اور
زیادتی فہم کے جائز ہے یا نہین جواب نہین جائز ہے تجنیس اور مزید مین مذکور ہے کہ
ایک شخص نے عربی مین کہا کہ تیزی ذہن اور زیادتی فہم کے واسطے شطرنج کھیلنا حرام نہین ہے
اور پھر فارسی مین کہا کہ اگر کتاب یا خبر یا قیاس سے یہ بازی حرام ہے تو اپنی عورت کو تین
طلاق ہے پس بمجرد اس کہنے کے اوسکے عورت پر طلاق واقع ہوئی اسواسطے کہ خبر سے
ثابت ہوچکا ہے کہ شطرنج کھیلنا حرام ہے پھر اگر کوئی کہے کہ نزدیک امام شافعی کے اسکا کھیلنا

کچھ مضائقہ نہین ہے اور مین نے اوسکی تقلید اور پیروی کی ہے پس محتسب کو اوسپر احتساب
کرنا کسی صورت سے جائز نہوگا پس کہا جائیگا کہ امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنے خلاصے مین
ذکر کیا ہے کہ نزدیک امام شافعی رحمہ اللہ کے بھی مکروہ ہے پس اب وہ بیشک مستوجب
احتساب کا ہوگا اسلیے کہ امام غزالی رحمہ اللہ صاحب ثقہ اور مقلد امام شافعی رحمہ اللہ کے
تھے ہرگز خلاف قول امام کے بیان نہین کرسکتے ہین —

بارھوان باب قاضی اور اونکے اعوان و مددگار کے احتساب مین

قاضی کو دعوت قبول کرنا ہر شخص سے نہین جائز ہے مگر اپنے ذی رحم محرم سے یا اوس شخص
کہ پہلے قاضی ہونے کے ضیافت کرتا رہا ہو اور قاضی کے دربار مین مقدمہ خصومت کا اوسکا
پیش نہو اور اسیطرح دعوت قبول کرنا والی اور حاکم کا کہ جسنے اسکو متولی کیا ہے جائز ہے اسلیے
کہ یہ بات ظاہر ہے کہ والی اور حاکم ہدیہ نہین دیتا ہے اپنے تابع کو تاکہ امور اور معاملات قضایا
مین رغبت کرے کیونکہ قاضی حاکم اور اہل ولایت پر دست درازی نہین کرسکتا ہے اور
شرح ادب مین قاضی خصاف رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اختیار کرنے مین قضایا کے باختیار
خود لوگون نے اختلاف کیا ہے لیکن اصح یہ ہے کہ قضا مین داخل ہونا رخصت ہے اور نہ
داخل ہونا عزیمت ہے اور ظہیریہ مین مذکور ہے کہ قاضی کو قرض اور عاریت لینا اور اپنے ہاتھ
سے کوئی چیز بیچنا جائز نہین ہے بلکہ واسطے بیچنے کے دوسرے کو سپرد کرے اور امام محمد رح
سے مروی ہے کہ علیحدہ مجلس قضا سے یہ کام کرنا درست ہے اور صحیح یہ ہے کہ کسی وقت مین
نکیا جاوے کیونکہ لوگ اسمین مسامحہ اور سہل انکاری قصدوں کرینگے اور جھگڑے مین کسی متخاصمین
کی اعانت اور طرفداری نہ کرے اور نہ فتوے دے اور قاضی کے دربان کو بھی نہین جائز
ہے کہ لوگون کے جانے دینے کے بدلے مین اونسے کچھ لیوے اور آخر اعتاق ملتقط مین مذکور
ہے کہ جس شخص نے کسی غلام کی جھوٹی فارغخطی اور اوسپر چند آدمی بدچلن کی جھوٹی گواہی دی
اور غلام بھاگ گیا تو اوسپر بجز تعزیر کے تاوان نہین ہے نقل ہے ملتقط مین مذکور ہے کہ
قاضی سے نسبت ایک آدمی کے کہ اوسنے جولاہے کو قتل کیا تھا دریافت کیا گیا پس قاضی
نے [illegible] کا حکم دیا پس جب یہ خبر خلیفہ مامون کو پہونچی تو اوسنے قاضی سے کہا کہ تم کلام اللہ

سے کے ساتھ مزاح کرتے ہوا اور پھر اوسکو اسقدر مارا کہ وہ مرگیا پس فقیہ رحمہ اللہ نے کہا کہ فقط تعزیر کافی تھی مسئلہ خطوط مہر مین شرائط مقرر کرنا گویا کہ غیر اللہ تعالے کے ساتھ قسم کھاتا ہے اور یہ حرام ہے اور اسکے ساتھ حلف لینے والا گنہگار ہے اور لکھنے والا معصیت پر اعانت کرنے والا ہے پس بموجب حکم شرع کے کاتب مستوجب احتساب ہو تا کہ پھر اسپر لوگون کی اعانت نکرے اور وجہ حرام کی یہ ہے کہ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک روز مین نے اپنے باپ کی قسم کھائی تھی کہ سنا مین نے کہ کوئی کہتا ہے کہ ساتھ غیر اللہ کے قسم نہ کھاؤ پس جب اس آواز کا تجسس کیا تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے پھر مین نے کبھی قسم نہین کھائی آور بعوض کتابت حکمنامون کے قاضی کو زیادہ اجرت لینا نچاہیے مگر بمقدار غیر کے آور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ قاضی کو بلا دارالاسلام مین بابت اجازت نکاح کی متولیان زوج اور زوجہ سے کچھ لینا حرام ہے اور دینے والے کے واسطے اگر کوئی حیلہ نہین ہے تو کچھ مضائقہ نہین اور باوجود حیلہ ہونے کے اگر قاضی کو کچھ دیا تو گنہگار ہے اور حکم اسکا مثل حکم رشوت کے ہے یعنی اگر دفع ظلم کے واسطے دیا تو مضائقہ نہین ہے وگرنہ گنہگار ہو اور ہدایہ مین مذکور ہے کہ تقسیم زمین کے لیے درمیان فریقین کے ایک آدمی کو بعوض اجرت مقرر کرنا منع ہے اور قاضی بھی لوگون پر ایسی تقسیم کے واسطے جبر نہ کرے اور محتسب کو لازم ہے کہ جب قاضی کو فعل غیر مشروع پر دیکھے تو احتساب کرے

تیرہوان باب بیان مین احتساب کے اون لوگون پر جو قبرستان کی زمین مین تصرف کرتے ہین

ملتقط مین ہے کہ گورستان مین مکان بنانا اور چارپایہ چرانا اور اوس زمین سے نفع لینا نہین جائز ہے خواہ قبر کا نشان اوسمین باقی ہو یا نہو اور اوسی کے وصایا مین مذکور ہے کہ مثلاً اگر کوئی جگہ ایسی ہو کہ اوسمین قبر ہونے اور نہ ہونے پر شبہہ ہے اور اوسی جگہ پر قبر کھودی جاوے اور اوسمین سے ہڈی نہ نکلے تو دفن کیا جاوے اور اگر نکلے تو اوس ہڈی کو نکالین اور نہ اوسمین مردہ دفن کرین اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر کو روندنے اور اوسی قبر مین دوسرا مردہ دفن کرنے سے منع فرمایا ہے اور اسکی تفصیل اوپر گذر گئی ہے اور فتاوے خانیہ کی کتاب الحظر والاباحت مین مذکور ہے کہ مثلاً

کسی شخص نے واسطے دفن کرنے مردے کے زمین غیر ملک مین قبر کھودی اور دوسرے نے اپنی
میت کو اوسمین دفن کیا تو اوسکو اجرت کہدائی قبر کی لینا جائز ہے نہ نکالنا اوس مردیکا تا اوسی
اجرت سے دوسری قبر کہدوا کر دفن کرے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب
کوئی شخص مردے کو زمین غیر مملوکہ مین دفن کرے تو اوسکے مالک کو اختیار ہے کہ مردے کو
نکالڈالے اور اوس زمین کو برابر کرکے کھیتی کرے اور امام محمد رحمہ اللہ نے وقف ذخیرہ مین
ذکر کیا ہے کہ جس زمین کو قبرستان قرار دیا گیا تو اوسمین مالک کے اجازت کی کچھ ضرورت نہین ہے
جب چاہے دفن کرے اور بعد نہ باقی رہنے زمین کے پھر اوسمین دفن کرنا نہین جائز ہے
مسئلہ مجوس کے قبرستان مین مسلمانون کا قبرستان بنانا جائز ہے جبکہ نشان قبرونکا اوسمین
باقی نہو اور اگر ایسا نشان باقی ہو کہ اوسکے کھودنے سے ہڈیان نکلین تو اوسکو دور کرکے
اپنا قبرستان بنالین کیا تمکو نہین معلوم ہے کہ پہلے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تھی مجوس کا
قبرستان تھا اوسکو کھودکر مسجد نبوی بنائی گئی اور کتاب الصلوۃ مین شرح طحاوی کے مذکور ہے
کہ نزدیک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قبر کو روندنا یا اوس جگہ قضاء حاجت کرنا یا نماز پڑہنا یا
اوسپر سونا مکروہ ہے **مسئلہ** واسطے خواب کے قبر پر سر رکھنا جائز ہے یا نہین **جواب** قبر پر سر
رکھنے سے میت ایذا پاتی ہے اسلیے اوسپر سر رکھکر سونا نہین جائز ہے جیسا کہ ابو قلابہ نے
احیا مین کہا ہے کہ ہم شام سے بصرے کو آئے اور خندق مین اوترکر طہارت کی اور نماز پڑہی
اور رات کو قبر پر سر رکھکر سو رہا پس ناگاہ صاحب قبر نے ندا دی کہ بیشک تو نے مجکو ایذا دی

چودہوان باب بیان مین احتساب کے اوس شخص پر جسنے محتسب کو منکرات کی خبر دی

اگر کسی کے گناہ کرنے پر بادشاہ کو خبر ہوتی او سکو باز رہنے کے واسطے تنبیہ اور منع کرے تو
کچھ مضائقہ نہین ہے اور خانیہ مین مذکور ہے کہ اگر جانے کہ بادشاہ اوسکے منع کرنے پر قادر ہے
تو بادشاہ کو اوسکے حال سے خبر دینا جائز ہے اور اگر جانے کہ وہ قادر نہین ہے تو نہ کہے
اور کفایہ شعبی مین مروی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور شکایت
کی کہ ایک شخص میرے مال کے چھین لینے کے واسطے آیا کرتا ہے تو اوسمین آپ کیا حکم فرماتے ہین فرمایا کہ
اوسکو اللہ تعالے کا خوف دلا اور اگر نہ ڈرے تو بادشاہ سے مدد مانگ اور اگر بادشاہ نہو تو

ہمسائے کے مسلمانون سے مدد مانگے اور اگر مسلمان نہون تو اوس سے قتال کرتا تو شہید ہووے یا
اپنے مال سے نفع پاوے

پندرہوان باب بیان مین اوس احتساب کے جو مسجد مین کیا جاے

جو شخص کہ تعویذ مین تورات یا انجیل یا قرآن مجید لکھکر مسجد مین فروخت کرے اور کہے کہ مین
ہدیہ دیتا ہون اور بعوض اوسکے مال لیوے تو اوسکو مال لینا نہین جائز ہے اور ہدیے پر
مال لینے مین کچہ مسجد کی تخصیص نہین ہے بس مسجد اور غیر مسجد مین احتساب عام ہے مسئلہ
مسجد کی بچھی ہوئی مٹی یا بوریے پر مسح کرنا حلال نہین ہے لیکن وہ مٹی کہ گوشہ مسجد مین جمع ہو
اوسپر کچہ مضائقہ نہین ہے مسئلہ مسجد مین بیٹھکر معلم یا کاتب کو باجرت پڑہانا یا لکھنا جائز نہین
ہے اور خانیہ مین محمد بن سلمہ سے مروی ہے کہ کوئی شخص حفاظت کے واسطے مسجد مین بیٹھکر
سیتا ہے تو کچہ مضائقہ نہین ہے اور قبل نماز عید کے نفل پڑہنا یا اوس مسجد مین کہ نماز
پنجگانہ باجماعت ہوتی ہو جنازے کی نماز پڑہنا مکروہ ہے اور پڑہنے والا مستوجب احتساب
ہے اور مسجد کی چھت پر چڑہنا موجب احتساب نہین ہے اور مسجد کے اندر کنوان بنانا نچاہیے
اور اگر پرانا کنوان موجود ہو تو اوسکو بند کرنا بھی نچاہیے اوسکا حکم مثل چاہ زمزم کے ہے
مسئلہ درزیون کو مسجد مین بیٹھکر کپڑا سینا مکروہ ہے اور اگر مسجد مین سیتے ہوے پائے
جائین تو نکالدینا جائز ہے مسئلہ جو آدمی پورب کیجانب منہ پھیر کے بیٹھا ہو فورا اوس کے
سامنے ہوکر نماز پڑہنا مکروہ اور غیر مشروع ہے کیونکہ یہ مثل کعبہ کے ہوجاتا ہے مسئلہ مسجد
مین یا مسجد کے بوریے پر تھوکنا نچاہیے کیونکہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ ان المسجد لینزوی من النخامة کما تنزوی الجلد من النار یعنی مسجد کو کھکار سے پاک رکھنا چاہیے
جیسے کہ چمڑا آگ سے بچایا جاتا ہے اور وجہ نہ ڈالنے تھوک کی بوریے پر یہ ہے کہ وہ مسجد کے
تابع ہین اور متبوع اپنے تابع کے حکم مین ہمیشہ رہتا ہے اور اگر نماز مین کھکار آجاوے تو
اپنی آستین یا کپڑے مین لیلے اور اگر اوس سے مضطر ہو تو اوپر بوریے کے تھوک دے کیونکہ
بوریا عین مسجد نہین ہے مسئلہ مسجد مین درخت لگانا واسطے سائے اور آرام پانے آدمیونکے
درست ہے بشرطیکہ اوس سے صفوف مین تفرقہ نہو اور اگر اپنے نفع کے لیے ہو اور صف مین بھی

سو جب لفرقے کا ہو یا درخت کا لگانا ایسی جگہ ہو کہ ساتھ معبد نصارے کے مشابہت رکھتا
ہو تو نہین درست ہے اور اوس سائل کو صدقہ دینا مکروہ ہے جو صفونکو پھاڑ کر اگلی صفون
جا بیٹھے اسواسطے کہ گویا یہ گناہ پر اعانت کرنا ہے اور ملتقط مین ہو کہ جامع مسجد کے فقیرونکو
صدقہ دینا مکروہ ہے تو فقیہ نے کہا کہ یہ تخطی پر اعانت کرنا ہے اسواسطے مکروہ ہے اور خلف
ابن ایوب نے کہا ہے کہ اگر مین قاضی ہوتا تو جامع مسجد مین خیرات کرنے والے کی گواہی قبول
نہ کرتا اور فقیہ ابو بکر بن اسمٰعیل نے کہا ہے کہ ایک پیسہ مسجد مین خیرات کرنا ستر پیسے کے برابر
ہے اور اوسکے گناہ کا کفارہ ہوتا ہے اور ملتقط ناصری مین ہے کہ مسجد سے ابابیل اچمگادر
کے گھونسلے کو دور کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہے اور کفایہ شعبی مین ہے کہ کسی قاضی سے
پوچھا کہ وقت خطبہ کے یا پہلے اوس سے جامع مسجد مین خیرات یا صدقہ دینا جائز ہے یا نہین
تو کہا کہ نہین جائز ہے اگرچہ سائل کی ہلاکت کا خوف ہو اسلیے کہ خطبہ جمیع عبادات کا سر ہے
اور اسوقت مین تسبیح اور تہلیل یا تلاوت قرآن مجید جائز نہین ہے پس بدرجۂ اولے خیرات
دینا منع ہے لیکن پہلے خطبے کے پس اگر سائل اپنی جگہ پر بیٹھا ہے اور صفون مین نہین پھرتا ہے
تو اوسکو خیرات دینا جائز ہے لیکن جو کہ صفونکو چیرتے ہین اور تخلی مین مشغول ہین تو ایسونکو
دینا حرام ہے اور وہ ملعون ہے کیونکہ یہ ذکر اور فکر مین تشویش ڈالنا ہے مروی ہو کہ حضرت
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اذا کان یوم القیمۃ نادی مناد الا یا قوم اعداء
اللہ فلا یقوم الا سوال المسجد لان المسجد انما بنیت للصلوۃ والذکر لا للکسب والشکایۃ من اللہ تعالی
یعنی قیامت کے دن پکارنے والا پکارے گا کہ ای اللہ تعالے کے دشمن کھڑے ہو پس کوئی
نہ کھڑا ہوگا مگر سائل جامع مسجد کا اسواسطے کہ مسجد نماز کے لیے بنائی گئی ہے نہ واسطے کسب اور
شکایت کے قال اللہ تعالی وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا پس جان تو کہ دنیا اور آخرت
اور مافیہا سب واسطے اللہ تعالے کے ہے لیکن فقط مسجد کا ذکر کرنا اور اپنی طرف نسبت کرنا
بسبب شرفیت اور فضیلت کے ہے اور مسجد خانہ خدا ہے اور مومنین اللہ کے دوست
ہین پس جبکہ اوسکا دوست اوسکے دربار مین آوے اور اللہ تعالے اپنے دوستون کے
ساتھ دربار مین ہو اور کوئی شخص آسکے اور اوسکی سلطنت کی اوسکے سامنے شکایت کرے

تو اوسوقت اوسپر کیا ہوگا ضرور ہے کہ اوسپر بادشاہ غصہ کریگا کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ
تعالی اوسکے عمل کو کہ قیاس یہ ہے کہ جامع مسجد مین صدقہ کرنا کسی صورت سے جائز نہین ہے
لیکن تخطی نکرنے والونکو صدقہ دینا استحسان سمجھا ہے کیونکہ نصوص عامہ سے تصدق اور حق
سائل کے بیان مین ثابت ہوچکا ہے اور خانیہ کے کتاب الحظر والاباحت مین ابونصر عیاض
رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جو کوئی سوال کرنے والون کو جامع مسجد سے نکالے تو مین امیدوار ہون
کہ اللہ تعالے اوسکے گناہ کو بخشدے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ
اس سے ثابت ہوا کہ محتسب کو جائز ہے کہ سوال کرنے والون کو جامع مسجد سے نکالدے اور نصرت
اوسکی اور اوسکے مددگارون کی ثابت ہوئی اور تجنیس و مزید مین مذکور ہے کہ جب سائل صفونکو
نہ چیرتا ہو اور نہ سامنے نمازیون کے گذرتا ہو اور بسبب الحاف اور تعنف کے لوگون سے
سوال بھی نکرتا ہو یا حاجت ضروری کے لیے سوال کرتا ہو تو اوسکے دینے مین کچھ مضائقہ نہین ہے
کیونکہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین لوگ مسجد مین سوال کیا کرتے تھے تہانتک
کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی انگوٹھی حالت رکوع مین صدقہ دیدی پس اللہ تعالے نے
اونکی مدح کی اور فرمایا کہ ویؤتون الزکوٰۃ وہم راکعون اور اگر سائل ایسا نہو جیسا کہ ہم بیان کرچکے
تو صدقہ دینا مکروہ ہے اور خلاصہ مین مذکور ہے کہ حالت خطبہ مین کلام نکرے اگرچہ امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر ہو لیکن ہاتھہ یا آنکھہ کے اشارے سے امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کرنا درست
ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے عمل اوسکے کہ محتسب کے مددگار کو چاہیے کہ حالت
خطبے مین فقیرونکو ساتھہ کلام کے دفع نہ کرین بلکہ اشارے سے اونکو اور ابن مسعود سے مروی ہے
کہ ہمنے جمعے کے دن حالت خطبے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا تو آپ نے
اشارے سے سلام کا جواب دیا اور وہ چیزین کہ جنپر مسجد مین احتساب کیا جاوے جملہ مین
کہ جسکو شیخ ابوبکر خصاف نے کتاب احکام القرآن مین تفسیر مین فی بیوت اذن اللہ ان ترفع
کے روایت کی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی مسجدون کو لڑکے
اور دیوانے اور آواز بلند کرنے اور خرید و فروخت اور حدود کے قائم کرنے سے بچاؤ کہتا
ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ ہمنے اسی حدیث پر عمل کیا اور جمعے کو دن

مسجد مین پانی اور پنکھے اور مسواک وغیرہ کے بیچنے اور لڑکے اور دیوانے کے آنے سے منع کیا
اور خانیہ مین ہے کہ معتکف کو مسجد مین خریدنا اور بیچنا کسی چیز کا بارادہ حاصل کرنے طعام اور
اشیای ضروری کے درست ہے اور اگر بارادہ نفع اور تجارت کے ہو تو مکروہ ہے اور
تفسیر امام المعانی مین معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ اپنی مسجدون کو
بچون اور دیوانون اور کھینچنے تلوار اور بلند کرنے آواز اور قائم کرنے حدود اور خرید فروخت
اور خصومت اور جھگڑون سے بچاؤ اور جمعے کے دن مسجدون کو خوشبودار کرو اور دروازے
کے اوپر مقام طہارت اور غسلخانہ بناؤ اور ظہیریہ مین مذکور ہے کہ مسجد مین وضو کرنا مکروہ ہی
مگر وہ جگہ کہ واسطے وضوہی کے بنائی گئی ہو اور مسجد مین راستہ بنانا مکروہ ہے مگر بعذر
اور بغیر ضرورت نماز کے مسجد مین بیٹھنا کچھ مضائقہ نہین ہے لیکن اگر بسبب اوسکے کوئی چیز
مسجد کی ضائع ہو جاوے تو بیشک وہ ذمہ وار ہے اور مسجد مین سوگ کے واسطے بیٹھنا مکروہ
ہے اور غیر مسجد کے لیے رخصت اور اجازت ہے اور اسکا ترک کرنا بھی اولے و فضل ہے
اور محیط مین ہے کہ کعبہ پر نماز پڑہنا یا اوسکی چھت پر چڑہنا بغیر ضرورت کے مکروہ ہے اور
اسیطرح سے ہر مسجد کی چھت پر چڑہنا مکروہ ہے اور اسی وجہ سے شدت گرمی مین چھت پر
چڑہکر نماز پڑہنا جماعت کے ساتھ مکروہ ہوا مگر جبکہ مسجد تنگ ہو تو چھت پر چڑھنا مکروہ
نہین ہے اور شدت گرمی بموجب ضرورت نہین ہوسکتی لہذا منع ہوا بلکہ سختی گرمی کی باعث
زیادتی اجر اور ثواب کی ہے اور محیط کے باب الوقف مین مذکور ہے کہ ایک مسجد ایسی تنگ
تھی کہ اوسمین محلے کے نمازی نہین سما سکتے تھے پس بعضون نے کہا کہ یہ مسجد ہمسایہ کو دیدو
کہ وہ اس تنگی کو دیکھکر شاید اپنا مکان دیدے تاکہ مسجد کی فراغ اور کشادہ ہو جاوے پس
امام محمدؒ نے کہا کہ یہ درست نہین ہے اور منتقی مین ہے کہ مسجد کے بنانے والے اور قبضہ
رکھنے والے کو مسجد پر دریچہ بنانا درست ہے اور اگر اوسنے اپنے قبضے سے نکالدیا اور
دوسرے کے قبضے مین ہو گئی اور پھر اوسنے چاہا کہ مین کچھ بناؤن تو پھر اوسکو بنانا نہین
درست ہے اور مثلاً کسی نے اپنی زمین کو مسجد قرار دیا اور اوس سے منفعت لینا چاہا تو یہ
صحیح نہین ہے اور وقف محیط کی فصل بائیسوین مین مذکور ہے کہ کسی نے امام شمس الاسلام اور

ہندی سے پوچھا قبرستان بنانے مین اوس مسجد کے کہ متولی اوسکا مرگیا تھا اور بسبب بے پروائی امیرون کے شکستہ اور ویران ہوگئی تھی تو جواب دیا کہ نہین جائز ہے اور مسجد مین جانماز بچھانے سے منع نہ کیا جاوے اسواسطے کہ فتاوے مین مذکور ہے کہ جو کوئی جانماز مسجد مین بچھاوے یا مسافرخانے مین ٹھہرے اور بعد اوسکے پھر کوئی دوسرا آدمی آوے تو اگر مکان مین گنجایش ہو تو مسافر اوس سے مزاحمت نہ کرے کیونکہ آمین وحشت دلانا ہے اور اگر گنجایش نہو تو مزاحمت کرنی روا ہے پس اسنے اسبات پر دلالت کی کہ یہ منع اور بنسکر نہین ہے اور باوجود ہونے گنجایش کے اوّل سے مزاحمت کرنی بالاکراہ جائز ہے اور یہ اس مسئلہ پر قیاس کیا گیا ہے کہ کسی نے زمین مباح مین قبر کھودی اور باوجود گنجائش ہونے کے دوسرے نے آکر اوسی مین دوسرے مردے کو دفن کیا تھوڑا اور کھودکر تو اسکا دفن کرنا بالاکراہ جائز ہے اور مسجد مین چونا یا سونے کے پانی سے نقش بنانا واسطے زینت دنیا اور ریا کے مکروہ ہے لیکن جبکہ تعظیم مسجد کے واسطے ہو تو درست ہو کیونکہ عثمانؓ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منقش کیا تھا اور باوجود ہونے بہت اصحابؓ کے کسی نے اوسپر انکار نہ کیا پھر اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب یہ امّت مسجد اور قرآن کو زینت دیگی تو مسخ اور قذف اور خسف آمین نازل ہوگا پس جواب دیا جائیگا کہ ہم اس حدیث کو وجہ اوّل پر حمل کرتے ہین اور فعل عثمانؓ کا واسطے تعظیم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا نہ بہ نیت ریا اور زینت دنیا کے اور نماز جنازے کی مسجد مین پڑھنی مکروہ ہے پس کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ اسیطرح مسجد مین اوس دیگو رکھنا مکروہ ہے کہ جو رات کو مرگیا ہو اور بوجہ وقت کے قبرستان مین نہ لیجاسکتے ہون اور شرح کرخی مین مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنبوا مساجدکم صبیانکم لانہ لایومن منہ النجاستہ یعنی اپنی مسجدون کو لڑکون سے بچاؤ اسواسطے کہ انسے پلیدی کا خوف ہو اور یہی تاتارخانیہ مین بھی ہے مسئلہ اور غسل وضو کے مسجد مین کلی کرنا بھی مکروہ ہے اور مسجد مین جھگڑا کرنا منع ہے اسلیے کہ مسجد واسطے ذکر اور عبادت اللہ کے بنائی گئی ہے نہ واسطے خصومت اور جھگڑنے کے اور اسی پر فتوے ہے اور بعضے سلف رحمہ اللہ

مسجد مین سونے کو بھی مکروہ جانتا ہے جیسا کہ فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ لاتتخذوہ مبیتا ولا
مقیلا یعنی مسجد کو شب باش اور خوابگاہ نہ بناؤ اور بعضون نے اجازت دی ہے اور
اصح یہ ہے کہ مسجد مین سونا مکروہ ہے اور دلیل اسکی اوپر گذر چکی ہے اور مسجد مین فضول
بات اور شور وغل کرنا مکروہ ہے اور احتساب واجب ہی اوس شخص پر کہ تخطی سرفے
الرقاب کرتا ہو اور صفون کو چیرتا ہو کفایہ شعبی مین مذکور ہے کہ تخطی فی الرقاب یعنی
لوگون کو پھاندکر آگے جا بیٹھنا نہین جائز ہی اسواسطے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی
کہ لان اشرب قدحا من الخمر احب الی ان اترک صلوۃ الجمعۃ ولان اترک صلوۃ الجمعۃ احب
الی من ان اتخطی رقاب الناس یعنی ایک پیالہ شراب کا پینا مجکو محبوب ہی اس سے کہ نماز
جمعہ کی چھوڑ دون اور نماز جمعہ کی چھوڑنا مجکو محبوب ہی زیادہ اس سے کہ تخطی فی الرقاب
کرون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ من تخطی رقاب الناس یوتی
یوم القیمۃ ویجعل قنطرۃ حتی یمر الناس علیہ یعنی جو کوئی لوگون کو جمعہ مسجد مین پھاندے وہ دن
قیامت کے آئے گا اور بجاے پل کے رکھا جاے گا تاکہ اوسپر سے لوگ گذرین مسئلہ
جمعے کے دن قصہ خوانون کے نزدیک بیٹھنا مکروہ ہے اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حلقہ کرنے سے پہلے نماز جمعے کے منع فرمایا ہے مگر عالم کو کہ منع کرے فعل منکر سے اور ڈراوے
اللہ تعالے کے عذاب سے اور قوت القلوب مین مذکور ہے کہ قصہ خوانی بدعت ہی او قصہ
خوان کو جمعہ مسجد سے نکالنا درست ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مسجد مین
آئے اور اپنی جگہ پر بیٹھے اور ایک قصہ خوان کو قصہ خوانی کرتے دیکھا پس فرمایا کہ اسکو نکالو
قصہ خوان نے کہا کہ مین نہین جاتا اسلیے کہ مین تمسے پہلے آیا ہون پس آپنے حکم دیا پیادہ
سپہ بازار کو کہ نکالدے اسکو اور نکالدیا پس اس حدیث نے بہت چیزون پر دلالت کی
ایک یہ کہ اگر قصہ سنت ہوتا تو کیون ابن عمر رضی اللہ عنہ اوسکے اوٹھانے مین اوس جگہ سے کوشش کرتے
حالانکہ وہ پہلے اونسے آیا ہوا تھا اور مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
لایقیمن احدکم اخاہ من مجلس ولکن تفسحوا یعنی ہرگز کوئی اپنے بھائی کو مجلس سے نہ اوٹھاوے
بلکہ مجلس کو کشادہ کردے اور یہی حال تھا اون حضرت کا بھی کہ جب مجلس سے کوئی اوٹھتا

توآپ اوسکی جگہ پر نہ بیٹھتے تھے یہانتک کہ وہ واپس آتا تھا اور ساتھ اس قصہ خوان کے
ایسا نہ کیا دوسرے یہ کہ انکی مجلس مسجد مین مقرر تھی اور بعضون نے اسکو مکروہ کہا ہے اور
دلیل اسکی اوپر گذر چکی ہے تیسرے یہ کہ ظالم کی شکایت کوتوال سے کرنا درست ہے
اور قوت القلوب مین مذکور ہے کہ ایک قصہ خوان نزدیک حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ
کے بیٹھکر قصہ کہا کرتا تھا یہانتک کہ اوس سے آپکو ایذا پہونچتی تھی پس آپنے حضرت عمرؓ کو
اس سے خبر دی پس حضرت عمرؓ نے اوسکو اسقدر مارا کہ آپکی لکڑی ٹوٹ گئی اور پھر اوسکو
بھگا دیا اس حدیث نے بھی بہت احکام پر دلالت کی ایک یہ کہ قصہ خوانی بدعت ہے
دوسرے یہ کہ شکایت ظالم کی محتسب سے کرنا جائز ہے تیسرے یہ کہ قصہ خوانکو لکڑی سے
مارنا درست ہے چوتھے یہ کہ قصہ خوان کو نکالدینا درست ہے بلکہ سنت ہے اور فقیہ ابو اللیث
رحمہ اللہ نے تنبیہ مین ذکر کیا ہے کہ بعض زاہدون سے مروی ہے کہ مجلس مسجد مین ہمنے
کسی چیز سے تکیہ نہ لگایا اور اپنا پاؤن کبھی دراز نہ کیا اور نہ دنیا کی بات کی اور وجہ ذکر
کرنے روایت زاہد کی یہ ہے کہ اسپر اقتدا کیا جاوے اور فقیہ نے بھی تنبیہ مین ذکر کیا
ہے کہ حرمت اور عظمت مسجد کی پندرہ چیزون سے ہے ایک یہ کہ وقت داخل ہونے
کے مسجد مین سلام کرے جسوقت کہ لوگ ذکر اور فکر مین نہ بیٹھے ہون اور اگر اوسمین کوئی
نہو یا نماز مین مشغول ہون تو اسطرحسے کہے کہ السلام علینا من ربنا وعلی عباد اللہ الصالحین
دوسرے یہ کہ پہلے بیٹھنے سے دو رکعت نماز پڑہے کیونکہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لکل شیٔ تحیۃ وتحیۃ المسجد رکعتان یعنی ہر چیز کے واسطے تحیت
ہے اور تحیت واسطے مسجد کے دو رکعت نماز ہے تیسرے یہ کہ مسجد مین خرید و فروخت
نہ کرے چوتھے یہ کہ مسجد مین تلوار میان سے نہ نکالے پانچوین یہ کہ مسجد مین جو چیز گم ہو
اوسکو نہ ڈہونڈہے چھٹے یہ کہ بغیر ذکر اللہ تعالے کے مسجد مین آواز بلند نہ کرے ساتوین
یہ کہ مسجد مین دنیا کی باتین نہ کرے آٹھوین یہ کہ تخطی فی الرقاب نہ کرے نوین یہ کہ مسجد مین
جھگڑا نکرے دسوین یہ کہ صف مین جگہ کو تنگ نہ کرے گیارہوین یہ کہ نمازی کے سامنے
ہوکر نہ گذرے بارہوین یہ کہ مسجد مین نہ تھوکے تیرہوین یہ کہ انگلیان مسجد مین نہ چٹکاوے

چودھوین یہ کہ مسجد کو نجاست سے پاک رکھے اور بچے اور دیوانے کو آنے نہ دے اور مسجد مین حدود شرعی نہ قائم کرنے پندرھوین یہ کہ اللہ تعالے کا ذکر کرے اور سیر ذخیرہ کی کتاب الکفر مین مذکور ہے کہ شیخ عبدالکریم رحمہ اللہ سے اوس شخص کا حال پوچھا گیا کہ جس سے ایک اشرفی واسطے مرمت مسجد کے طلب کی گئی تھی یا مسجد مین حاضر ہونے کو کہا گیا تھا تو اوسنے جواب دیا کہ مجکو مسجد سے کیا کام ہے نہ مین اشرفی دونگا نہ مسجد مین آؤنگا تو فرمایا کہ اس کہنے سے کافر نہین ہوتا ہے بلکہ اوسپر تعزیر واجب ہی مسئلہ جب مسجد کثرت حاضرین سے تنگ ہو اور کوئی شخص نماز پڑھنے کے لیے آیا اور کوئی ایسی جگہ خالی نہ پائی کہ وہ نماز پڑھے مگر نزدیک اوس شخص کے کہ وہ ذکر خدا مین مشغول تھا تو آیا محتسب کو جائز ہے کہ اوس شخص کو اوس جگہ سے ہٹائے یا نہین تا وہ نماز پڑھ لے **جواب** محتسب کو ہٹانا اوسکا جائز ہی جیسا کہ جنایات ذخیرے کی فصل چھبیسوین مین مذکور ہی کہ جب نمازی پر صحن مسجد تنگ ہو تو نمازی کو اوٹھانا اوس شخص کا اپنی جگہ سے جائز ہے تاکہ نماز پڑھ لے اگرچہ وہ اللہ تعالے کے ذکر مین یا قرآن مجید کی تلاوت یا اعتکاف مین مشغول ہو مسئلہ مسجد مین بیٹھنا عبادت کیواسطے شرعا درست ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اہل صفہ جو ملازم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اوس مین سوتے تھے اور ایسی باتین کرتے تھے جنمین گناہ نہین ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکو منع نہ کرتے تھے مسئلہ مسجد مین پیشاب کرنے والے کو عین حالت پیشاب مین منع کرنا جائز ہے یا نہین **جواب** جبتک کہ وہ پیشاب سے فارغ نہو منع نہ کیا جاوے کیونکہ مروی ہے کہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رأی اعرابیا یبول فی المسجد فقاموا علیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاتزرموہ ثم دعا بدلو من ماء فصبّ علیہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی کو مسجد مین پیشاب کرتے دیکھا پس بہت سے آدمی اوسپر جمع ہوے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسپر غصہ نکرو پھر آپ نے ایک ڈول پانی منگوا کر اوسپر بہا دیا۔

سولھوان باب بیان مین احتساب کے اوس شخص پر جو واسطے تعزیت کے مسجد اور مقبرہ مین بعد تین دن مرنیکے حاضر ہو اور نیز امور مکروھہ کے بیان مین

اور انجملہ ایک ہونا سجدۂ تلاوت کا مجمع مین شرح طحاوی کبیر مین ہے کہ نماز وغیرہ مین سجدے کا
ترک کرنا وقت تلاوت کے مکروہ ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ اذا قرئ علیہم القرآن
لا یسجدون پس گویا کہ وقت تلاوت کے ترک سجدے پر اونکی مذمت اور برائی بیان کی گئی
اور عام ہونا وجوب سجدے کا مقتضی ہے تمام قرآن مجید مین وقت تلاوت کے خواہ وہ محل
سجدے کا ہو یا نہو پس جاننا چاہیے کہ تمام مجتہدونکا سقوط سجدے پر اتفاق ہے مگر اون
مقامات سے جو خاص کئی گئے ہین پھر اگر کہا جاوے کہ جو کچھ کہ بیان کیا گیا ہے ترک سجدے کے
متعلق ہے لیکن جبکہ تلاوت کرنے والا بعد زمانے کے سجدہ کرے تو یہ ترک نہین ہے بلکہ تاخیر
ہے تو اسکے جواب مین ہم کہینگے کہ سجدے کا ترک کرنا تلاوت کے وقت مطلق ہو خواہ
بعد مین ادا کرے یا نہ کرے حکم اوسکا ترک کا ہوگا اور یہ مکروہ ہے اور علاوہ اسکے سجدے
مین تاخیر کرنی بھی مکروہ ہے خواہ نماز مین ہو یا غیر نماز مین اسی طرح سے شرح طحاوی مین منقول
ہے دوسرے بسبب مصیبت کے مسجد مین بیٹھنا مکروہ ہے اور فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ کے نزدیک
مکروہ نہین ہے اور غیر مسجد مین بیٹھنا مکروہ نہین ہے لیکن اسکا ترک کرنا افضل ہے انشاء اللہ
احتساب مین باب موتے کہ ہم بیان کرینگے تیسرے ایام تعزیت مین فرش بچھانا تمام برائیوں سے
بدتر ہے اسکو بھی باب موتے مین بیان کرینگے اسواسطے کہ یہ مقید گھر اور خطیرے کے ساتھ نہین
ہے چوتھے یہ کہ عین تلاوت قرآن مجید مین کسی کی تعظیم کے واسطے اوٹھنا مکروہ ہے مگر باپ اور
استاد کی تعظیم کے لیے درست ہے پانچوین یہ کہ بطور بدعت کے قرآن پڑھنا مکروہ ہے اسواسطے
کہ نظم قرآن کو بطور غنا اور راگ کے تغیر دینا اور پڑھنا حرام ہے چھٹے یہ کہ صورت کی طرح
بنی ہوئی انگیٹھیاں مہیا کرنا مکروہ ہے کیونکہ جس جگہ پر کہ تصویر رہتی ہے وہان فرشتے
نہین آتے ہین اور کراہت محیط مین مذکور ہے کہ کپڑون پر یا مکانون مین صورتونکا حکم
دو طرح پر ہے اگر ایسی جگہ ہو کہ اونکی تعظیم پائی جاوے تو مکروہ ہے وگرنہ نہین اور اسی بناء پر
فرش مین صورت بنانا مکروہ نہین ہے اسواسطے کہ اسمین پامالی اور تحقیر ہے اور اگر پردے
مین ہو تو مکروہ ہے اور جامع خانی مین مذکور ہے کہ اگر صورت بنی ہوئی پیچھے یا نیچے قدم کے
ہو تو اس سے نماز مکروہ نہین ہوتی ہے کیونکہ اسمین اوسکی اہانت اور تحقیر ہے لیکن تصویر بنانے

اور رکھنے کی کراہت باقی ہے پھر اگر کہا جاوے کہ اگر مجمر غیر مصور یعنی صورت بنی نہو تو کیا اوسمین
بھی کراہت ہوگی ہم کہتے ہین کہ یہ بھی مکروہ ہے جیسا کہ جنائز محیط مین مذکور ہے کیونکہ
مروی ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی جنازے مین تشریف لے گئے تھے تو ایک
عورت کو ہاتھہ مین مجمر اور عود دان لیے دیکھا پس آپنے اوسکو دھمکایا اور نکالدیا پس اس سے
معلوم ہوا کہ تصویر بنی ہوئی مجمر مین کراہت کے لیے دو وجہ ہین اور تغیر صورت والے مین ایک وجہ
ہے ساتوین وقت فارغ ہونے صدر مجلس کی قرأت سے لوگون سے مصاحف کا لے لینا تاکہ
لوگ پڑھنے سے باز رہین اور صدر مجلس کے جاہ کا لحاظ رکھین منع ہی اور عمل کے ترک کرنیمین
لوگون کے واسطے خطر عظیم ہے آٹھوین واسطے زیارت کے عورتون کا آنا مکروہ ہے اور
ہم اوپر بیان کر چکے ہین نوین قبر پر سماع اور رقص کرنا حرام ہے۔ اور یہ بھی اہل اباحت کے
احتساب مین بیان کر چکے ہین دسوین جھوٹھہ بولنا کہ ہم واسطے زیارت اہلبیت کے آئے
ہین بلکہ انکا آنا صریحًا بسبب محافظت جاہ اور خاطر داری اولیای میت کے ہے نہ زیارت
اہل میت کے پھر اگر کہا جاوے کہ اونکے ارادۂ باطنی کو تمنے کیونکر جانا تو ہم کہتے ہین کہ اسکی
بہت علامتین ہین ایک یہ کہ جب کوئی امیر مرتا ہے تو بہت لوگ اوسکی قبر پر جمع ہوتے ہین
اگرچہ وہ برا اور بدبخت ہو بخلاف فقیر نیکبخت اور صالح کے اسلیے کہ اگر یہ معاملہ واسطے اللہ تعالی
کے ہوتا تو برعکس ظہور مین آتا دوسرے یہ کہ جب قبر میت پر کوئی شخص نہین آتا ہی تو اقربای
میت بہت ناراض ہوتے ہین اور ایذا پاتے ہین پس اگر یہ کام انکے واسطے نہوتا تو کیون ترک
سے ایذا پاتے تیسرے یہ کہ جب انسے کوئی عذر خواہی کرتا ہے تو یہ اوسکو اپنے حق مین منت
اور احسان سمجھتے ہین پس اگر یہ کام للہ ہوتا تو انسے عذر خواہی کیون ہوتی گیارہوین قبر پہ
شربت پینا منع ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ علامات قسوۃ القلب الاکل فی المقابر اور
دوسری حدیث مین ہے کہ الاکل فی المقابر یقسی القلب بارہوین درختونکی پتی توڑ کر اور اوسسے
کوئی چیز مثل درخت کے بنا کر کنارۂ قبر کو زینت دینا منع ہے اور بغیر ضرورت گھانس بھی
کاٹنا منع ہے کیونکہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب اور عشا کے درمیان
مین گھانس اوکھاڑنے سے منع کیا ہے اور پھر یہ آیت پڑہی کہ ان من شئی الا یسبح بحمدہ ولکن

لا تفقهون تسبیحهم اور قید ساتھ عشا کے اسواسطے ہے کہ ما بین مغرب اور عشا کے نباتات کو اوکھیڑنا
بچاہئے مگر ضرورت سے کیونکہ آیت مطلق ممانعت پر دال ہے لیکن مباح ہونا بسبب ضرورت کے ہے
اور خلاصۃ الافتخار مین مذکور ہے کہ لکڑی اور گھاس تر کا کاٹنا بغیر حاجت کے مکروہ ہے تیرہوین
اہل مصیبت پر ساتھ آواز کے قرآن پڑہنا خواہ بعد ختم کے ہو یا قبل ختم کے مکروہ ہے اسواسطے
کہ اہل مصیبت ساتھ گروہ آدمیون کے مشغول رہتے ہین اور یہ خلاف تعظیم ہے اور محیط مین
مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قبر پر قرآن پڑہنا مکروہ ہے اور نزدیک محمدؒ
کے مکروہ نہین ہے اور اسی پر فتوی ہے اور صدر الشہید شیخ الجلیل ابوبکر بن محمد فضیل رحمہ اللہ سے
روایت کرتے ہین کہ قبرستان مین قرآن پڑہنا ساتھ آواز کے مکروہ ہے اور آہستہ سے پڑھنے
مین کچہ مضائقہ نہین ہے اور شیخ محمد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ قبرستان مین سورہ ملک کا
پڑہنا درست ہے نہ دوسری سورتون کا خواہ آواز سے ہو خواہ چپکے سے چودہوین بعض
حاضرین کو مجمع مین آواز سے قرأت کرنا مکروہ ہے اور محیط مین مذکور ہے کہ جن مشائخ رحمہم اللہ
نے سیپارہ خوانی کو آواز سے مجمع مین مکروہ کہا ہے تمسک پکڑا ہے ساتھ حدیث رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ تلاوت قرآن مجید کو آواز بلند سے مکروہ جانتے تھے پندرہوین
خوشبو لگانا تیسرے روز مشابہت ہے ساتھ عورتون کے اور یہ مشابہت منع ہے کیونکہ عورتکو اپنی
میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا منع آیا ہے اور ما بین سوگ خوشبو بھی لگانا حرام ہے
لیکن اپنے شوہر کے سوگ مین تیسرے دن خوشبو لگانا اسلیے درست ہے کہ سوگ تین دن سے
زیادہ نہونے پائے کیونکہ اگر چوتھے روز خوشبو لگائے گی تو البتہ سوگ کے دن کچہ زیادہ ہوجاوینگے
حالانکہ یہ حرام ہے کیونکہ مروی ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے تیسرے روز خوشبو منگوا کر اپنے
منہ پر لگائی اور کہا کہ اگر مین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ سنتی تو بیشک مین
اس سے محروم رہتی اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ
والیوم الآخر ان تحد علی میت فوق ثلثۃ ایام الا علی زوجہا فانہا تحد علیہ اربعۃ اشہر وعشرا یعنی عورت
مومنہ کو تین دن سے زیادہ اپنی میت پر سوگ کرنا حلال نہین ہے مگر اپنے شوہر پر اسواسطے کہ
سوگ اپنے شوہر کا چار مہینے اور دس دن ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے

عمل کرکہ اسیطرح تیسرے روز سونگھنے مین بھی ساتھ عورتون کے مشابہت ہو تو اس سے
بھی بچنا چاہیے ۱۶ سولھوین یہ کہ میّت کے حق مین شاعر کا ایسی مدح کرنا کہ جو میت نے اپنی زندگی مین
نہین کی ہے منع ہے اسواسطے کہ یہ جھوٹھ ہے اور جھوٹھ کا سُننا حرام ہے ۱۷ سترہوین یہ کہ معرف کا
اونچی صف مین کھڑے ہوکر سورۂ اخلاص ور سورۂ فاتحہ پڑہنا منع ہے اسواسطے کہ یہ بدعت
اور خلاف تعظیم ہے کہ لوگ بیٹھے رہتے ہین اور پڑہنے والا کھڑا رہتا ہے اور بھی یہ طریقہ سلف
رحمہم اللہ سے ثابت نہین ہے اور جو شخص کہ اسکا دعویٰ کرے اوسکو دلیل بھی بیان کرنا لازم ہے
اسواسطے کہ قاری کا حال حالت قرأت مین مثل خدام کے ہے اور اسمین اہانت قرآن مجید
کی ہے کیا تو نہین دیکھتا ہے کہ وہ کسطور سے سامنے اونکے کھڑے رہتے ہین مثل نماز کے ہاتھ باندھکر
اور اونکے حکم کے بہانتک منتظر رہتے ہین کہ اگر حاضرین مجلس واسطے بجالانے خدمت مقررہ کے
حکم کرین تو اوسکو چھوڑکر خدمت اداکرنے مین مشغول ہوجاوینگے اور یہ سخت بے ادبی ہے
اور پھر دیکھو کہ آیات کو مثل راگ کے پڑہتے ہین اور یہ صریح بدعت ہی اور پھر یہ کہ اہل میت
سے پڑہنے کی اُجرت لیتے ہین گویا کہ یہ اونکا مزدور ہے اور یہ اوس سے بڑہکر بدعت ہے
اور اوسکے منع ہونے کی یہی وجہ ہے ۱۸ اٹھارہوین یہ کہ میت کی قبر کو حریر اور پشمینہ سے چھپانا
منع ہے اسواسطے کہ یہ اوسکے فعل کا جو حالت زندگی مین اوس سے واقع ہوا ہی ظاہر
کرتا ہے ۱۹ اونیسوین صاحبون کی قبر پر سورۂ اخلاص لکھا ہوا کپڑا ڈالنا منع ہے اسواسطے کہ
اسمین اہانت سورۂ اخلاص کی ہے ۲۰ بیسوین یہ کہ مصحف قبرستان مین لانا اور مجلس مین رکھکر
صدر مجلس کے آنے کا منتظر رہنا اور قبل آنے صدر مجلس کے اوسکو پڑہنا نچاہیے اور اگر بین تلاوت قرآن صدر
مجلس آجاوے اور بسبب تعظیم نہ کرنے لوگون کے اونپر غصہ کرے تو یہ بے ادبی ہے اور ایسی
مجلس مین انکا آنا گویا اس گناہ اور بے ادبی پر اعانت کرنا ہے اسواسطے کہ اگر وہ لوگ اس
مجلس مین نہین آتے تو یہ اپنے جاہ کا کسیپر دعویٰ کرتا اور یہ عین اعانت ہی معصیت پر
جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی سرکشی اور گناہ پر
اعانت نہ کرو اور کیا اسنے نہین سنا ہے کہ تلاوت سے باز رکھنا اور اونکو اس سے منع کرنا
طریقہ کفار کا ہے پھر اگر کہا جاوے کہ یہ لوگ زبانی پڑہنے سے معذور ہین تو ہم کہتے ہین کہ قرآن

دیکھکر پڑہنا عبادت ہی اور قرآن کا رکھنا بھی عبادت ہی تو بزبان پڑہنا دو عبادتون سے
باز رہنا ہے اور واسطے پڑہنے کے مجلس مین بھی قرآن مجید کا لانا اور نہ پڑہنا یہ بھی ایک قسم کا استخفاف
ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ جب کھانا موجود ہو تو کھاوے اور منتظر سالن وغیرہ کا نہ ہی کیونکہ اسمین
حقارت کھانیکی ہوتی ہے اکیسوین یہ کہ جب کسی میت کی قبر یعنے آدمی کے مکان سے دور ہو
تو واسطے ہمراہی قریب دالے لوگون کے نماز فجر سے پہلے بعد طلوع صبح صادق کے گھر سے نکلنا
مکروہ ہے جیسا کہ خلاصہ کی فصل پندرہوین امامت اور اقتدا کے بیان مین مذکور ہے کہ جو
شخص امامت کی صلاحیت رکھتا ہو اور اپنے محلہ مین امامت نہین کرتا ہی بلکہ ماہ رمضان
مین دوسرے محلہ مین امامت کرتا ہے تو اوسکو چاہیے کہ قبل آنے وقت نماز عشا کے اس
محلے سے نکلجاوے اسواسطے کہ بعد آنے وقت نماز عشا کے دوسرے محلہ مین جانا واسطے
امامت کے مکروہ ہے اور یہ قیاس کیا گیا ہے مسائل سفر پر یعنی بعد داخل ہونے وقت جمعہ
کے سفر کرنا مکروہ ہے بائیسوین دوسرے اور تیسرے روز حاضر ہونا نماز کی جگہ پر بیٹھنے کو
ترک کرتا ہے اور یہ مستحب ہی اور دونون کو اسطور پر جمع کرنا ممکن ہی کہ وقت طلوع آفتاب تک
بیٹھے اور پھر واسطے زیارت کے جاے اگر نیت زیارت کی رکھتا ہو اور اگر ریا اور اپنے کو
دکھلانا مقصود ہو تو یہ عار ہے اور بعد نماز فجر کے طلوع آفتاب تک مقام نماز پر بیٹھنا سنت
ہی جیسا کہ تجنیس اور مزید مین ہے بلکہ چاہیے کہ یہ سنت ہو جیسا کہ قوت القلوب مین مذکور ہی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صبح کی نماز پڑہتے تھے تو آفتاب نکلنے تک بیٹھتے تھے
اور دو رکعت نماز پڑہتے تھے تیئسوین یہ کہ تیسرے دن یا ایام زیارت مقررہ مین مردونکی
قبر کو کپڑے سے چھپانا غیر مشروع ہے اور اسیطرح بعد برابر ہوجانیکے عورتونکی قبر کو بھی چھپانا غیر مشروع
ہے جیسا کہ روایت مشہور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک شخص کی قبر پر گذرے اور
دیکھا کہ قبر اوسکی چھپائی ہوئی ہے تو آپنے اوس سے منع فرمایا اور کہا کہ قبر مرد کی ہی واللہ اعلم

سترہوان باب خطیبون کے احتساب مین

روایت ہی حضرت انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم معراج مین ایک قوم پر گذرے کہ اونکے ہونٹھ اور زبان کاٹی جاتی تھی اور

پھر بار بدستور ہو جایا کرتے تھے تو آپنے پوچھا کہ ای اخی جبرئیل یہ کون لوگ ہین تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ خطیب ہین آور شرح کرخی مین مذکور ہے کہ ابوالحسن رحمہ اللہ نے کہا ہر کہ خطبہ کو دراز کرنا چاہیے اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھہ اختصار خطبہ کے حکم کیا ہے اور حسن رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہین کہ خطبہ چھوٹا پڑھنا چاہیے اور ساتھہ حمد وثنا اور کلمہ شہادت اور درود نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شروع کرنا چاہیے اور بعد اسکے لوگون کو کچھ نصیحت اور پند کرکے ایک چھوٹی سورت پڑھکر ایک لحظہ بیٹھکر پھر کھڑا ہو اور بعد حمد وثنا وتشہد ودرود کے واسطے مومنون کے دعا کرکے خطبہ تمام کرے اور یہ دونون خطبہ برابر سورۂ طوال مفصل کے ہو آور قوۃ القلوب مین مذکور ہے کہ جو شخص اپنے نزدیک ہونے مین امام سے آفت اور فسا دکا خوف کرے مثلاً جس چیز سے انکار کرنا چاہیے اوسکو سُنے یا ایسی چیز دیکھے کہ جسپر امر اور نہی واجب ہو تو اوسکو صفوف متقدمہ سے دور بیٹھنا واجب ہے کیونکہ اوسکے دل کے لئے صالح اور ہمت اور عزم کے لیے جامع ہے آور اس زمانے مین خطیبون کے منکرات دو طرح پر ہین ایک یہ کہ وہ خطبہ مین ایسی بات کہتے ہین کہ جسپر نہی واجب ہو دوسری یہ کہ وہ ایسا کپڑا پہنتے ہین کہ جو مردون پر حرام ہے یعنی خالص ریشمی آور سیر محیط مین امام الہدی ابو منصور ماتریدی سے منقول ہے کہ اونھون نے کہا کہ جو شخص ہمارے زمانے کے بادشاہ کو عادل کہے وہ کافر ہے اور بعضون نے کہا کہ کافر نہین ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ خطیبون کو واجب ہو کہ ایسے کلمات زبان پر لانے سے پرہیز کرین تا ایمان مین خلل نہو مروی ہے کہ حضرت علی سے سوال کیے گئے اون خطیبون سے کہ جو منبر پر چڑھکر ساتھہ ان الفاظ کے بادشاہون کی تعریف کرتے ہین کہ السلطان العادل والسلطان العالم الاعظم شہنشاہ الاعظم مالک رقاب الامم سلطان ارض اللہ مالک بلاد اللہ ناصر عباد اللہ معین خلیفۃ اللہ تو آیا یہ تعریف جائز ہے یا نہین پس آپنے فرمایا کہ نہین جائز ہے اسواسطے کہ انمین بعض الفاظ کفر کے ہین اور بعض جھوٹ آور ابوالمنصور ماتریدی سمرقندی رحمہ اللہ نے کہا کہ جو شخص بادشاہ ظالم کو عادل کہے وہ کافر ہے خواہ وہ بالکلیہ ظالم ہو یا بعض افعال مین

ایسا ہوا ور لفظ شاہنشاہ کا اللہ تعالیٰ کے خاص نامون سے ہی پس بندہ کو اس نام کے
ساتھ تعریف کرنا نہین جائز ہے اور لفظ مالک رقاب الامم انس اور جن اور ملائکہ اور جمیع
مخلوقات کو شامل ہی حالانکہ یہ جمیع کا مالک نہین ہی پس یہ صریحا جھوٹ ہی اور اللہ تعالیٰ کی
زمین کا پادشاہ کہنا مطلقا جھوٹ ہی اور عموم احوال پر جھوٹ بولنا نہین جائز ہی فکیف بجوز
فی مکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کہا امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ نے کہ اگر
انسان مبتلا ہوا اور پادشاہ کو سلطان الاعظم یا سلطان العادل کہے اور دل مین اسکا بطور لقب
یا مجاز کے اعتقاد کرے تو امید ہی خدا سے کہ وہ گنہگار نہوگا اسواسطے کہ سپید کا سیاہ اور اندھے
کا بینا نام رکھنا مجازاً جائز ہے اور اسکی شریعت سے رخصت ہی اور ایسے کلمات کا ترک کرنیوالا
افضل ہی اور ہمارے زمانے کی بادشاہت مین ایسے گناہ سے بچنا غیر ممکن ہی پس ایسی صورت
مین خطابت اور خطیب ہونے کا ترک کرنا اور تقوی اور پرہیزگاری مین مشغول ہونا بہتر
ہی کیونکہ جاہ آور آرایش اخروی زیادہ پائدار ہی جاہ اور آرایش دنیوی سے اور اسپر اطمینان
اور بھروسہ کرنا سوای شقی اور بدبخت کے کسی مومن کو نچاہیے معاذ اللہ منہا واللہ اعلم

اٹھارہوان باب وس شخص کے احتساب مین جو غیر اللہ کی قسم کھائے

مسئلہ کسی کی زندگی یا عزت کی قسم کھانا جائز نہین ہے اور حانث اسکا گنہگار ہی اور جس
بات پر قسم کھائی تھی اور پھر اوسکو کیا تو یہ گناہ کبیرہ ہی اور بعضون نے کہا کہ کفر ہے اور اوسکی
ساتھ قسم کھانا نہین جائز ہے پس جسنے کہ قسم کھائی تو بموجب اوسکے عمل کرنا جائز نہین ہی
بلکہ اوسکے برخلاف اور برعکس کرنا واجب ہی اور ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ
کے ساتھ جھوٹی قسم کھانا مجکو زیادہ محبوب ہی اوس سے جو کہ ساتھ ماسوای اللہ تعالیٰ کے
سچی قسم کھائی جاے اور بھی ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ غیر اللہ تعالےٰ کے ساتھ قسم کھانا
شرک کرنا ہے اور اسی طرح ابن عمرؓ سے مروی ہے اور حاکم کو نہین جائز ہے کہ ساتھ طلاق
یا عتاق یا حج کے کسی کو قسم کھلاوے جیساکہ ہم اوپر بیان کرچکے ہین کہتا ہی بندہ نیک کری
اللہ تعالےٰ اوسکے عمل کو کہ اس بنا پر تعلیق اور شرط قسم قرار دیا گیا اور ناجائز رکھا گیا ہی
اور قسم کھانے والا اور قسم دینے والا ساتھ اوسکے گنہگار ہی اور ہدایہ اور کفایہ کے باب الایمان مین

مذکور ہے کہ جب مدعی قاضی پر ساتھہ قسم کے اصرار کرے تو قاضی کو قسم لینا ساتھہ طلاق کے
حقوق رسانی کے واسطے جائز ہی اور جامع صغیر اور سیر محیط مین مذکور ہے کہ علی رازی نے
کہا کہ مجکو اوس شخص سے خوف کفر کا ہے کہ جو اپنی زندگی یا دوسرے کی زندگی کی قسم کھاوے
اور اگر یہ بات عام نہوتی اور لوگ اسکو نہ جانتے تو البتہ مین کہتا کہ یہ شرک ہی اسواسطے
کہ قسم نہین کھائی جاتی مگر ساتھہ اللہ کے اور جبکہ ماسوای اللہ کے قسم کھائی تو شرک کیا

اونیسواں باب اوس شخص کے احتساب مین جو کلمہ کفر کا بولے

اور اس مسئلہ مین چند امر ہین بعضے مفتی کے متعلق ہین اور بعضے محتسب کے متعلق اور بعضے قائل
کے متعلق ہین پس جو کہ محتسب کے متعلق ہین وہ ہر بات ہی کہ ہر طرح سے موجب کفر کا ہے یا کسی
ایک وجہ سے موجب کفر کا ہے نہ دوسری وجہ سے یا کسی طور سے موجب کفر کا نہین ہو لیکن کہنا
خطا ہی پس محتسب کو چاہیے کہ بقدر جرم کے ہر بات سے منع کرے اور جو مفتی اور قائل کے متعلق ہر
وہ یہ ہے کہ جب مسئلہ مین بعضے وجوہ موجب تکفیر اور بعضے وجوہ مانع تکفیر ہون تو مفتی کو
چاہیے کہ وجہ مانع تکفیر سے طرف حسن ظن کے مائل ہو پھر اگر نیت قائل کی وہ وجہ ہے کہ جو
مانع تکفیر ہے تو مسلم ہے اور اگر وجہ موجب تکفیر ہے پس مفتی ساتھہ توبہ کرنے اور تجدید نکاح
کے حکم کرے اور جو جاہل کہ لفظ کفر زبان پر لایا وہ کافر ہوا لیکن جو شخص کہ نہین جانتا تھا مگر اوس نے
قصداً کہا تو عام علما کے نزدیک کافر ہوا اور نادانستگی کا عذر نہ مانا جاوے گا اور اگر اوس نے
قصداً نہ کہا مثلاً اوس نے الفاظ بدل کر بولنے کا ارادہ کیا اور اوسکی زبان سے بغیر قصد کے
کفر کا کلمہ نکل آیا تو کافر نہین ہوا اسکی مثال اسطور سے ہی کہ کسی نے چاہا کہ لا الہ الا اللہ کہون
اور اوسکی زبان سے مع اللہ الہا آخر نکل آیا یا اوس نے چاہا کہ کہے سچ آنکہ تو خدائی و ماندگان نو
اور اوسکی زبان سے برعکس نکلا تو اس سے کافر نہوگا کیونکہ یہ قصداً اوس نے نہین کہا ہی اور
امام محمد سوا جناس مین مذکور ہے کہ کسی شخص نے ارادہ کیا کہ لفظ اکلت کہی اور اوسکی زبان سے
لفظ کفرت نکل آیا تو وہ کافر نہوگا اور جس شخص نے چاہا کہ لا الہ الا اللہ کہے اور اوسکی زبان سے
فقط لفظ لا الہ نکلا اور الا اللہ تک نہ پہونچا تو کافر نہوگا اسواسطے کہ وہ اللہ کی وحدانیت پر
معتقد ہو چکا تھا بسبب کسی دوسری وجہ کے بقیہ لفظ اوس سے نہ نکلا لیکن جو شخص کہ کسی بات سے

ناخوش ہوکر کفر کا کلمہ زبان پر لایا اور قلب اوسکا ایمان سے مطمئن ہو تو وہ کافر ہوگا اطمینان
قلب اوسکو کافی نہوگا اسواسطے کا فر کا امتیاز مومن سے یہی ہے کہ جو زبان سے نکلے پس جبکہ
وہ کلمۂ کفر زبان پر لاے گا تو بیشک وہ نزدیک اللہ اور اوسکے بندون کے کافر ہوگا اور اگر
کسی نے کہا کہ کل اگر ایسا ہوگا تو مین کفر کرونگا تو ابوالقاسم رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ شخص اوسوقت
کافر ہو جائیگا اور سیر الاجناس مین ہے کہ جس شخص نے ارادہ کیا کہ غیر کو ساتھ کفر کے حکم کرے تو اس
قصد کرنیسے کافر ہوگا اور جس شخص کے دل مین ایسا خیال گذرے کہ جو موجب کفر ہو اور اوسکو
زبان پر نہین لایا اور مکروہ جانا تو یہ اوسکو مضر نہوگا اور اسیطرح سے جس شخص نے دلمین چوری
یا زنا کا ارادہ کیا لیکن ہنوز اوس سے صدور فعل نہین ہوا ہو تو اوسپر مواخذہ نہوگا اور جس
شخص نے کلمۂ کفر زبان پر جاری کیا اور سُننے والا اسکر ہنسا تو سُننے والا اور کہنے والا دونون کافر
ہوئے اور اگر کلمۂ کفر بولا اور لوگون نے اوسکو قبول کر لیا تو سب کافر ہوئے اور جو شخص کہ کفر
سے خوش ہوگا کافر ہوگا اور جو شخص کہ غیر کے کفر سے خوش ہوا اوسمین مشائخ کا اختلاف ہو تفسیر
کبیر مین ہے کہ غیر کے کفر پر خوش ہونا کفر مین داخل نہین ہو اور اسکو اسپر قیاس کیا کہ اخذوا
اسیرا وخافوا ان یسلم فحکموه ای شدوا فمه لیتبقی حتی لا یسلم او ضربوا حتی یشتغل بالضرب فلا یسلم فقد اساوا
فی ذلک ولم یقل فقد کفروا یعنی لوگون نے کسی چوٹّے کو پکڑا اور اوسکے اظہار اسلام سے ڈرے
پس اوسکے منہ کو کسی چیز سے بند کر دیا تا اظہار اسلام نکر سکے یا اوسکے درد مین مشغول ہو اور اظہار اسلام
کی اوسکو مہلت نملے تو لوگون نے بُرا اور خطا کی اور اسپر لوگون نے لفظ کفروا کا نکہا
اور امام شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے یہ مسئلہ اسطرحپر بیان کیا ہے کہ یہ مسئلہ دلیل کی صلاحیت
نہین رکھتا ہے اسواسطے کہ اس مسئلہ کی تاویل اسطرح سے ہو کہ اہل اسلام جانتے ہین کہ وہ حقیقت
مین مسلمان نہین ہے لیکن منہ سے اسلام ظاہر کرنے کا خوف ہو تا کہ قتل ہونے سے بچے اور
جب اسکی تاویل اسطرحپر ہے تو اس سے راضی ہونا غیر کے کفر پر نہین ہوا اور شیخ الاسلام رحمہ
نے سیر مین اسطور سے ذکر کیا ہے کہ راضی ہونا غیر کے کفر پر اوسوقت کفر ہے کہ جب اوسکو مستحسن
جانے لیکن جبکہ وہ اوسکو مستحسن نہین جانتا ہو اور موت یا قتل کو زیادہ محبوب رکھتا ہو تو وہ
کفر نہین ہے اور جیسے اس قول اللہ تعالیٰ ربنا اطمس علی اموالہم واشدد علی قلوبہم فلا یومنوا مین

تامل کیا کافر ہوا اور جسوقت کہ ظالم پر بد دعا کی کہ اماتک اللہ علی الکفر یا کہا سلب اللہ عنک الایمان
یا فارسی مین کہا کہ خدا جان تو بکافری ستاند پس اس کہنے سے کافر نہین ہوگا اسواسطے کہ اوسمین
اچھا جاننا کفر کا شرط ہے لیکن جب کسی کے سلب ایمان کی تمنا کی یہانتک کہ اللہ تعالے
نے بدلہ ظلم یا ایذای خلق کا اوس سے لیا تو کافر ہوگا اسلیے کہ اسمین وہ شرط پائی جاتی ہی اور
امام ابوحنیفہؒ سے مروی ہے کہ غیر کے کفر پر راضی ہونا بغیر فصل کے کفر ہے اور موجب ضائع
ہونے عمل کا ہے یہانتک کہ اگر اوسنے حج کیا ہے تو اوسکو اعادہ حج کا لازم ہے اور اپنی
عورت کے ساتھہ وطی کرنا داخل زنا ہے اور جو لڑکا اس حالت مین پیدا ہوگا وہ ولد الزنا ہی
تجدید نکاح اوسپر ضرور ہے اور اگر اوسنے کلمہ شہادت کا موافق عادت کے پڑھا لیکن
اوس قول سے نہ پھرا تو مسلمان نہوگا اسواسطے کہ موافق عادت کے کلمہ شہادت پڑھنا کفر کو
دور نہین کرسکتا ہے اور خطاءً ایسے الفاظ کا منہ سے نکالنا موجب کفر نہین ہے اور نہ اوسپر
تجدید نکاح لازم ہے لیکن واسطے استغفار اور باز رہنے کے حکم کیا جاوے

بیسوان باب احتساب مین والدین کے اپنی اولاد پر

جان تو کہ امر معروف اور نہی عن المنکر ساقط نہین ہوتی ہے باپ اور مان ہونے سے اسلیے
کہ اس باب مین نصوص مطلق وارد ہین اور اسواسطے کہ امر معروف اور نہی عن المنکر مین منفعت
ہی اور والدین زیادہ مستحق اس امر کے ہین کہ اولاد اونکو نفع پہونچاوے قصہ حضرت ابراہیم
خلیل اللہ علیہ السلام کا سنو کہ اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو ساتھہ آیت
یا ابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا کے خبر دی اور بطور تعریض اور کنایہ کے
باطل ہونے پر اونکے دین کے حجت بتادی کہ وہ اپنے باپ سے دین باطل کا سوال کرین
پس جبکہ عاجزی اپنے باپ کی اور قبح اور بطلان اونکے دین کا ظاہر ہوا تو حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو اپنے نفس کی حالت سے ساتھہ آیت یا ابت انی قد جاءنی من العلم ما لم یاتک کے
خبر دی جب آپکا عالم ہونا اور باپ کا جاہل ہونا ثابت ہوگیا تو اونکو واسطے امر بالمعروف کے
حکم کیا اور چند نیکیون کا وعدہ کیا اور تبعیت شیطان سے منع فرمایا اور کہا کہ فاتبعنی اہدک
صراطا سویا اور فعل منکر سے منع کیا پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا کہ

یا ابت لا تعبد الشیطان ان الشیطان کان للرحمن عصیا اور پھر وعید بخیال الفت کا بیان
کیا اور کہا کہ یا ابت انی اخاف علیک ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون للشیطان
ولیا پس جاننا چاہیے کہ جب اولاد اپنے باپ کو واسطے اختیار کرنے نیکی کے کام کے حکم
کرے تو تبعیت مثل خلیل اللہ علیہ السلام کے کرے یعنی فی تبعیت کے آنکے کی عبارت سے
معلوم ہونگے اور مثل انکے دلیل بیان کرے اور ہدایت کرے پھر اگر امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر مان جاوے تو بہتر ورنہ اوس سے منہ پھیر لے اور کبھی تعرض نہ کرے اور
استغفار اپنے گناہونکی چاہیے اسواسطے کہ جب حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے باپ کی
شان مین یہ آیت لئن لم تنتہ لارجمنک واہجرنی ملیا سنی پس سلام علیک کہکر منہ پھیر لیا
اور بموجب آیت سأستغفر لک ربی کے واسطے بخشایش گناہ کے وعدہ کیا اور درگاہ خدا
مین دعا کی کہ واغفر لابی انہ کان من الضالین اسیواسطے شریعت الاسلام مین مذکور ہے
کہ ماں باپ کو پہلے ایک مرتبہ امر بالمعروف کرے اگر قبول کرین بہتر ورنہ خاموش ہو رہے
اور اونکے لیے استغفار مین مشغول ہوتا اللہ تعالے اونکے ارادہ مین مانع ہووے اور
جو شخص کہ کسیکو مرتکب معصیت کا دیکھے تو اوسکے باپ کو اوسکے حال سے خبر دینا واجب ہے
اگر جانتا ہو کہ اوسکا باپ منع پر قادر ہے اور اگر قادر نہو تو منع کرے اسلیے کہ اسمین خوف عداوت کا
ہے اور ملتقط مین مذکور ہے کہ والدین پر واجب ہے کہ اپنی اولاد کو جاہلونکی صحبت سے باز
رکھین اور اگر وہ منع کرنے سے باز نہین تو پھر نہ منع کرین اسواسطے کہ بعضی اولاد منع
کرنے سے اوس فعل کی زیادتی مین کوشش کرتی ہین اور یہ مین وجہ اعانت ہے۔

اکیسوان باب بیان احتساب مین خصومت ہمسایہ کے

جس شخص نے اپنے مکان کو واسطے بنانے کے گرایا اور پھر اوسنے نہ بنایا اور اسوجہ سے
محلہ والونکو ضرر ہوا تو بشرط قدرت کے ہمسایہ کو جبر کرنا اوسپر جائز ہے اسواسطے کہ دفع
ضرر پر انکو اختیار ہے اور مختار یہ ہے کہ نہین جائز ہے اسواسطے کہ اپنی ملک کی تعمیر کرنے
پر آدمی مجبور نہین کیا جاتا ہے مسئلہ ایک شخص نے چاہا کہ اپنے گھر کو بلند کرے لیکن ہمسایہ
اوسکو منع کرتا ہے تو یہ منع کرنا اوسکو جائز ہے یا نہین جواب یہ دو حال سے خالی نہین ہے

اگر اوسکا منع کرنا بسبب بند اور موقوف ہوجانے روشنی کے ہے تو جائز ہے کیونکہ روشنی
حوائج اصلیہ ضروریہ سے ہے اور اگر اوسکا منع کرنا بسبب حاجب ہونے آفتاب اور ہوا کے
ہے تو جائز نہین ہے اسواسطے کہ یہ حوائج زائدہ سے ہی اور اصل آئین یہ ہی کہ جب اپنے
ملک مین تصرف کرنے سی ہمسایا کو حالت ضرر مین دیکھے تو تصرف سے باز رہے ورنہ نہین اور
اسپر فتوی ہے اور دوسرے اصل بالاخانے اور نیچے والے گھر مین یہ ہے کہ اگر بالاخانے
والے کے تصرف کرنے سے نیچے والے کو ضرر بالیقین یا بالشک پہونچتا ہے تو اوسکو بغیر
اجازت اسکے تصرف کرنا نہین جائز ہے اور اگر بالیقین اوسکو کچھ ضرر نہین ہے تو آئین
اختلاف ہی اور مختار اور راجح یہ ہے کہ بالاخانہ والا واسطے تصرف کے ہی اور دوسری
اصل یہ ہی کہ اپنے ملک مین تصرف کرنے سے مالک نہ روکا جاوے اگرچہ اس سی ہمسایہ
کے نفع کا نقصان ہو اور اوسکی صورت یہ ہی کہ محلہ مین ایک درخت ہی اور ہمسایہ کے
لوگ اوسکے سایہ مین بیٹھتے ہین اور مالک نے کاٹنا چاہا تو آیا مالک کاٹنے سے باز رکھا جاے
یا نہین اور دوسری اصل یہ ہی کہ دوسرے کی ملک سی نفع لینا اوسوقت جائز ہے کہ مالک
اوسکو منع نکرے اور ہوا ملک کے مالک زمین اور صاحب مکان کی اور وارث اور خریدار
قائم مقام مالک کے ہین یعنی حکم مالک کا حکم وارث اور خریدار کا ہی اور مثال اوسکی یہ ہے
کہ کسی نے زمین خریدی یا میراث مین پائی اور کسی کے باغ کے درخت کی شاخ اوس زمین
مین لگی ہوئی تھی تو آیا خریدار یا وارث کو خالی کرنا اپنی زمین کا جائز ہی یا نہین کہتا ہے
بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اسی طرح جائز ہے ہمسایہ کو واسطے فراغت ہوا
اور توڑنے دیوار کے مواخذہ کرے جبکہ بلند یا ٹیڑھی دیوار ہو طرف گھر ہمسایہ کے اور اوسکو
ہوا کا اگر خوف گرنے کا ہو اور اس قیاس پر قبرستان مین گھر یا مسجد بنانا نہین جائز ہے
اسواسطے کہ یہ حق مدفون کا ہی اور اسیواسطے قبر کا کھودنا نہین جائز ہی جبکہ قبر اوسکی ملک میز
ہو اور اسیطرح سے کسی وارث اور ہمسایہ کو ہوای قبر مین تصرف کرنا نہین جائز ہے اور مسئلہ
درخت کا اسطرح بھی ہے کہ جب صاحب درخت نے اپنے درخت کی شاخ کو نہ کاٹا بلکہ
شاخ کو رسی سے باندھ کر اپنے باغ کی سمت مائل کرلیا تا اوسکی زمین خالی ہوجاوے اور

اوسکی ہوا اسکے تصرف مین نہ رہے مگر تاہم اوسکا مقصد حاصل نہوا اور ہنوز ہوا اوسکی تصرف
مین رہی تو آیا ہمسایہ کو کاٹنا اوس شاخ کا جائز ہے یا نہین جواب نزدیک امام محمدؒ
کے بغیر حکم مالک درخت کے شاخ درخت کا کاٹنا ہمسایہ کو جائز ہی اور بعضون نے اس مسئلہ
مین دو طریقے بیان کئے ہین پہلا یہ ہی کہ اگر ہوا کا خالی کردینا بغیر کاٹنے کے ممکن ہو تو
نہ کاٹا جاوے برابر ہے کہ ہوا کا خالی کرنا رسی باندہ کر ہو یا دوسرے طور سے ہو پھر
اگر اوسنے رسی سے بھی باندہ کر ہوا کو خالی نکیا تو حاکم کے اجلاس مین مقدمہ پیش کری
اور اوس سے حکم اسکا دلوا دے اور اگر رسی کے باندھنے سے بھی تفریغ ہوا ممکن نہو تو مالک
سے اجازت چاہی اگر اوسنے کاٹنے کی اجازت دی فبہا ورنہ معاملہ حاکم کے اجلاس مین
پیش کرین تاکہ اوسکو کاٹنے کا حکم دے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر اوسنے خود اپنی راے
سے کاٹ ڈالا تو یہ دو طرح پر ہے اگر کاٹنا ایسی جگہ سے ہو کہ بہ نسبت دوسری جگہ کے نفع نہین
ہے تو ضامن نہوگا اور اگر برخلاف اسکے ہی تو ضامن ہوگا اور اگر مالک درخت کی طرف سے
کاٹنے مین کم ضرر ہے تو ہمسایہ کو کاٹنا نہین جائز ہے بلکہ معاملہ کو قاضی تک پہونچانا لازم ہی
تاکہ وہ واسطے کاٹنے کے حکم کرے پھر اگر قاضی کے حکم سے انکار کیا تو قاضی کو چاہیے کہ کاٹنے
کے واسطے ایک امین بھیجے تا وہ مالک درخت کیطرف سے قطع کرے اور اگر دونون نے آپسمین
اتفاق کرکے کاٹ لیا تو یہ احسان ہے مسئلہ ایک مکان ہے کہ جسکا دروازہ ایک گلی
مین ہی اور وہ گلی آمد و رفت کی راہ نہین ہی اور اوسی کے ہمسایہ مین کسی نے ایک مکان
خریدا کہ جسکا دروازہ دوسری گلی مین تھا اور پشت اوس مکان کی اس گلی مین اور اس
خریدار نے چاہا کہ اپنے مکان کا دروازہ اس گلی مین کھودے تو آیا اسکو کھودنا جائز
ہے یا نہین جواب خریدار کو اس گلی مین دروازہ کھودنا نہین جائز ہے اور ہمسایہ
اول کو منع کرنا جائز ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ جائز ہے اور اگر چاہا کہ اس گھر کا دروازہ
اپنے گھر مین کھولے تا اپنے گھر سے اس گھر مین آمد و رفت کرے اور اس گھر سے ہو کر گلی
مین آسے تو اہل کوچہ کو نہین جائز ہے کہ اسکو منع کرین مگر جبکہ ایک مکان کو کرایہ پر دیدیا
اور دوسرے مکان کو واسطے اپنی آمد و رفت کے رکھا تا اس کوچہ اور رستا جہک مکان سے

ہوکر اپنے مکان مین آوے تو اہل کوچہ کو منع کرنا درست ہی اور اگر دونون گھر اوسکے ہون
تو حکم مالک مکان اور مستاجر کا ایک ہی اور اسکو منع کرنے کا کچھ استحقاق نہین ہی **مسئلہ** ایک
کوچہ غیر نافذہ ہی اور اوسکے چند مالک ہین اور بعضون نے اوسکو تقسیم کرلیا اور اکثر شرکا نے
چاہا کہ اوسمین دروازہ کھولین تو آیا بعضے شرکا کو منع کرنا درست ہی یا نہین **جواب** منع کرنا
نہین درست ہی **مسئلہ** ایک شخص نے اپنے مکان کو کہ جسکا دروازہ تھوڑے دنون سے
کوچہ نافذہ مین تھا اور قدیم دروازہ کوچہ غیر نافذہ مین تھا بیع کرڈالا اور خریدار نے بعد
خریدنے کے کوچہ مین دروازہ کھولنا چاہا تو آیا کھولنا اوسکا جائز ہی یا نہین **جواب** بشرط
اقرار تمام کوچہ والون کے دروازہ کھولنا جائز ہی کیونکہ مشتری اور بائع کا حکم ایک ہی اور اگر
انکار کرین تو ہر ایک سی حلف لیا جاوے اگر حلف کے ساتھ بھی انکار کیا تو اسکا حق ساقط
ہوا اور اگر ایک نے قسم سے انکار کیا تو دوسرے کو قسم دیجاوے یہانتک کہ سب قسم سے انکار
کرین تو اسکا حق ثابت ہوا پس اب اسکو دروازہ کھولنا جائز ہے **مسئلہ** اہل کوچہ جسوقت
کوچہ نافذہ مین دروازہ بنائین اور اوس گلی کو بند کرنا چاہین تو آیا بند کرنا اونکو جائز ہی
یا نہین **جواب** بسبب بنانے دروازہ کے اوسکو گلی بند کرنا نہین جائز ہے اسواسطے کہ راہ
چلنے والون کے لیے اسمین ایک قسم کا حق ہی اور بند کرنے سے اون لوگون کا حق زائل ہوجائیگا
اور اسیواسطے اونکو بیع کرنا گلی کا بھی جائز نہین ہی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہی
کہ کوچہ غیر نافذہ مین لکڑی رکھنا یا جانور باندہنا یا وضو کرنا اوسکے مالک کو جائز ہے اور اگر
اوس سے آدمیونکا نقصان ہو تو اوسپر کچھ تاوان بھی نہین ہی **مسئلہ** ہر مکان والیکو اپنے
مکان کے سامنے کے میدان سے نفع لینا ساتھ صلح کے جائز ہے خواہ اوسمین مٹی یا لکڑی رکھی
یا جانور باندہے یا دوکان وتنور بناوے مگر لوگون نے دوکان وتنور کے بنانے مین اختلاف
کیا ہے بعضون نے کہا ہے کہ عام رستے مین دوکان اور تنور بنانا جائز ہی نہ خاص رستے
مین مگر اجازت سے اہل کوچہ کی اور اوسمین کنوان کھودنا بھی کسی طور سے جائز نہین ہے
اگرچہ سب شرکا کا اوسمین اتفاق ہو **مسئلہ** فتاوی فضلی مین مذکور ہے کہ اہل کوچہ کو اپنے
مکان کے میدان مین جانور باندہنا جائز ہے نہ آخر بنانا اور اگر بنایا تو ہر ایک کو توڑنے

اور پست کرنے کے واسطے مواخذہ کرنا درست ہی اسواسطے کہ وہ مشترک ہی اور مکان مشترک
سے ساتھہ رضامندی شرکا کے نفع لینا جائز ہے تو اوسمین کچہ بنانا اور کوچہ غیر نافذہ سے
مٹی لینا جائز ہے اگر بقدر راہ چلنے کے راستہ چھوڑ دے اور اوسی وقت مٹی اوٹھا لے
مسئلہ محلہ آباد مین مالک کو اپنا مکان ویران کرنا جائز ہے یا نہین **جواب** بموجب
قیاس کے جائز ہے اور اسپر صدر الشہید حسام الدین رحمہ اللہ نے فتوی دیا ہے اور بموجب
استحسان کے نہین جائز ہے اور اسپر ابو الحسن کرخی رحمہ اللہ نے فتوی دیا ہی **فائدہ**
بیان مین ضرر بین کے ضرر بین کی چند قسمین ہین تیلی چکی گھومنے سے ہمسایہ کی
دیوار کا کمزور ہونا یا اوسکی ہوا سے دیوار مین فساد واقع ہونا اور اسیواسطے گھر مین گراہی
کی چکی بنانا منع ہی دوسری اپنے گھر مین حمام بنانا کہ اوسکے دہوئین سے ہمسایہ ایذا پاتے
ہون اور اسیواسطے امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جب حمام کے دہوئین سے ہمسایہ
ایذا پاتے ہون تو اوسکو منع کرنا جائز ہے لیکن جبکہ دہوان حمام کا انکے دہوئین کے مانند
ہو تو کچہ مضائقہ نہین ہی تیسری اپنے گھر کو اصطبل بنانا اور جانور کی پچھاڑی ہمسایہ کی دیوار
کیطرف کرنا اور یہ اسواسطے منع ہی کہ جسوقت جانور اپنے پانون کو دیوار پر مارتا ہی تو ضرور
ہی کہ خرابی اور سستی دیوار مین پیدا ہو اور اگر اسکے پانون مارنے سے دیوار ہمسایہ کی خراب
ہوگئی ہی تو اوسکا کچہ تاوان نہین ہی اسلیے کہ خرابی اوس شخص کی ذات سے واقع نہین ہوئی ہی
بلکہ بواسطہ اور بوجہ اسکے البتہ اسپر تاوان درست ہی چوتھی درخت پر چڑہنا کہ جس سے بے پردگی
ہوتی ہو جیسا کہ نقل ہی کہ ایک شخص نے درخت شاہتوت کی شاخ کو بیچا تھا اور جب خریدار
اوسپر چڑہتا تھا تو ہمسایہ کے لوگون کے احوال سے واقف ہوتا تھا تو بعضون نے کہا ہے کہ
ہمسایہ کو واجب ہی کہ قاضی کو خبر کرے تا وہ چڑہنے سے باز رکھے اور صدر الشہید رحمہ اللہ نے
اپنے واقعات مین ذکر کیا ہی کہ مختار یہ ہی کہ خریدار ہمسایہ کو ایک مرتبہ خبر کر دے تا وہ لوگ
اپنا پردہ کر لین کیونکہ اس صورت مین دونون کے حق کا اجتماع ہی اور اگر ایسا نکیا تو قاضی
تک پہونچانا لازم ہے تاکہ قاضی اپنی مصلحت سے جو چاہی کرے پانچوین اپنے مکان کی دیوار
مین روزن کھولنا کہ اوس سے ہمسایہ کی عورتین نظر پڑتی ہون اور روزن کھولنے واسطے منع

کرنے مین وہ حکم ہین بموجب کتاب قسمت کے روزن کھولنے والیکو منع کرنا چاہیے لیکن
فتوی اسکے خلاف پر ہے یعنی منع کیا جاوے مسئلہ ملتقط ناصری مین ہی کہ درمیان دکان
بزازونکے نام بائی کو دکان بنانا نچاہیے اور اگر بنائے تو اوس سے منع کیا جاوے اسطرح
ہر ضرر عام کا حکم ہی اور ابو القاسم رحمہ اللہ نے اسی پر فتوی دیا ہے کہتا ہی بندہ نیک کرے
اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ اسی قیاس پر ہم چونہ پھونکنے والیکو بازار مین چونہ پھونکنے سے
منع کرتے تھے تا بازار والوں کو اوس سے ایذا نہ پہونچے اور اسی طرحسے جسنے اپنے گھر کو
حمام بنایا اور اوسکے دہوئین سے ہمسایہ ایذا پانے لگے تو نزدیک امام ابو یوسف رحمہ اللہ
کے اوسکو منع کرنا جائز ہے جبکہ حمام کا دہوان ہمسایہ کے دہوئین سے زیادہ ہو مسئلہ
شرب الملتقط مین ہی کہ جو دیوار درمیان مکان دو شخصون کے حائل ہو اور اونمین سے
ایک کا گھر دو ہاتھ اونچا ہی تو تعمیر دیوار کی دونون پر واجب ہی اور اگر ایک کا مکان چار
گز اونچا ہے تو نیچے والے پر اوسکی مرمت درست ہی یہانتک کہ اپنے مکان کے مقابل
پہونچ جاوے مسئلہ فتاوی نسفیہ مین مذکور ہے کہ جب ذمی مسلمانون کے شہر مین اپنے مکانکو مقبرہ
بنائین تو نہ منع کیے جاوین اسواسطے کہ منع کرنا دوسرے کی ملک مین تصرف کرنا ہے اور یہ
مسئلہ باب الاحتساب اہل ذمہ مین مفصل مذکور ہے اور فتاوی نسفیہ مین ہے کہ پوچھا گیا
نسبت ایک مکان کے جو دو ہمسایون کے درمیان مین تھا اور ایک کی چھت بلند اور
دوسرے کی نیچی تھی اور بہاؤ پانی کا اسی نیچے کی چھت پر تھا تو نیچے والے نے چاہا کہ اپنی
چھت کو اونچا کرے تا پانی کا بہاؤ اسطرف نہو تو آیا اوسکو چھت بلند کرنا جائز ہی یا نہین
جواب جائز ہے اسواسطے کہ یہ تصرف اپنی ملک مین ہی لیکن اوسکے پانی کا بھی رستہ
بنا دے تاکہ اوسکو نکلنے پانی سے کچھ نقصان نہو پھر کہا گیا کہ اگر اوسکے پانی کے بہاؤ سے
اسکا مکان شکست ہو جاوے تو آیا ہمسایہ کو کہنا واسطے اعادہ بنا ر مکان اور بہنے پانی کے اپنے
گھر مین درست ہی یا نہین جواب نہین درست ہی بلکہ یہ خود اپنے مال سے تعمیر اپنے مکانکی
کرے اور اوسکا مالک نفع لینے سے منع کرے جبتک کہ وہ اوسکا خرچ نہ دے۔

بائیسواں باب بیان مین فضیلت منصب احتساب کے

احتساب کی فضیلت چند وجہون سے ثابت ہی ایک بوجہ فضیلت امر معروف کے دوسری
بوجہ فضیلت نہی منکر کے تیسری بوجہ وعید کے اوپر چھوڑنے والے دونون کے یا ایک کے
بموجب کتاب اور سنت کے قال اللہ تعالی والمومنون والمومنات بعضہم اولیاء بعض یامرون
بالمعروف وینہون عن المنکر یعنی مومنین اور مومنات آپسمین دوست ہین ساتھ معروف کے
حکم کرتے ہین اور منکر سے منع کرتے ہین اور علی ابن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی
کہ عمدہ اعمال امر معروف و نہی عن المنکر اور فاسقونکا دشمن رکھنا ہی پس جسنے امر کیا معروفکا
اوسنے مومنونکی کمر مضبوط کر دی اور جسنے فعل منکر سے نہی کی اور منافقونکو ذلیل کیا اوسنے
اونکی ناک پکڑکر رگڑ دی اور سعید نے قتادہ سے روایت کی ہی کہ مکہ شریف مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھا کہ کون عمل اللہ تعالی کو زیادہ محبوب ہے
فرمایا کہ اللہ تعالے کو ایمان لانا اور صلہ رحم کرنا اور امر معروف و نہی عن المنکر کرنا پسند ہی پھر
پوچھا کہ اللہ تعالی کے نزدیک کون عمل زیادہ برا ہے فرمایا کہ اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرنا
اور قطع رحم کرنا اور امر معروف اور نہی منکر کو ترک کرنا اور پھر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ نہین ہی کوئی قوم کہ اونمین کوئی شخص گناہ کرتا ہو اور اوسکے تغیر پر قادر ہو مگر اللہ تعالے
اونکے مرنے سے پہلے عذاب عام کرتا ہی اور اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ کنتم خیر امۃ اخرجت
للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر یعنی تم بہتر امت ہو نکالے گئے ہو واسطے لوگونکے
تاکہ اونکو ساتھ بھلے کام کے حکم کرو اور برے کام سے منع کرو اور بعضون نے ترجمہ کیا ہی کہ
تم لوح محفوظ مین لکھے ہوے ہو پس معروف وہ ہے کہ جو کتاب اور عقل کے موافق ہو اور منکر
وہ ہی کہ جو انکے مخالف ہو اور اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر
یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر اور اللہ تعالی نے اون قومونکی برائی کی جنہون نہی عن المنکر کو
ترک کیا اور فرمایا کہ کانوا لا یتناہون عن منکر فعلوہ یعنی لوگون کو فعل منکر کے کرنے سے منع
نہ کرتے تھے اور فرمایا لبئس ما کانوا یفعلون یعنی اونکا کام جو کرتے تھے برا ہی اور فرمایا لولا ینہاہم
الربانیون والاحبار عن قولہم الاثم واکلہم السحت لبئس ما کانوا یصنعون یعنی علما اور فقہا نے انکو
قول فاحش اور اکل حرام سے کیون نہین منع کیا ہر آئینہ یہ کام برا ہی اور عمر بن عبد العزیز نے

کہا ہی کہ اللہ تعالی کسی کے عمل کرنے سے عذاب عام نہین کرتا ہی مگر جبکہ فعل منکر کرتے ہوئے
دیکھین اور اوسکو منع نہ کرین اور مذکور ہی کہ اللہ تعالی نے یوشع بن نون علیہ السلام پر وحی
نازل کی کہ تمہاری قوم مین سے چالیس ہزار نیکی کرنے والونکو اور ساٹھ ہزار برائی کرنیوالونکو
ہلاک کرونگا تو عرض کی کہ یا رب العالمین اشرار تو بیشک مستحق عذاب کے ہین مگر اخیار اور
نیکون کا کیا قصور ہے کہ یہ بھی عذاب مین شامل کئے جاتے ہین تو پھر وحی ہوئی کہ ان لوگون نے
اون لوگونکو فعل منکر سے منع نکیا اور انسے پرہیز نکیا اور ان لوگون کے ساتھ کھایا پیا اور نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کے حق مین سستی کرنے والی اور اوسمین واقع ہونیوالے لائق
اور اوسپر کھڑے ہونے والے کی مثال مانند مثال اون تین آدمیون کے ہی جو ایک کشتی مین بیٹھے
تھے اور اسکا قصہ اسطور پر ہی کہ ایک کشتی پر تین آدمی سوار ہوے اور ہر ایک نے جگہ تقسیم کرلی
پس نیچے والا بسولہ لیکر اپنی جگہہ کو کاٹنے لگا تا پانی قریب ہو پس اونمین سے ایک نے پوچھا
کہ تم یہ کیا کرتے ہو کہا کہ مین اپنی جگہ کو واسطے قریب ہونے پانی کے کاٹتا ہون پس بعضون نے
کہا کہ اوسکو چھوڑ دو اپنے حق مین جو چاہے سو کرے اور بعضون نے کہا کہ نہ چھوڑو ورنہ یہ سبکو
ہلاک کریگا پس اگر ان لوگون نے اوسکے ہاتھہ پکڑ لیا تو سب بچگئے ورنہ سب ہلاک ہوے
اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اگر لوگونکو
ساتھہ فعل معروف کے حکم کروگے اور فعل منکر سے باز رکھوگے تو بہتر ورنہ اللہ تعالے تمپر کسی
بادشاہ ظالم کو مسلط کریگا کہ وہ کسی بڑے کی توقیر اور اجلال نہ کریگا اور نہ چھوٹون پر رحم کریگا
اور اگر تم مین سے کوئی صالح اور نیک بد دعا کریگا تو قبول بھی نہوگی اور مدد چاہینگے تو مدد
بھی نہ ملیگی اور اگر گناہ کی مغفرت چاہینگے تو بخشش گناہ کی بھی نہوگی اور حذیفہ بن یمانی
رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے کہ
البتہ تم ساتھہ فعل معروف کے حکم کروگے اور فعل منکر سے منع کروگے ورنہ قریب ہی کہ اللہ تعالے
تمپر عذاب نازل کرے اور پھر تم دعا کروگے تو قبول نہوگی کتنا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی
اوسکے عمل کو کہ منجملہ اسباب ترک امر معروف و نہی عن المنکر کے سستی دنیا کی بھی ہے اور نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انتم الیوم علی بینۃ من ربکم یعنی علی بیان قد بین اللہ لکم

طریقکم مالم یظہر فیکم السکرتان سکرۃ العیش وسکرۃ الجہل فانتم الیوم تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتجاہدون فی سبیل اللہ وستحولن عن ذلک اذا فشی فیکم حب الدنیا الخ یعنی اجکے روز تم اللہ تعالی پر محبت ہو یعنی جو کچھ کہ اللہ تعالے نے تمہارا طریقہ بیان کر دیا ہے او سپر قائم ہو جبتک تم مین نشہ عیش اور جہل اور نادانی کا ظاہر نہو پھر تم آجکے روز فعل معروف کا حکم کرتے ہو اور فعل منکر سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالی کی راہ مین جہاد کرتے ہو اور ایک دن قریب ہی کہ تم اس سے پھر جاؤگے اور وہ دن دوستی دنیا کا ہی یعنی تمکو جب دنیا سے دوستی ہو جاوے گی تو فعل معروف اور منکر کی امر اور نہی نکروگے اور نہ اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کروگے اور وہ لوگ انصار اور مہاجرین ہین اور منجملہ دوستی دنیا کے لوگون کی محبت ہی سفیان رح نے کہا ہی کہ جب تو اپنے ہمسایہ مین قاری کو دوست اور نیک دیکھے تو یہ بات جان لے کہ وہ اللہ تعالے کے حق مین سستی کرنے والا ہی اور روضہ مین مذکور ہی کہ امر معروف اور نہی منکر کا ترک کرنے والا مثل ترک کرنے والے نماز کے ہی اور فعل معروف کا امر کرنے والا مثل نمازی کے ہی اور جسطرح سے کہ نماز کا ترک کرنا نہین درست ہی اوسیطرح سے امر معروف کا بھی ترک کرنا نہین درست ہی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یحشر یوم القیمۃ اناس من امتی من قبورہم الی اللہ تعالے علی صورۃ القردۃ والخنازیر بما داہنوا اہل المعاصی وکفوا عن نہیہم وہم یستطیعون یعنی قیامت کے دن میری امت سے چند لوگ قبرون سے بصورت بندر اور سور کے محشور ہونگے اسواسطے کہ وہ لوگ باوجود قدرت کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے سستی کرتے تھے اور درہ بنت ابی لہب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مین نے دریافت کیا کہ اے رسول اللہ لوگون مین بہتر کون ہے تو ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے سے بہت ڈرنے والا اور لوگون سے صلہ رحم کرنے والا اور فعل معروف اور فعل منکر سے امر و نہی کرنے والا بہتر ہے اور مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کل کلام ابن آدم علیہ السلام لا الہ الا اللہ والامر بالمعروف والنہی عن المنکر او ذکر اللہ اور منجملہ اوسکے فضائل کے ایک فضیلت یہ ہی کہ جو اس حکایت مین مذکور ہی **حکایت** تابعین مین سے ایک زاہد نے مروان بن حکم خلیفہ کی لڑکی کے ملاہی یعنی آلات لہو لعب کے

توڑ ڈالے پس وہ اس جرم مین گرفتار ہوگئے اور سامنے شیرون کے ڈالدیے گئے پس اونھون نے فوراً اوٹھکر نماز پڑھنا شروع کیا اور شیر اونکے پاس آکر دم ہلانے لگا تھیک کہ بہت شیر جمع ہوگئے اور اونکو چاٹنے لگے اور یہ بیخوف ہوکر اپنی نماز مین مشغول تھے جب صبح ہوئی تو خلیفہ نے لوگون سے کہا کہ دیکھو زاہد کا کیا حال ہی تو دیکھا کہ شیر اونسے مانوس ہوگئی ہین پس تعجب کرکے زاہد کو سامنے خلیفہ کے لیگئے خلیفہ نے پوچھا کہ تمکو شیرونسے کچھ خوف نہین معلوم ہوتا تھا کہا کہ مین تمام رات نماز اور فکر مین مشغول تھا خلیفہ نے پوچھا کہ تو کیا فکر کرتا تھا کہا کہ جسوقت شیرون نے میرے کپڑون کو چاٹا تو تمام رات متفکر رہا کہ آیا لعاب انکا پاک ہی یا نہین اور اسی فکر نے مجکو انکے خوف سی منع کیا مجبور ہوکر خلیفہ نے اونکو چھوڑ دیا پھر اگر کہا جاوے کہ اگرچہ تمہارا بیان احتساب کی تفضیلات پر دلالت کرتا ہے لیکن میرے پاس وہ حجت ہی کہ جو اسکی مانع ہی اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم تو ہم کہینگے کہ ایک قوم نے ساتھ ظاہر اس آیت کے ترک امر معروف اور نہی منکر پر تعلق کیا ہی اور دو فرضون مین سے ایک فرض کے چھوڑنے کی رخصت دیتی ہے اور اس آیت کی تاویل اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا اقوال نہین جانتا ہے حالانکہ ان دونکا بیان اور اونکی معرفت فرض ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے بھی اپنی کتاب مین مدح اور ثنا فرمائی ہے اور اونکا مقام تائبین سے بلند بنایا ہے اور فرمایا کہ التائبون العابدون السائحون الراکعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناہون عن المنکر اور دلیلین اسکے کتاب اور سنت سی بہت ثابت ہین انکار کرنا اوس سے ممکن نہین ہی اور باعتبار چند وجوہ کے اس آیت مین اور میرے بیان مین تعارض نہین ہی ایک یہ کہ تعارض مین مساوی ہونا اور برابر ہونا درمیان دونون حجت کے شرط ہی اسلیے کہ قول صیام النہار موجود ساتھ قول النہار لیس بموجود کے مناقض نہین ہی جب آفتاب غروب ہوا اور یہ آیت مذکورہ ساتھ شرط اہتدا کے مشروط ہے کہ اللہ تعالی نے اذا اہتدیتم فرمایا ہی پس نفس کو ضرر کا نہ لازم ہونا ساتھ شرط اہتدا کے مشروط ہے اور منجملہ اہتدا کے اون دلیلون پر چلنا ہے جو فرضیت حسبہ پر دال ہین دوسری یہ کہ قول من ضل معصیت کو شامل نہین ہی

اسواسطے کہ مطلق ضلالت کفر ہے اور یہ ظاہر ہے اسلیے کہ مسلمان ہدایت یافتہ اگر گناہ کرے
تو کافر مراد نہین ہوسکتا ہے اسواسطے کہ مسلمانون مین کافر ذمی وہ ہے کہ جس سے بسبب جزیہ
دینے کے تعرض نہ کیا جاے پس یہ آیت مسلمانون کے حق مین احتساب سے ساکت اور خاموش
ہوئی اور کیونکر ساکت نہو جبکہ سیاق کلام مین بحیرہ اور سائبہ کفار کے حق مین نازل ہو چکی ہے
تیسرے بسبب اختلاف وقت کے انمین تعارض نہین ہے اسواسطے کہ آیت مذکورہ زمانہ
سابق قوت دین اور غلبۂ اہل ہدایت مین وارد ہوئی ہے اور یہ آیت حالت ضعف دین
اور غلبۂ اہل فساد مین نازل ہوئی ہے اور دلیل عدم تعارض کی یہ ہے کہ ثعلبہ خشنی نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ لا یثبت التعارض مع اختلاف الوقت بین
الحجتین یعنی اختلاف وقت مین تعارض نہین ہے اور یہ اعتراض کرنا کہ تقیید سائغہ خبر واحد
کے نہین ہوسکتی ہے درست نہین ہے اسواسطے کہ درمیان صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
کے احتساب مشہور ہے مروی ہے کہ ایکمرتبہ حضرت ابوبکرؓ نے خطبہ پڑہا اور فرمایا کہ تم لوگ
اس آیت یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم مین تاویل کرتے ہو مین نے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جب لوگ گناہ کا تغیر نکرینگے تو قریب ہے
کہ اللہ تعالی سبکو عذاب مین شامل کرے پہر بعد فرمانے کے خبر دی کہ اسمین رخصت نہین ہے
اور مروی ہے کہ ایک آدمی حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مین بجز دو خصلتون کے
نیکی کا دوسرا کام نہین کرتا ہون آپنے پوچھا کہ وہ کون دو خصلتین ہین کہا کہ ایک امر بالمعروف
اور دوسرا نہی عن المنکر ہے فرمایا کہ تونے حصہ اسلام سے دو حصون کو ترک کیا اگر اللہ تعالی
چاہے تو بخشدے یا عذاب کرے اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ کسی نے انسے کہا کہ اگر آپ
اس زمانے مین بدلیل اس آیت کے امر اور نہی نہ کرتے تو بہتر تہا پس آپنے جواب دیا کہ مجکو
اور میرے اصحاب کو یہ درست نہین ہے اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ آگاہ اور خبردار رہو کہ شاہدین اور حاضرین غایبون کو پہونچا دین اور ہم لوگ حاضرین ہین
اور تابعین وہ ہین کہ جو بعد میرے آوینگے جو کچھ کہ وہ لوگ کہینگے کوئی قبول نہ کریگا اور سنائیگا
اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل

میں جب نقیص واقع ہوئی تو لوگ اپنے بھائی کو گناہ کرنے سے منع کرتے تھے پھر جب دوسرا روز ہوتا تھا اور انہیں صلح اور میل ہو جاتا تھا تو نہ منع کرتے تھے اور سب ایک ساتھ کھاتے پیتے تھے پس یہ آیت یعنی الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد سے کانوا لایتناہو عن منکر فعلوہ تک نازل ہوئی پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کلا والذی نفسی بیدہ حین تاخذوا بید الظالم فتاطروہ علی الحق یعنی جبتک کہ تم ظالم کا ہاتھ پکڑو اور حق پر مناظرہ کرو اور مروی ہے کہ حذیفہ بن یمان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ لوگ امر معروف اور نہی منکر کو کب چھوڑینگے حالانکہ یہ دونوں جمیع اعمال سے افضل ہیں فرمایا کہ جب لوگ مثل بنی اسرائیل کے نیک کام میں سستی کرینگے اور انکے اچھے لوگ ساتھ بروں کے میل اور محبت کرینگے اور بادشاہ انپر ظلم کریگا تو یہ فساد اونکو چھو جائیگا اور امر معروف اور نہی منکر کو ترک کرینگے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیل او قلت یا رسول اللہ تخسف الارض وفیہا الصالحون قال نعم بادہانہم وسکوتہم عن اہل المعاصی یعنی یہ مجکو خیال اور دھیان نہیں ہے کہ کسی نے مجھسے پوچھا یا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ زمین اشرار کو نگلتی ہے حالانکہ اوسمین اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں فرمایا کہ ہاں بسبب سستی اور خاموشی کے نہ منع کرنے اہل معاصی کے ایسا ہوتا ہے اور عبد الرحمن سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انی اناس من امتی یحشرون من قبورہم علی صورۃ القردۃ والخنازیر بما داہنوا الناس واکلوہم وشاربوہم وجالسوہم یعنی قیامت کے دن بعضی میری امت سے اپنی قبروں سے بصورت بندر اور سور کے اوٹھینگے اسواسطے کہ وہ لوگ اچھے کاموں میں سستی کرنے والے ہونگے اور لوگونکو گناہ کرنیسے منع نہ کرینگے بلکہ میل اور محبت سے اونکے ساتھ کھائینگے پئینگے اور بیٹھینگے اور ابن عباس رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لیس منا من لم یوقر کبیرنا ولم یرحم صغیرنا ولم یامر بالمعروف ولم ینہ عن المنکر یعنی جو شخص کہ بڑونکی تعظیم اور چھوٹوں پر رحم کرے اور لوگونکو ساتھ اچھے کاموں کے حکم اور برے کاموں سے منع نہ کرے وہ مجھسے نہیں ہے اور مالک بن دینار رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ہمنے زبور میں دیکھا ہے کہ جو شخص کہ ہمسایہ کو

گناہ کرتے ہوئے دیکھے اور منع نہ کرے وہ اوسکا شریک ہی اور شرعۃ الاسلام مین ہے کہ
زیادہ ثواب اور نیکی واسطے اوس شخص کے جو لوگون سے میل رکھتا ہی ساتھ امر المعروف کے اور
ترک سے نہی عن المنکر کے کوئی عمل نہیں یا دفع نہین دیتا ہی اور جسوقت کہ لوگ امر بالمعروف اور نہی
عن المنکر کو ترک کر دیتے ہین تو اللہ تعالی عذاب اور قہر سب پر نازل کرتا ہی اور اونکی
دعا قبول نہین کرتا اور برکت اور خیر کو اونپر حرام کر دیتا ہی بلال بن سعید رضی اللہ عنہ نے
کہا ہی کہ چھپا ہوا گناہ سوای کرنے والے کے دوسرے کو ضرر نہین کرتا ہی اور جبکہ ظاہر ہو جاتا
ہے تو عام کو اوس سے ضرر پہونچتا ہی اور منقول ہے کہ ثوری رحمہ اللہ جب کسیکو برا کام کرتے
دیکھتے تھے اور اپنے مین قدرت منع کی نپاتے تھے تو اونکے پیشاب مین خون آتا تھا پس
اس سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان اپنے دین کی حمایت اور شرع کی مضبوطی پر کوشش کرے
اور امیر جابر کے نزدیک کلمہ حق کا نکلنا اپنی زبان سے غنیمت سمجھے کیونکہ یہ بزرگترین اور
افضل جہاد ہی اور نقل ہی کہ عبد الرحمن بن غنم حجاج کے پاس گئے اور اوس سے کہا کہ اے
حجاج تو لوگونکو بیفائدہ قتل نہ کر کیونکہ یہ فعل برا ہے حجاج نے کہا کہ چپ رہ ورنہ مین تیرے
خون سے زمین کو سیراب کرونگا تو جواب دیا کہ زمین کے نیچے بہت لوگ ہین بہ نسبت
اوپر زمین کے یعنی مردے زندون سے زیادہ ہین پس حجاج نے کہا کہ مین تجکو دردناک
عذاب چکھاؤنگا پھر عبد الرحمن بن غنم نے جواب دیا کہ اگر مین تجکو ایسا قادر جانتا تو
سوای اللہ تعالے کے تیری ہی بندگی کرتا اور اللہ تعالی نے فرشتونکی طرف وحی نازل
کی کہ فلان شہر کو غارت کرین فرشتے بھیجے اور اللہ سے فریاد کی کہ یا اللہ اوس مین فلان
عابد تیرا بندہ ہی پھر اللہ تعالی نے فرمایا تم اون لوگونکی طرف بھیجو اور جلاؤ کیونکہ رنگ
اوسکے چہرے کا میرے غضب سے نہین بدلتا ہی اور نقل ہے کہ ایک شخص نے عبادہ سے
کہا کہ مین تمکو دیکھتا ہون کہ تم اہل اہوا مین پڑے ہو مین خوف کرتا ہون کہ ناگاہ وہ تو
تمکو پکڑ لیں اور قتل کرین اونہون نے کہا کہ تو نے مجکو نصیحت کی اب مجکو ضرور ہے کہ
اسکا مکافات کرون اور وہ یہ ہے کہ جب وہ مجکو قتل کرین بقیہ میرا تیرے واسطے ہے
اور جو کچھ کہ میرے رزق سے باقی رہے وہ تجھپر صدقہ ہی اور مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ای قوم حضروا ظالمًا نظلم فلم یقولوا ظلمت یعمھم اللہ تعالی بعذاب یعنی جو
لوگ کہ ظلم سے ظالم کے پاس گرفتار ہو جاوین تو نہ کہین کہ تو نے ظلم کیا تا اللہ تعالی اپنے عذاب
مین سبکو شامل کرے اور نقل ہی کہ ایک دن جامع دمشق مین منبر پر بیٹھکر حضرت معاویہ نے
خطبہ پڑہا اور کہا کہ ای لوگو تمکو ملک شام مین رہنا لازم ہی اسواسطے کہ وہ زمین مقدس ہی
اور جگہ اوترنے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام اجمعین کی ہی اور وہ زمین حشر و نشر کے واسطے
ہی اور ای لوگو تم لوگ میری موت کی آرزو نکرو کیونکہ مین واسطے تمہارے سپر اور ڈہال ہون
خدا کی قسم اگر تمام آدمی ابوسفیان سے پیدا ہوتے تو وہ لوگ متحمل اور بردبار ہوتے کیا تم مین
کوئی ایسا نہین ہی کہ مجکو اس بات کا جواب دے پس ایک شخص صعصعہ نام اوٹہا اور کہا کہ کہنا
آپکا کہ وہ زمین مقدس ہی بجا ہی لیکن آدمی کو زمین مقدس پاک نہین کرتی ہے بلکہ اونکے
اعمال اور افعال اونکو پاک کرتے ہین اور کہنا آپکا کہ وہ زمین حشر اور نشر کی ہی پس محشر مومن
سے دور نہین ہی اور کافر سے قریب نہین ہی اور یہ کہنا کہ وہ جگہ اوترنے انبیا علیہم الصلوۃ
والسلام کی ہی پس مجکو قسم ہی کہ جو کوئی انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی جگہ مین اوترے تو ہر گزوہ
داخل نہو سکیگا اونکے مقامات اور مرتبہ مین لیکن اپنے اچھے عمل سے جو مانند اونکے اعمال
کے ہوگا اور یہ کہنا کہ تمام آدمی ابوسفیان سے پیدا ہوتے تو حلیم اور بردبار ہوتے پس ثابت
ہے کہ ابوسفیان سے اچھے لوگ اور اونسے زیادہ عقلمند اور بیوقوف پیدا ہوے اور کہنا
آپکا کہ مین تمہارے واسطے سپر ہون پس یہ فرماییے کہ جب خود سپر جلجاوے اور اوسکی
امن بیکار ہو اور اوسکی زبان مین اختلاف ہو جاوے تو اوسکے پیروی کرنے والون کا کیا
حال ہوگا تب معاویہ نے جھنجھلا کر کہا کہ تیرے منہ مین آگ لگے اوسنے جواب دیا کہ یہ سختی ہے
پھر معاویہ نے کہا کہ مین نہین راضی ہون کہ تم یہان رہو اوسنے جواب دیا کہ ان الارض یورثہا
من یشاء من عبادہ پھر حضرت نے کہا کہ مین تمکو تشہیر کراونگا اور تخت سے اوتار دونگا جواب دیا
کہ مین زمین مین فراخی اور کشادگی سے ہون اور تمہاری جدائی مین کشایش اپنی دیکھتا ہون
اور فتاوی ظہیریہ مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے امر بالمعروف کا نام غوغا رکھا تھا پس اگر
اوسنے بطریق رد اور انکار کے کہا تو اوسپر کفر کا خوف ہی اور اسیطرح سے اگر کسی شخص سے کہا گیا

کہ تو لوگونکو واسطے کرنے فعل معروف کے کیون نہین حکم دیتا ہو اوسنے جواب مین کہا کہ مجکو اس سے کیا کام ہو یا اوس سے کہا گیا کہ فلان شخص کو واسطے اچھے کام کرنے کے حکم کر تو اوسنے جواب دیا کہ مجھے کیا ہوا ہو یا کہا کہ مجکو اوس سے کیا دکھ ہے یا کہا کہ اوسکو جائز ہے یا کہا کہ مین سنے عافیت اور سلامتی اختیار کی ہے یا کہا کہ مجکو اس فضولی سے کیا کام ہو تو اسپر کفر لازم آتا ہو

تیئسوان باب ستر کھولنے اور ستر دیکھنے کے احتساب مین

محتسب کو واسطے جاری کرنے احتساب کے غیر کا ستر دیکھنا جائز ہو اگرچہ وہ ستر حقیقی ہو جیسا کہ استحسان کفایہ شعبیہ مین ہو کہ محتسب کسی شخص کو عورت غیر محرم کے ساتھہ زنا کرتے دیکھے اور چاہے کہ اوسپر احتساب کرے تو محتسب کو اوسکا ستر دیکھنا مثل چھری کے میان مین جائز ہے اور اگر دیکھنا ساتھہ شہوت کے ہو تو نہین جائز ہے اور اسیطرح سے واسطے معالجہ کے بھی حکم ہے کیونکہ اسمین ضرورت ہو اور جہانتک ہوسکے شہوت سے بچے کیونکہ یہ حرام ہے اور استحسان مین کفایہ شعبی کے ہو کہ اللہ تعالی نے طرف موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے وحی بھیجی کہ تم دیکھنے مین اللہ تعالی سے ڈرو کیونکہ کوئی چیز ایسی نہین ہو کہ لائق ہو میرے غضب کی اوسقدر کہ دیکھنا میرے غضب کا لائق ہو اور مروی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ یعنی دیکھنے والے پر اور اوسپر جو دیکھی گئی خدا کی لعنت ہو اور ہدایہ کے بیان کراہت مین منقول ہو کہ جو کوئی گھٹنون کو نہ چھپاوے وہ ساتھہ نرمی اور ملائمت کے منع کیا جاوے اسواسطے کہ اسکے ستر ہونے مین اختلاف ہو اور جو کوئی رانکو نہ چھپاوے وہ ساتھہ غصے کے منع کیا جاوے اسواسطے کہ اسکے ستر ہونے مین بعض اہل حدیث اختلاف کرتے ہین اور جو کوئی کہ نات کو نہ چھپاوے وہ ساتھہ ادب دردناک کے منع کیا جاوے کیونکہ اسکے ستر ہونے مین کسی کا اختلاف نہین ہو اور اللہ تعالی نے فرمایا کہ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ذلک ازکی لہم ان اللہ خبیر بما یصنعون وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارہن ویحفظن فروجہن ولا یبدین زینتہن الا لبعولتہن الخ امام ناصر الدین لبستی رحمہ اللہ نے قول من ابصارہم مین تین تفسیرین بیان کین ہین ایک یہ کہ لفظ من کا یہان صلہ زائد ہو اب یہ معنی ہوسئے کہ تم اپنی آنکھین چھپاؤ اور یہ قول سعید کا ہو دوسری یہ کہ یہان پر جبر

مستعمل ہے اور تقدیر اوسکی یہ ہی کہ یغضوا ابصارہم عما لا یحل لہم من النظر اور یہ قتادہ کا قول ہے
تیسرے یہ کہ مضمر کا استعمال نہین ہی بلکہ مظہر کا استعمال ہی کیونکہ آنکھہ کا بند کرنا حلال سے لازم
نہین ہی بلکہ حرام سے لازم ہے اسیواسطے آنکھون کے بند کرنے مین من تبعیضیہ داخل ہوا ہے
اب یہ ترجمہ ہوا کہ اپنی آنکھون کو تمام چیزون سے نہ بند کرین بلکہ حرام چیزسے بند کرین اور یہ
ابن شجرہ کا قول ہے اور پہلی نظر معاف ہی اور دوسری نظر قصداً ہے اور حدیث مین ہے کہ
ای اولاد آدم پہلی نظر تجکو معاف ہی پہر دوسری نظر کا کیا حال ہی جصاص رحمہ اللہ نے
کہا کہ پہلی نظر اگر بہول سے ہو تو معاف ہی ورنہ پہلی اور دوسری برابر ہے اور قول ویحفظوا فروجہم
ای لیعفوا یعنی حرام سے بچے رہین اسواسطے کہ لیعفوا تعفیف سے ہے اور معنی تعفیف کے پاکدامنی
ہی اور پاکدامنی اوسی کو کہتے ہین جو فعل حرام سے بچے اور یہی وجہ ہی کہ من تبعیضیہ اسپر داخل
نہین ہوا اور ابو العالیہ نے کہا ہی کہ فرج کی نگہبانی آنکھون سے فرض ہی تا ظاہر نہو فائدہ
اسجگہ فرج سے مراد ستر ہی نہ زنا اور عبادہ بن صامت رضہ روایت کرتے ہین حضرت نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا اضمنوا ستا من انفسکم اضمن لکم الجنۃ اصدقوا اذا حدثتم
واوفوا اذا وعدتم وادوا اذا ائتمنتم واحفظوا فروجکم وغضوا ابصارکم وکفوا ایدیکم یعنی تملوگ چھہ
چیزون کا ذمہ کرو تو مین بہی تمہارے واسطے ضامن ہونگا ایک یہ کہ جب تم بولو سچ بولو
دوسرے یہ کہ جب تم وعدہ کرو پورا کرو تیسرے یہ کہ امانت کو ادا کرو چوتھے یہ کہ اپنی سترونکو
بچاؤ پانچوین یہ کہ اپنی آنکھون کو حرام کے دیکھنے سے بند کرو چھٹے یہ کہ اپنے ہاتھون کو فعل
منہی کرنے سے روکو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً روایت ہی کہ النظر الی محاسن
المرأۃ سہم من سہام ابلیس مسموم فمن رد بصرہ ابتغاء ثواب اللہ تعالے بدلہ اللہ تعالی بذلک
عبادۃ تسرہ یعنی عورت خوبصورت کیطرف دیکھنا ایک تیر زہردار ہی تیر شیطان سے
پس جسنے نظر پہیری واسطے چاہنے ثواب کے تو اللہ تعالی اوسکو بدلہ دیگا ساتہہ اسی عبادت کے
جو اوسکو خوش اور مسرور کریگی اور ابو ہریرہ رضہ سے مروی ہی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ مسا رجل یصلی اذا مرت بہ امرأۃ فنظر الیہا واتبعہا بصرہ فذہبت عیناہ
الزینۃ ما تتزین بہ المرأۃ من الثیاب والحلی ونحوہا یعنی زینت اوسکو کہتے ہین کہ عورت

اپنے کو کپڑے اور زیور وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ کرے قال اللہ تعالی خذوا زینتکم عند
کل مسجد اور کسی شاعر نے کہا کہ شعر یاخذنی زینتین حسن یاتری بووا ذا عطلن فمن غیر عواطل ۔
اور ظاہری زینت کا چھپانا واجب نہیں ہے اور اوسکی طرف دیکھنا حرام بھی نہیں ہے کیونکہ
اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ الا ما ظہر منہا اور اسمیں تین قول ہیں ایک یہ کہ زینت ظاہری کپڑا
اور لباس ہے اور یہ ابن مسعود کا قول ہے دوسرے یہ کہ زینت ظاہری سرمہ لگانا اور انگوٹھی
پہننا ہے اور یہ ابن عباس اور مسعود ابن مخرمہ کا قول ہے تیسرے یہ کہ زینت ظاہری منہ
اور ہتھیلیاں ہیں اور یہ سعید بن جبیر اور حسن کا قول ہے۔ لیکن زینت باطنی پس ابن مسعود نے
کہا ہے کہ گوشوارہ اور ہار اور بازوبند اور خلخال زینت باطنی ہیں اور کنگن میں اختلاف
ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کنگن زینت باطنی ہے اسواسطے کہ یہ دونوں
کف سے تجاوز کئے ہوئے ہیں لیکن خضاب پس یہ اگر دونوں ہتھیلیوں میں ہے تو زینت ظاہری
ہے اور اگر دونوں قدموں میں ہے تو زینت باطنی ہے اور اوسکی طرف دیکھنا غیروں کو حرام ہے
نامحرموں کو جیسا کہ مروی ہے کہ جناب امام حسنین رضی اللہ عنہما اپنی ہمشیرہ ام کلثوم کے پاس
جایا کرتے تھے دراں حالیکہ وہ کنگھی کرتی رہتی تھیں اور یہ دلیل ہے واسطے محرموں کے جواز
کی اور صوفیہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے گمان کیا ہے کہ زینت ظاہری دنیا ہے اوسپر
بھروسا اور امید نہ رکھنا چاہیے اور نہ اوسپر فخر کرنا چاہیے اور یہ بھی کہا ہے کہ وہ طاعت ظاہری
اور طاعت باطنی ہے حالانکہ دونوں تاویل بعیدہ ہیں اور جصاص رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ
میرے اصحاب رحمہ اللہ نے اس سے ہتھیلیاں اور منہ مراد لیا ہے کیونکہ سرمہ زینت منہ سے
ہے اور انگشتری زینت ہتھیلیوں سے پس جبکہ منہ کی زینت دیکھنا مباح ہوا تو منہ بھی دیکھنا مباح
ہوا اور اسیطرح سے ہتھیلیاں پس اسلئے اس بات پر دلالت کی کہ عورتوں کو منہ اور ہتھیلیاں
کھولکر نماز پڑھنا درست ہے اسواسطے کہ اگر یہ ستر قرار دیا جاتا تو اسکو کھولکر نماز پڑھنا جائز نہو
کتاب الاستحسان میں فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مجکو اس مسئلہ میں شک تہا کہ عورت نماز
پڑھتی ہے اور پشت پا اوسکا کھلا ہو تو آیا نماز جائز ہے یا نہیں یہانتک کہ ہمنے ایک روایت
حسن رحمہ اللہ سے پائی کہ وہ روایت کرتے ہیں امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ سے کہ نماز اوسکی جائز ہے

اور اس قیاس پر جائز ہے اوسکے پشت یا کی طرف دیکھنا اگر ساتھ شہوت کے نہو اور
جب اوسکے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو اوسکو دیکھنا جائز ہے اگرچہ ساتھ شہوت کے ہو اور
اسیطرح وقت علاج کے اور اسکی تصریح ہم اوپر بیان کر چکے ہین اور مغیرہ بن شعبہ رض
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اوس عورت کے بارہ مین سوال کیا کہ جس سے
نکاح کرنا چاہتے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اوسکو دیکھتے
تو بہتر تھا کہ محبت اور الفت تم مین ہو جاتی اور یہ قول کہ ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن یعنی
اپنی نقاب اور چادر کو اپنے سینہ پر ڈالین خمر کے معنی مقنعہ اور نقاب اور چادر کے ہین
کہا گیا ہے کہ اوسوقت مین عورتون کے کرتے کا گلا ڈھیلا ہوتا تھا کہ جس سے اونکا سینہ معلوم
ہوتا تھا اور اونکو خمار کا ڈالنا اپنے سینہ پر واسطے چھپانے کے حکم ہوا اور لفظ جیوب سے
سینہ مراد لینا کنایتاً ہے اسواسطے کہ وہ اوسپر بنا جاتا ہے اور قول ولا یبدین زینتهن
الا لبعولتهن یعنی زینت کا ظاہر کرنا اپنے شوہر کے واسطے جائز ہے اگر وہ خواہش اور ستہدعا
کرے اسواسطے کہ آپس اپنین محبت زیادہ ہونے ہے اسیواسطے حضرت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اون عورتون پر لعنت کی ہے جو کبھی مہندی نہین لگاتی ہین اور نہ سرمہ
لگاتی ہین اور اون عورتون پر جو کہ مسوفہ اور مغلہ ہین مسوفہ اوسکو کہتے ہین کہ جب شوہر
اوسکو مباشرت کے واسطے بلائے تو وہ بہانہ کرے اور کہے کہ اب آتی ہون اور مغلہ
اوسکو کہتے ہین کہ جب شوہر اوسکو مباشرت کے واسطے طلب کرے تو وہ کہے کہ مین
حائضہ ہون حالانکہ ایسا نہین ہے اور اون عورتون پر جو کہ حائضہ اور معوضہ ہین حائضہ
اوسکو کہتے ہین جو حیض سے ہو اور شوہر کو خبر نکرے یہانتک کہ شوہر اوسکے ساتھ مجامعت
کرے اور معوضہ اوسکو کہتے ہین کہ جو حائضہ ہونے کا دعوی کرے تا شوہر کی قربت سے
بچے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ قول ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن اسبات پر دلالت
کرتا ہے کہ عورت کا سینہ وغیرہ ستر ہے اجنبی کو اوسکی طرف دیکھنا نہین جائز ہے اور قول
ولا یبدین زینتهن الا ما ظهر منها مقتضی ہے اسبات پر اباحت ظاہر کرنے زینت ظاہری کے
اور وہ زینت ظاہری منہ اور ہاتھ ہین اور یہ قول کہ ولا یبدین زینتهن الا لبعولتهن الخ

آبائہن الخ مقتضی ہو اباحت کا واسطے دیکھنے مذکورین کی طرف زینت باطنی کے اور ابراہیم رحمہ اللہ سے مروی ہو کہ کان اور سر دیکھنا درست ہو اور ابو بکر رحمہ اللہ نے کہا ہو کہ کان اور سر کی کوئی خصوصیت نہین ہو اسواسطے کہ اللہ تعالی نے واسطے زینت کے کوئی مقام خاص نہین کیا ہو اور اللہ تعالی نے درمیان شوہر اور باپ کے برابری کا درجہ رکھا ہے تو اسنے تقضا کیا عموما اباحت نظر کو طرف موضع زینت کے اور جبکہ اللہ تعالی نے ساتھ باپ کے ذوی المحارم کو اور اونکو کہ جنسے نکاح کرنا حرام ہو بیان کیا تو اسنے اسبات پر دلالت کی کہ جو لوگ کہ حرمت کے مرتبہ مین ہین اونکا حکم بھی ایسا ہی ہے جیسے دا ماد لو خسر اور محرمات رضاعی اور مثل انکے اور یہ تحریم مقصود اور مخصوص ہو ساتھ عورتوں حرائر کے اونکے محارم سے اسواسطے کہ اجنبی کو چھوکری کے بالونکی طرف دیکھنے مین کوئی اختلاف نہین ہو اور عمر سے مروی ہے کہ آپ چھوکریون پر سر کے چھپانے سے تعزیر جاری کرتے تھے اسواسطے کہ اسمین مشابہت ہو ساتھ عورت نو آزاد کے اور چھوکری کا مرد اجنبی کے ساتھ سفر کرنا درست ہو اسواسطے تمام آدمی اجنبی واسطے چھوکری کے مثل ذوی الارحام کے ہین اور ساتھ ذوی الارحام کے عورت حرائر اور آزاد کو سفر کرنا جائز ہے اور مروی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لایحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر ان تسافر سفرا فوق ثلثة ایام الامع ذی رحم محرم او الزوج یعنی اوس عورت کو کہ جو اللہ اور دن قیامت پر ایمان لائی ہے نہین حلال ہو کہ زیادہ تین روز سے سفر کرے مگر ساتھ مرد محرم کے یا شوہر کے پس جبکہ چھوکری کو ساتھ مرد غیر محرم کے سفر کرنا جائز ہے تو جانا کہ وہ واسطے محرم کے مثل حرہ کے ہو اور اوسکی طرف دیکھنا مباح ہو اور اسمین کہا گیا ہو کہ آیت مخصوص ہو مردون ہی کے دیکھنے مین نہ عورتون کے اسواسطے کہ عورتکو دیکھنا عورت کیطرف اوسیقدر جائز ہے کہ مردونکو دیکھنا طرف مردونکے یعنی ناف سے سر تک نہ ناف سے گھٹنون تک اور قول اللہ تعالی کا ہو او نسائہن او ما ملکت ایمانہن او التابعین غیر اولی الاربة من الرجال او الطفل الذین لم یظہروا علی عورات النساء اسبنا پر عورتکو حلال نہین ہو کہ سامنے عورت مشرکہ کے ننگی ہو مگر اوس حالت مین کہ عورت مشرکہ چھوکری ہو

اور ما ملکت ایمانہم مین ابن عباسؓ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہؓ نے تاویل کی
ہی کہ غلام مملوک کو اپنی عورت مالکہ کے بالون کی طرف دیکھنا جائز ہی اور ابن مسعود اور مجاہد اور حسن
اور حسین اور ابن سیرین اور سعید بن المسیب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ نہین جائز ہی اور یہی
مذہب ہی ہمارے اصحابؒ کا مگر ذو رحم محرم عورت کا اور تاویل کی ہی قول او ما ملکت
ایمانہن کی چھوکریون پر کیونکہ غلام اور آزاد حرمت مین برابر ہین اور کہا کہ عورتون کے خاص
کرنے کا فائدہ قولہ تعالی او نسائہن مین یہ ہی کہ جو لوگ کہ پہلے ذکر ہو چکے ہین وہ مرد ہین
پس کوئی گمان کرنے والا گمان کر سکتا تھا کہ اسکے ساتھ مرد ہی مخصوص ہین جبکہ وہ لوگ محارم
ہون کیونکہ اباحت نظر ان مواضع مین واسطے عورتون کے برابر ہے خواہ وہ
محرم ہون یا غیر محرم پھر اسپر عطف کیا اللہ کا ساتھ قول او ما ملکت ایمانہن کے تا اسبابکا
گمان نہو کہ اباحت عورت حرہ ہی پر مقصور اور مخصوص ہو نہ اماء پر جیسا کہ قولہ تعالی
فانکحوا الایامی مقصور تہا حرائر پر نہ اماء پر اور قولہ تعالی شہیدین من رجالکم مین لفظ رجال
محمول ہی مرد آزاد پر بسبب منسوب ہونے انکے میری طرف اور اسیطرح جیسے قول اللہ تعالی کا
او نسائہن عورت حرہ پر پھر اسپر اماء کو عطف کیا پس انکے واسطے بھی مباح ہوا مانند حرائر
حرائر کے اور قولہ تعالی والتابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال مین حضرت ابن عباس
اور قتادہ اور مجاہد رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ تابع وہ ہی جو بسبب تمہاری پیروی اور تمہاری
کے کھانا پاوے اور اسکو عورتون کی کچھ حاجت نہو جصاص رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ آیتین
آٹھ وجہین ہین ایک یہ کہ تابع سے مراد چھوٹا اور کم عمر ہے کہ بسبب صغر سنی کے عورتون کی
حاجت نرکھتا ہو اور یہ ابن زید کا قول ہی دوسری موافق روایت ابن عباسؓ کے یعنی تابع
وہ ہی کہ جس سی عورت حیا اور شرم نہ کرے تیسری موافق قول عکرمہ کے یعنی تابع عنین اور
نامرد کو کہتے ہین چوتھی موافق قول مجاہد اور عطا اور طاؤس اور حسن کے کہ مراد اس سے
احمق اور بیوقوف ہی پانچوین موافق قول بعضون کے کہ مراد اس سی وہ احمق اور بیوقوف
ہی کہ جسکو حاجت عورت کی نہو اور یہ قتادہ کا قول ہی چھٹی مراد اس سی مجنون اور دیوانہ
ہی کہ کسی سبب سے اسکو احتیاج عورت کی نہو اور یہ قول ماثور ہے ساتوین یہ کہ اوس سے

مراد بوڑہا آدمی ہی اور یہ یزید بن حبیب کا قول ہی آٹھوین یہ کہ تابع سے مراد وہ شخص ہی
کہ سوای سیری شکم کے دوسرے کسی کام کا فکر اور اندیشہ نرکھتا ہو اور یہ مجاہد کا قول ہے
حضرت عائشہ صدیقہ رض سے مروی ہے کہ ایک مخنث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیون کے
مکانون مین ہمیشہ آیا کرتا تھا اور وہ سب اوسکو غیر اولی الاربہ جانتی تھین پس ایکبار آن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا آپنے فرمایا کہ یہ تمہارے
پاس نہ آیا کرے اسواسطے کہ یہ عورتون کے حالات سی واقف ہی پس سبھون نے اوس سے
پردہ کر لیا اور ام سلمہ رض سے مروی ہے کہ ایکبار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس
تشریف لائے اور ایک مخنث میرے بھائی عبد اللہ سے باتین کرتا تھا کہ ای عبد اللہ اگر
اللہ تعالی نے طائف پر ہملوگون کو فتحمندی دی تو غیلان کی بیٹی کے حالات سی تمکو آگاہ
کرونگا کہ وہ سامنہ چار کے آتی ہے اور سامنہ آٹھ کے جاتی ہے پس اوسکی یہ بات سنکر نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عورتون کے حالات جانتا ہے تم لوگون کے پاس
نہ آیا کرے اسواسطے کہ یہ اولی الاربہ ہی پس اس سے ثابت ہوا کہ جو مخنث کہ غیر اولی الاربہ ہو
اوسکا مکان مین آنا مباح ہی اور اس سی پہچان اولی الاربہ اور غیر اولی الاربہ کی بھی ثابت
ہوئی کہ جو مخنث عورتون کے احوال اور اوصاف سی آگاہ نہو وہ غیر اولی الاربہ ہی اور جو
واقف ہو وہ اولی الاربہ ہی اور لفظ اربہ کے معنی مین اختلاف ہی اور اربہ ماخوذ ہی ارب سے
اور معنی اسکے حاجت کے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ اسکے معنی عقل کے ہین اور فقیہ رحمہ اللہ نے
کہا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے مین بیوی کا بوسہ
لیتے تھے حالانکہ آپ واسطے حاجت کے تمسے زیادہ قادر تھے اور قولہ تعالی او الطفل الذین لم
یظہروا علی عورات النساء مین تین وجہین ہین ایک یہ کہ عورت کے ستر سے بسبب نہونے
شہوت کے مطلع نہین ہوتے ہین دوسری یہ کہ عورتون کے ستر کو بسبب عدم تمیز اور عقل کے
نہین پہچانتے ہین تیسری یہ کہ جماع کی طاقت نہین رکھتے ہین لیکن بوڑہا آدمی پس اگر
اوسمین شہوت باقی ہی تو حکم اوسکا حکم جوان کا ہی ورنہ اوسکو زینت باطنہ کیطرف دیکھنے
مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور بعضے کتب مین مین نے دیکھا ہی کہ ایکبار معاویہ کی گھر مین اخل ہو

ہوے اور اونکے ساتھ ایک شخص خصی یعنے نامرد تھا پس اوسکو اونکی بی بی نے دیکھکر پردہ کرلیا معاویہؓ نے کہا کہ کوئی حرج نہین ہے یہ شخص مثل عورتکے ہے پس اونکی بی بی نے جواب دیا کہ کیا مثلہ کو اللہ تعالی نے عورت اجنبیہ کیطرف دیکھنا حلال کیا ہے پس معاویہؓ اونکی دانائی اور بینائی سے متعجب ہوئے اور عورت کو عورت اسواسطے کہتے ہین کہ وہ ماخوذ ہے عورت سے جسکے معنے بھی سکے ہین اسواسطے کہ اسسے چشم پوشی کرنا واجب ہے اور قول تعالی ولا یضربن بارجلہن لیعلم ما یخفین من زینتہن کی تفسیر مین قتادہؓ نے کہا کہ عورتین چلنے کے وقت اپنے پاؤن کو زور سے زمین پر مارتی تھین تاکہ اونکی خلخال سے آواز نکلے پس یہ آیت نازل ہوئی اور اسطرح چلنے سے منع کی گئین اسواسطے کہ یہ معنی مین تبرج اور زینت اور خود آرائی کے ہے اسی سبب سے منع کیا گیا ہے کہ ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولی شیخ ابوبکر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ آیت اور چند معانی کے دلالت کرتی ہے ایک یہ کہ جبکہ آواز زیور کی پوشیدہ کرنے کی ممانعت ہے تو خود عورتونکو اپنی آواز پوشیدہ کرنیکی بدرجہ اولی ممانعت ہوگی اور قول دلالت کرتا ہے ساتھ صحت قول کے بنا بر قیاس جلی کے خفی پر اور یہی سبب ہے کہ عورتون کو آواز بلند کرنا بولنے کے وقت منع ہے کیونکہ یہ واسطے فتنہ کے آواز گھنگرو سے بہت قریب ہے اور اسیواسطے ہمارے اصحاب رحمہم اللہ نے عورت کا اذان دینا مکروہ جانا ہے اور دلالت کرتا ہے اوپر منع ہونے نظر شاہدون کے انکے منہ کی طرف جسوقت کہ زینت کئے ہون اسواسطے کہ یہ سبب ہے فتنہ اور فساد کا واللہ اعلم۔

چوبیسوان باب وس شخص کی احتساب مین جو چھوٹی قبر بناکر کعبہ کی مقبرہ سے مشابہت دے

کفایۂ شعبیہ کے باب التراویح مین مذکور ہے کہ ایک قوم بصورت حجاج کے واسطے زیارت کرنے بیت المقدس کے نکلی تھی پس اونکو حضرت عمرؓ نے لوٹایا اور درہ سے مارا اور فرمایا کہ کیا تم بیت المقدس کو مثل بیت اللہ اور مسجد الحرام کے بنایا چاہتے ہو اور سبب درے مارنے اور لوٹا دینے کا اونکے یہ تھا کہ وہ لوگ ایک نیا کام کرتے تھے اور دار الاسلام مین نیا کام کرنا کسیکو جائز نہین ہے۔

پچیسوان باب گھرون مین تصویر رکھنے کے احتساب مین

جو شخص اپنے گھر کو تصویروں سے آراستہ کرے اوسپر احتساب کرنا درست ہے کیونکہ یہ امر فرشتوں کو گھر میں آنے سے باز رکھتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اوس گھر میں نہیں آتے ہیں کہ جسمیں تصویر پایا گیا ہو اور گھر کو ایسی صورتوں سے آراستہ کرنے میں کہ جو صورت کسی جاندار کی نہیں ہے کچھ مضائقہ نہیں ہے اور قولہ تعالیٰ یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل میں کہا گیا ہے کہ وہ غیر جاندار کی تھیں اور ملتقط ناصری میں ہے کہ اگر کسی نے کسی کے گھر کو گرا دیا کہ جسمیں ہر قسم کی تصویریں مثل آدمی اور حیوان اور چڑیوں کے رنگ سے بنی ہوئی تھیں تو اوسکو مکان اور رنگ کی قیمت دینی چاہیے۔

چھبیسواں باب احتساب میں درہم و دینار وغیرہ کے

ملتقط ناصری میں امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ کسی شخص کو پوشیدہ غیر ٹکسال میں سکہ بنانا نچاہیے مسئلہ جس درہم پر کوئی صورت قرآن مجید کی لکھی ہو تو جنب کو اوسکا چھونا اور اسکو اوسپر قدم رکھنا نہ چاہیے کیونکہ وہ مثل مصحف کے ہے مگر وہ درہم کہ ہمیانی میں رکھے ہوں کیونکہ وہ مثل غلاف کے ہے اور ہمیانی کا چھونا جائز ہے لیکن نیچے قدم کے رکھنا کسی صورت سے جائز نہیں ہے جیسا کہ قرآن مجید کا غلاف نیچے قدم کے رکھنا جائز نہیں ہے پھر اگر کہا جاوے کہ فتاویٰ میں مذکور ہے کہ حفاظت کے واسطے نگہبانی کے مصحف کو یا کتاب کو نیچے سر کے رکھنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اسی طرح اسکے رکھنے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں ہم کہینگے کہ نگہبانی اوسکی خواب کیوقت ضروری ہے اور سر کا رکھنا اہانت کیواسطے نہیں ہے بخلاف قدم کے کہ اسمیں اہانت ہے پس جو شخص کہ ہمیانی درہم کو زیر قدم رکھے وہ مستوجب احتساب ہے اسواسطے کہ اوسمیں حروف لکھے ہونے کی اہانت ہے مسئلہ قوۃ القلوب میں مذکور ہے کہ اشرفی ناقص کے ساتھ معاملہ کرنا مکروہ ہے اور اسیطرح وہ اشرفی کہ جسکی چاندی مجہول یا ملی ہو ساتھ غیر چاندی کے یا جسکی قیمت معلوم نہو اور بعضے متقدمین مثل ثوری اور فضیل بن عیاض اور وہیب بن وردکی اور ابن المبارک اور بشیر بن حارث اور معافی بن عمران کے اسمیں شدت اور تاکید کرتے تھے اور اسکو حرام کہتے تھے اور کہا گیا ہے کہ ہر اشرفی ناقص کہ جسکو مالک اوسکا خرچ کرے اور اوسکے

نامۂ اعمال مین لکھی ہوگی اور اوسکے ہر ذرہ کے عوض مین پانچہزار گناہ لکھے ہونگے
اور ذرہ ہبا کو کہتے ہین جو شعاع آفتاب مین نظر آتا ہی اور بعضے مجاہدین فی سبیل اللہ
سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم گھوڑے پر سوار ہوئے اور ہمارے پاس اوسکا چارہ
نہ تھا پس اثنای راہ مین ایک آدمی گھانس بیچتے ہوئے ملا ہمنے چاہا کہ گھانس واسطے
گھوڑے کے خرید کرین کہ گھوڑا میرا اوسنے بھاگ گیا پھر اثنای راہ مین ایک آدمی ملا
پھر مین نے چاہا کہ گھانس اوسکے واسطے خریدون پھر گھوڑے نے ویسا ہی کیا تین بار
چوتھی مرتبہ ایک شخص ملا اور اوس سے ہمنے گھانس لے لی اور تھک کر مین سوگیا
تو خواب دیکھتا ہون کہ سامنے میرے گھوڑا آیا ہے اور کہتا ہی کہ قسم خدا تعالی کی جب
تمنے بعوض اشرفی ناقص کے گھانس خریدنا چاہا تو مین تین مرتبہ بھاگ گیا حتی کہ مجکو
مجبور کرکے گھانس خرید ہی لی اور یہ منع ہے پس مین خواب سے چونک پڑا اور جلدی
سے گھسیارے کے پاس گیا اور اوس سے کہا کہ جو اشرفی عوض مین گھانس کے مین نے
تجھے دی ہی مجکو پھیر دے اسواسطے کہ وہ ناقص اور کھوٹی ہے اور عبدالوہاب رحمہ اللہ
نے کہا ہی کہ ہمنے بشیر سے پوچھا کہ ناقص اشرفی کے لینے دینے مین آپ کیا فرماتے ہین
اونھون نے کہا کہ ہمنے معالی سے اور او نھون نے ثوری رح سے پوچھا تھا کہ حرام ہے اور
امام احمد نے کہا ہی کہ معاملہ کرنا ساتھہ ناقص اشرفیون کے حرام ہے اور بعض علما کہتے
ہین کہ ناقص اشرفی اپنے مصرف اور خرچ مین لانا بدعت ہی اور بری رسم کا ظاہر کرنا
اور مسلمانون کے مال کو فاسد کرنا ہی اور اسکا گناہ اوسکے مرنے کے بعد سو برس تک
ہوگا بلکہ زیادہ جبتک کہ وہ اشرفی ناقص لوگونکے پاس پھرا کریگی اور یہ بھی کہا ہے کہ
خرچ کرنے والا قصداً زیادہ گنہگار ہی اوس شخص سے کہ جو ناواقف ہو اسواسطے کہ پہلے
اسنے قصداً اور جانکر یہ فعل کیا اور دوسرا خطاکار ہے اور حقوق مین بندون کے خطا
کرنا معاف ہی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جسکے پاس ناقص اشرفی ہو اوسکو لازم ہی کہ پھینکدے
اسواسطے کہ وہ مثل صدقے اور خیرات کے ہی اور نماز اور روزہ سے افضل ہی اور ہرگز
اوسکو خرچ نہ کرے تا اس وبال سے بچے اور کتاب الذخیرہ کے باب الصرف مین مذکور ہی کہ

کہ برابر استوقہ یعنی ناقص اشرفی سکے خرید و فروخت کرنا کچہ مضائقہ نہین ہی جبکہ پہلے سے اوسکو آگاہ
کردے اور میرے نزدیک حق یہ ہی کہ بادشاہ ایسی اشرفی کو قطع کرا دے اور توڑوا ڈالے
تاکہ وہ کسی ایسے آدمی کے ہاتھہ مین نہ آوے کہ جو اوسکے حال سے کسیکو آگاہ نکرے اور
ناحق یہ وبال اپنی گردن پر لے آور کسیکو ناقص اشرفی اور نبہرجہ اور ستوقہ اور مزیفہ
اور بلہ اور بجاریہ دینا باوجود ظاہر کرنے اوسکے حال کے مکروہ ہی اور وقت لینے کے
اوسکا ظاہر کر دینا جائز ہے اسواسطے کہ اوسکے خرچ کرنے مین ضرر عام ہے اور ضرر
عام مکروہ ہے اور لینے دینے ولے کی رضامندی سے یہ درست نہین ہوسکتا ہے
اسواسطے کہ اسمین ناواقفون کا ضرر ہی اور فاجر اسمین فریب کرسکتا ہے اور جو چیز کہ جائز
نہین ہی تو چاہیے کہ وہ توڑی جاوے اور اگر خرچ کرے تو اوسکے صاحب کو تعزیر کیا
جاوے کتنا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ منجملہ ظلم مشہور بادشاہون کے
یہ ہی کہ وہ اپنے زمانہ مین سکہ بناتے ہین اور اوسکو لوگون مین زیادہ قیمت پر رواج
دیتے ہین پھر جب اونکا زمانہ گذر جاتا ہی تو وہ اپنی اصل قیمت پر بکتا ہی اور اسمین عوام
کا نقصان ہوتا ہی تو وہ لوگ قیامت کے دن بادشاہون کے اس ظلم پر خصما اور
مواخذہ کرنیکے مستحق ہونگے اور منقول ہی کہ حجاج سے سوال کیا گیا کہ تمکو کس عمل سے
امید نجات کی ہی تو اونھون نے بہت چیزونکو بیان کیا منجملہ اونکے یہ ہی کہ ہمنے لوگون پر
نقود کو فاسد کیا واللہ اعلم۔

ستائیسوان باب اہل ذمہ کے احتساب مین

ملتقط ناصری مین ہی کہ اہل اسلام کو نچاہیے کہ مشرکین کو بربط بجانے دین اور اوسپر
کچہ مزاحمت نہ کرین امام محمد نے کہا ہی کہ جس چیز سے مسلمان منع کیے جاوین اوس سے مشرکین
کو بھی منع کرنا چاہیے مگر شراب اور سور اور فتاوی النسفی مین ہی کہ کسی نے قوم یہود سے
سوال کیا کہ اونھون نے کوئی گھر یا باغ شہر مین مسلمانون سے خرید اتھا اور اپنا مقبرہ
بنایا تھا تو آیا اس سے اونکو منع کرنا جائز ہے یا نہین پس جواب ہوا کہ منع کرنا جائز
نہین ہی کیونکہ یہ اوسکے مالک ہوچکے ہین جسطور سے چاہین اوسمین تصرف کرین اور

اگر اونمین مسجد بنانا چاہین منع کیے جاوین کیونکہ اسمین اظہار انکی بطالت اور اشتہار ضلالت کا ہی اور مذلت اسلام اور مسلمانون کی ہی اور مقبرہ بنانے مین کچہ ضرر نہین ہی اور کافر کو قرآن مجید چہونا جائز نہین ہی اور ظہیریہ مین ہی کہ کافر اگر بعد غسل کے قرآن مجید چہووے تو کچہ مضائقہ نہین ہی اور ذخیرہ مین مذکور ہے کہ سیر کبیر مین امام محمدؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لاخصاء فی الاسلام ولاکنیسۃ یعنی اسلام مین خصی کرنا اور کنیسہ بنانا نہین جائز ہی اور اسیطرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خصی کرنیکی تاویل اوسکے باب مین مروی ہے لیکن تاویل کنیسہ بنانے کے یہ ہی کہ اہل ذمہ کو جدید کنیسہ مسلمانونکے شہر مین بنانا نہین درست ہی اور اگر بنائین تو بادشاہ یا حاکم کو چاہیے کہ اوس سے منع کرے اور یہ حکم شہرون کا ہی لیکن گانون مین پس اونمین بنانے سے منع نکیے جاوین بموجب ظاہر روایت کے خواہ جماعت مسلمانون کی تھوڑی ہو یا بہت اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے مروی ہی کہ اگر اونمین مسلمانون کی جماعت زیادہ ہو منع کیے جاوین کیونکہ وہ مثل شہر کے ہی حتی کہ وہ لوگ اظہار فروخت شراب اور سور اور بیع ربا یعنی سود سے بہی منع کیے جاوین اور بازار مین سے ہو کر شراب اور سور لیجانے سے بہی منع کیے جاوین کیونکہ اسمین اہل اسلام کی ہتکی ہے اور مبسوط مین ہے کہ صلح اونسے اس بنا پر نہین ہی کہ وہ ہمکو سبک کرین اور اسیطرح اپنی عید کے دن اگر چلیپا نکالنا چاہین تو اپنے قدیمی کنیسہ مین رکہین اور شہر مین ظاہر نہ کرین اور اگر پوشیدہ نکالین تو کنارہ شہر سے ہو کر لیجاوین اور وہان ظاہر کرین یعنی جب فنا شہر سے گذر جاوین تب ظاہر کرین کیونکہ فنا شہر حکم درمیان شہر کا رکہتا ہی جمعہ اور عید کے قائم رکہنے مین اور شہرون مین سوا اپنے کنیسہ قدیم کے سنکہ بجانے سے بہی منع کیے جاوین بلکہ اونکو حکم کیا جاوے کہ سنکہ زور سے نہ بجاوین کہ آواز شہر مین پہونچے اور نکاح کرنیسے ساتہ محارم اور تمام ان لوگونکی جو دین اسلام مین حرام ہے منع کیے جاوین کیونکہ اسمین سبکی اور خفت مسلمانونکی اور معارضہ حق کا ساتہ باطل کے ہی کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اسی قیاس پر ذمی پان کہانے سے دنکو ماہ رمضان مین منع کیے گئے ہین مسئلہ

جو کنیسہ کہ پہلے سے شہر میں واقع تھا گر گیا اور ذمیوں نے اوسکو بہ نسبت پہلے کے بنانا چاہا یا اوسکو دوسری جگہ سے بدلنا چاہا تو اس کشادگی کے ساتھ بنانے اور بدلنے سے منع کیے جاویں آور ذمی کو مسلمانوں کے شہر میں مکان خریدنے میں علمانے اختلاف کیا ہی بعضوں نے کہا ہی کہ خریدنے سے منع کیے جاویں اور بعضوں نے کہا ہی کہ نہیں اور بعضوں نے کہا ہی کہ اگر اونکے خریدنے سے محلہ کی مسجد کی جماعت میں خلل واقع ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہی اور اگر ہی تو منع کرنا چاہیے آور بشرط نہ واقع ہونے خلل کے اونسے خرید لیا اور اوسمیں صرف اپنے واسطے عبادتخانہ بنانا چاہا تو اوسکو اس سے بھی باز رکھنا چاہیے کیونکہ اوسمیں پھر وہی خلل سابق ہی اور اگر اونسے واسطے گوشہ نشینی کے حجرہ بنانا چاہا تو اس سے بھی باز رکھا جاوے کیونکہ یہ ایک ایسا امر ہی کہ جس سے شہرت ہوتی ہی تو حکم اوسکا مثل حکم عبادتخانہ بنانے کے ہی آور جو کنیسہ قدیمی ایسے شہر میں ہو کہ پہلے اسکے وہ گانوں تھا اور اب شہر ہو گیا ہی یا وہ شہر اوپر صلح چھوڑ دینے کنیسہ کے فتح ہوا تھا تو اوس شہر میں کنیسہ بنانے سے منع نہ کیے جاویں اسواسطے کہ قول و قرار صلح کا پورا کرنا ضروری امر ہی اور اگر وہ ساتھ غلبہ کے فتح ہوا تھا لیکن اونکا کنیسہ باعتبار اول گانوں ہونے کے چھوڑ دیا گیا ہو اور اب وہ گانوں ایسا شہر ہو گیا ہی کہ اوسمیں حدود قائم کیجاتی ہوں اور اوسمیں جمعہ اور عیدیں کیجاتی ہو تو اوسمیں کنیسہ بنانے سے منع کیے جاویں تا مشابہت درمیان شعار اسلام اور شعار کفار کے نہو آور جس شہر میں کہ عید اور جمعہ ادا کیا جاتا ہو اور حدود اسلام کی پابندی ہی تو اوسمیں علانیہ سور یا شراب داخل کرنا کافر کو نچاہیے پھر اگر ذمی نے نادانستگی سے شراب لیگیا اور امام نے اوسکو چھنوالیا تو امام یا حاکم کو اوسکا سامان دیدینا چاہیے اور شہر سے اوسکو نکالدینا کیونکہ وہ عمداً نہیں لیگیا ہی اور اوسکو تنبیہ کردینا کہ اگر تو پھر لاویگا تو تعزیر پاویگا اسواسطے کہ شراب اوسکی مذہب میں حلال ہی پس اوسکو اسبات سے تعلیم دینا اور خبردار کردینا چاہیے تا وہ پھر ایسی حرکت نکرے آور معنی نادانستگی کے یہ ہین کہ وہ اسبات کو نہ جانتا تھا کہ شہر میں مسلمانوں کے شراب لیجانا چاہیے یا نہیں اسیواسطے امام کو اوسکی شراب گرانا یا اوسکے سور کو مرواڈالنا

درست نہین ہی اسواسطے کہ یہ چیزین اونکے نزدیک مال ہین لیکن میرے نزدیک اوسکو
مارنے اور قید کرنیکی تعزیر دینا چاہیے اگر پھر اوسنے ایسا کیا اور اگر کسی مسلمان نے ذمی کی
شراب کا نقصان کیا تو وہ اوسکے مال کا تاوان دے مگر جبکہ وہ حاکم یا امام ہی کہ اوسنے
مصلحت دیکھکر یہ عقوبت کی یا اوسکے حکم سے کسی نے یہ کام کیا تو ضامن نہین ہی کیونکہ وہ مجتہد
اور اہل رای ہی اور اپنے گانون یا شہر مین اہل ذمہ فسق وفجور مثل زنا وغیرہ کرنے سے باز
رکھے جاوین اگرچہ اس بات کی صلح نہین ہوتی ہے کیونکہ یہ اونکے دین مین بھی حرام ہے
اور استعمال مسکرات سے بھی منع کیے جاوین کیونکہ نشہ کی چیز کسی عقلمند کے نزدیک حلال نہین
ہی اور مزامیر اور طنبور کے بیچنے سے یا راگ ظاہر کرنے سے یا ایسا فعل کرنے سے کہ جس سے
مسلمان منع کیے جاتے ہین باز رکھے جاوین اور جس شخص نے انکے مزامیر کو توڑا یا انکی
کسی چیز لہو ولعب کو خراب کیا اوسپر تاوان نہین ہی بموجب قول صاحبین یعنی امام ابو یوسف
اور امام محمد رحمہم اللہ کے اور نزدیک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اوسپر تاوان ہی غرضکہ سوا
شراب اور سور اور نکاح محارم اور عبادت ماسوی اللہ کے حال ذمیونکا مثل حال مسلمانونکے
ہی یعنی جس جس چیز سے کہ مسلمان منع کیے جاتے ہین ذمی بھی منع کیے جاوین اور اگر اہل حرب
مین سے کسی قوم نے مسلمانون سے اس بات پر صلح کرنا چاہا کہ جسوقت مسلمان میرے ملک
یا زمین مین آئین اور شہر آباد کرین تو کنیسہ ومعبد کے بنانے اور شراب اور سور وغیرہ کے
فروخت کرنے اور ظاہر کرنے سے مجھکو منع نہ کرین تو مسلمانون کو اونکے عہد وپیمان پر صلح
کرنا نچاہیے اور اگر صلح کرلی تو مسلمانونکو عہد وپیمان صلح کا توڑ دینا چاہیے اسواسطے کہ یہ صلح
خلاف شرع ہی اور اسیطرح اگر صلحنامہ مین اظہار زنا اور اجارۂ زانیات علانیہ کی شرط کرین
توہرگز ایسی صلح کو قبول نہ کرین اسواسطے کہ اسکا وفا کرنا جائز نہین ہی جیساکہ اوپر گذرا
اور سیر ملتقط مین ہی کہ اہل ذمہ کو سلام کے جواب دینے مین کچھ مضائقہ نہین ہی لیکن اوسمین
علیک زیادہ کرنا نچاہیے اور اگر ذمی سے کچھ حاجت رکھتا ہو تو سلام کرنے مین کچھ مضائقہ
نہین ہی اور ذمی سے مصافحہ کرنا مکروہ ہی پس اگر کہا جاوے کہ بسبب شرکت ذمی کے
مسلمان پر احتساب کیا جاوے یا نہین تو ہم کہینگے کہ شرح طحاوی مین منقول ہی کہ اوسپر

احتساب کرنے مین کچھ حرج نہین ہی لیکن شرکت مفاوضہ مین اسواسطے احتساب ہی کہ وہ درمیان مسلمان اور ذمی کے نہین جائز ہے پس اوسپر احتساب کرنا واسطے دفع کرنے تصرف فاسد کے ہی لیکن شرکت عیال مین اسواسطے ہی کہ وہ درمیان مسلمان اور ذمی کے مکروہ ہی اور اوسپر احتساب کرنا واسطے دفع کرنے کے مکروہ ہے

اٹھائیسوان باب مسافرون کے احتساب مین

مسئلہ مصحف یا دوسری کتب شرعیہ کو خرجی وغیرہ مین رکھکر چارپایہ پر باندھنا اور اوسپر سوار ہونا مکروہ نہین ہی اگر کوئی دوسرا کپڑا درمیان اپنے اور درمیان خرجی کے حایل کرلے اسواسطے کہ بیٹھنا اوسکا کپڑے وغیرہ پر ہی نہ خرجی پر کیا تو نہین دیکھتا ہی کہ مصحف نیچے گھر مین رکھا ہوتا ہی اور اوسکی چھت پر سونا جائز رکھا ہی پس اسیطرح یہان بھی حکم ہی اور کاش اگر اوسکے اوپر کوئی کپڑا بھی نہو تو بھی کچھ مضائقہ نہین ہی کیونکہ اوسکا قصد حفاظت ہی نہ اہانت اور اسیطرح سے مصحف کو خرجی یا گٹھری مین رکھکر اوسپر بیٹھنا واسطے حفاظت کے کچھ مضائقہ نہین رکھتا ہے مسئلہ عورت کے ساتھ سفر کرے مین دو صورتین ہین یا وہ عورت محرم ہی یا غیر محرم اگر وہ عورت محرم ہی پس اگر جانبین شہوت سی بیخوف ہون تو اوسکے ساتھ سفر کرنا جائز ہے اور اگر دونون جانب سی شہوت کا خوف ہو یا ایک جانب سی تو جائز نہین ہی لیکن غیر محرم پس اگر وہ حرہ اور آزاد ہی تو اوسکے ساتھ تنہائی مین باتین کرنا یا اوسکے ساتھ سفر کرنا حلال نہین ہی اور اگر وہ مملوکہ اور چھوکری ہے تو بعضون نے کہا ہی کہ اوسکے ساتھ سفر کرنا جائز ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ نہین جائز ہی پھر جن لوگون نے کہ جائز رکھا ہی اونکے بیچ مین بھی اختلاف ہی کہ آیا اوسکو اوتارنا اور چڑھانا جائز ہے یا نہین جبکہ دونون شہوت سی بیخوف ہون تو اسمین بعضون نے کہا ہی کہ نہین جائز ہی شاید اوسوقت مین شہوت ہوجاوے اور بعضون نے کہا ہی کہ بسبب پیش ہونے سفر کے جائز ہے مسئلہ ذمی اگر کسی مسلمان سی راستہ بیعہ اور کنیسہ کا دریافت کرے تو مسلمان کو راستہ بتانا نچاہیے کیونکہ یہ معصیت اور گناہ پر اعانت کرنی ہی اور اگر ذمی منڈی سی آتے وقت گھر کا راستہ پوچھتا ہو تو اوسکے بتانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی مسئلہ جو شخص سفر حج یا جہاد مین

فجار کی صحبت مین مبتلا ہو تو بسبب اونکی صحبت کے طاعت کو ترک نکرے لیکن اوسکی
صحبت کو اپنے دلمین مکروہ جانے اور اوس سے راضی نہو تاکہ شاید فاسق اسکے کراہت
ولی کی برکت سے توبہ کرے جیسا کہ ایک حکایت کفایہ شعبی مین منقول ہی کہ حاتم اور شقیق
رحمہم اللہ ایک مرتبہ سفر کو نکلے اور ایک بڈہا فاسق جو راہ مین مزامیر اور باجا بجاتا اور
گاتا ہوا جاتا تھا اونکے ساتھ ہو لیا اور حاتم اسبات کے منتظر تھے کہ شقیق اسکو منع
کرینگے پھر جبکہ راستہ تمام ہوا اور چاہا کہ اس سے جدا ہوں تو اوس بڈہے فاسق نے اون
حضرات سے کہا کہ مین نے آجتک تمسا کوئی آدمی نہ دیکھا کہ ہمنے تم لوگون کے سامنے سفر بہر
گایا اور بجایا لیکن ذرہ برابر بھی تم لوگ مخاطب نہوئے پس حاتم رحمہ اللہ نے کہا کہ ای بڈہے
اپنی تقصیر کی عذر خواہی انکے سامنے کر کہ یہ شقیق ہین اور مین حاتم ہوں پس اوسنے توبہ
کی اور اپنے گانے بجانے کے آلات کو توڑ ڈالا اور انکا شاگرد ہو کر انکے خدمت مین وہ
رہنے لگا پس شقیق نے حاتم سے کہا کہ تمنے مردون کے صبر کو دیکھا کہ اسکا ثمرہ کیا ہوا اور
فقیہ ابو اللیث نے اپنی بستان مین ذکر کیا ہی کہ آدمی کو قضای حاجت کرنا راستہ مین
یا نہر کے چبوترہ پر یا درخت پھلدار یا سایہ دار کے نیچے کہ آدمی اوسکے سایہ مین بیٹھتے
اور آرام کرتے ہوں مکروہ ہی کیونکہ مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
من قضی حاجتہ تحت شجرۃ مثمرۃ او شجرۃ یستظل الناس تحتہا او علی طریق عام او علی صفۃ
نہر جار فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین یعنی الخ تو اوسپر لعنت خدا اور فرشتوں اور آدمیوں کی ہی

اونتیسواں باب آلات لہو ولعب کے جلانیکے احتساب مین

منجملہ اوسکے ایک یہ ہی کہ آلات لہو کا جلانا عیدگاہ مین عید کے روز
مکروہ ہے اسواسطے کہ مسجد اس کام کے واسطے نہین بنائی گئی ہی اور اگر محتسب نے اوس
شخص کے مال کو جلا دیا جو شاہراہ مین بیچتا ہی تو اوسپر اوسکے مال کا تاوان ہی مگر اوسوقت
نہین ہی اوسپر کچھ تاوان نہین ہی جبکہ اوسمین کوئی فساد یا مصلحت دیکھے اور اسکا تمام بیان
احتساب طریق مین ہی اور شراب فروش کے مکان کو جلانے سے بھی اوسپر کچھ تاوان
نہین ہی جبکہ وہ کسیطرح سے نہین مانتا ہو پھر اگر کہا جاوے کہ عید اسے لفظ کو

ساتھ جلانے مزامیر کے کیون خاص کیا ہے پس اوسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ یہ بسبب چند وجوہ کے ہے ایک یہ کہ بعض لوگون نے گمان کیا ہے کہ عید کے روز دف بجانا یا دف بجانا جائز ہے کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رض سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور دو لڑکیان گارہی تھین ہمنے اونکو منع کیا اور جھڑکی دی تو نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑدو انکو آج عید کا دن ہے پس یہ حجت جواز کی ان لوگون کے ساتھ بموجب اس حدیث کے مقبول نہین ہے اسواسطے کہ یہ حدیث ساتھ اس آیت کے متروک ہے کہ من الناس من یشتری لہو الحدیث الخ پس جبکہ اس آیت سے یہ حدیث متروک ہوئی تو اہل احتساب نے جلانا آلات لہو لعب کا اوس روز سے جائز رکھا تاکہ اونکا فعل اور اجماع اسپر دار الاسلام مین حجت قاطعہ ہو اور یہ حدیث غیر معمول بہ سمجھی جاوے دوسرے یہ کہ عید کا دن اہل صلاح اور متقیون کی خوشی کا ہے کہ جلانے سے آلات لہو لعب کے انکا دل خوش ہوتا ہے پس اوسکا جلانا واسطے تحصیل مسرت اونکے بھی دن مقرر کیا گیا ہے تیسرے یہ کہ حجاج کے مناسک اور عبادات اسدن پانچ ہین ایک مقام منا سے جانب مسجد حرام کے جانا دوسرے طواف کرنا تیسرے سنتون کا ادا کرنا یعنی سر منڈوانا اور ناخون کٹوانا چوتھے کنکر مارنا اور پانچوین قربانی کرنا اور غیر حجاج کی پانچ عبادتین دوسری کرنا انکی موافقت سے ایک طرف عیدگاہ کے جانا بسبب موافقت انکی کے جانے مین طرف مسجد حرام کے دوسرے نماز عید کی بسبب موافقت انکی کے طواف مین بدلیل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الطواف بالبیت صلوۃ تیسرے آلات لہو کا جلانا بسبب موافقت اونکے کے تحلیق راس وغیرہ ہے کیونکہ وہ بدعت کو دور کرتے ہین اور سنت کو قائم کرتے ہین اور یہ آلات بھی بدعت ہین اس سبب سے جلائے جاتے ہین چوتھے وقت جلانے آلات لہو کے کنکریان کے لوگونکو ہٹانا بسبب موافقت حجاج کے رمی جمار مین پانچوین ذبح کرنا بموافقت حجاج کے قربانی مین اور کتاب الحظر والاباحت مین ہے کہ کسی شخص نے جانور کے ساتھ جماع کیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر وہ جانور اوسی کا ہے تو اوسکو کھا جاوے یا اوسکو ذبح کرکے جلا ڈالے اور اگر اوسکا نہو تو اوسکے مالک کو چاہیے کہ وہ جانور اوسکو دیدے اور اوسکے

بدلہ قیمت لیلے پھر وہ شخص جماع کرنے والا اوسکو ذبح کرکے جلا دے اگر وہ جانور حلال
اور ماکول نہو اور اگر حلال اور ماکول اللحم ہو تو ذبح کرے اور نہ جلادے کہتا ہی بندہ نیک
کرے اللہ تعالے اوسکے اعمال کو کہ اصل بات جلانے آلات معصیت مین یہ قول اللہ تعالے
کا ہی کہ وانظر الی الٰہک الذی ظلت علیہ عاکفا لنحرقنہ سدی نے کہا ہی کہ موسی علیہ السلام
نے سامری کو واسطے ذبح کرنے گوسالہ کے حکم کیا پس اوسکو ذبح کیا اوسکا خون بہا یا اور اوسکی گوشت
کو جلا کر راکھہ بنا کر دریا مین ڈالدیا اور اس آیت کے ساتھہ حجت پکڑنا کئی وجہ سے ہی ایک یہ کہ
موسی علیہ السلام نے واسطے جلانے گوسالہ کے سامری کو وعید کیا کیونکہ سیاق تہدید اور
تشدید پر دلالت کرتی ہی جو قول اللہ تعالی کا ہی کہ فاذہب فان لک فی الحیوۃ ان تقول
لامساس اور وعید کرنا نہین ہوتا ہی مگر برائی سے موعد کے توہلانا گویا کہ سامری کو وحشت
دلانا اور رنجیدہ کرنا ہی شرعًا بلکہ عقلًا اور طبعًا واجب ہی پس اسیطرح بیان جلانا آلات لہو کا
اہل ملاہی کو وحشت دلانا اور رنجیدہ کرنا ہی دوسرے یہ کہ سامری کو واسطے جلانے
گوسالے کے وعید کیا اگر یہ شرعی نہوتا تو کیون اوسکے ساتھہ وعید کرتے تیسرے یہ کہ
موسی علیہ السلام کا گوسالہ کو جلانا سنت موسوی ہی اور وہ سنت میرے واسطے بھی جائز
ہی کیونکہ جو چیز کہ اُمہاے گذشتہ کو مشروع اور جائز تہی میرے واسطے بھی جائز رکھی گئی ہے
مگر جو کہ منسوخ ہوگئی ہے وہ نہین جائز ہی اور نسخ جلانے کا ثابت نہوا اسواسطے یہ بحال رہا آہر
اگر کہا جاوے کہ درمیان گوسالہ اور آلات لہو کے فرق ظاہر ہے کیونکہ اون سب نے
گوسالہ کو معبود بنا رکھا تھا اور آلات صرف آلات ہین تو ہم کہتے ہین کہ حرمت اتخاذ اور
امساک دونونکو شامل ہی اسیطرح جواز جلانے کا بھی دونونکو منتظم ہے کیونکہ حرمت امساک
کی بھی واسطے اضاعت کے علت ہی اور تلف کرنا اور جلانا اوسکا عمدہ طریقہ ہے اور ہم
شریعت سے بھی حکم گوسالہ مین وارد ہوا ہی پس وہی حکم آلات لہو مین بھی معنًا جاری کیا گیا
ہے اور شرح ادب قاضی خصاف کے تیئسوین باب مین مذکور ہی کہ عمرؓ نے خطبہ پڑھا
اور لوگونکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ مجکو خبر پہونچی ہے کہ فلان فلان کے گھر مین مسکرات
اور نشہ کی چیزین ہین اور اونمین سے ایک آدمی قریشی ہے اور دوسرا ثقفی ہے اور ثقفی کا

نام مرشد ہی مین اونکے گھر پر آونگا اگر یہ بات سچ پاؤنگا تو اونکے مکانکو جلادونگا پس قریشی یہ
بات سنکر ڈرا اور گھر مین جاکر جو کچھ مسکرات کی تھی پھینکدی اور ثقفی نے کچھ نہ کیا پس حضرت
عمر تھوڑی دیر کے بعد قریشی کے مکان پر آئے اور رخانہ تلاشی لی لیکن کچھ نپایا پھر ثقفی کے
مکان پر آئے اور شراب رکھی ہوئی پائی پس آپنے اوسکے مکان کو جلادیا اور فرمایا کہ تو
مرشد نہین ہی پس اس حدیث سے یہ فائدہ نکلا کہ اعلان اور اظہار کرنا جائز ہے کیونکہ جب
عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہونچی تو آپنے اعلان اور وعید کیا پھر خطبہ اور نصیحت مین مشغول ہوئے
اور قریشی کے دلمین نصیحت اور وعظ اونکی اثر کر گئے اور نشہ والی چیزونکو گھر سے نکالدیا اور
اپنے مکان کو بچالیا اور ثقفی کے دلمین اثر پذیر نہوئی اور سنے نہ مانا یہانتک کہ اوسکا گھر جلادیا
کیونکہ آپنے جلانے کا وعدہ کیا تھا پس سیاست سے یہ بات نہین لائق ہی کہ نہ جلاتے
حالانکہ میرے اصحاب سے گھر کے جلانے مین کوئی روایت مروی نہین ہی اور اگر ہی بھی تو گھر کے
گرانے اور سبوچہ وغیرہ کے توڑنے مین ہی اور کتاب محیط کی آٹھوین فصل مین مذکور ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ لقد ہممت ان آمر رجلا یصلی وانظر الی اقوام
یتخلفون عن الجماعۃ فاحرق بیوتہم یعنی مین ارادہ کرتا ہون کہ کسی شخص کو واسطے امام ہونیکے
حکم کرون اور دیکھون کہ کون لوگ جماعت مین نہین حاضر ہوتے ہین پھر اونکا گھر جلادون
پس اس حدیث نے اوس شخص کے گھر کے جلانے مین جواز پر دلالت کیا جو واجب اور فرض کو
ترک کرے پس جبکہ گھر کا جلانا سنت موکدہ کے ترک پر جائز ٹھرا پھر گمان تیرا گھر کے جلانے مین
اوپر ترک کرنے واجب اور فرض کے کیا ہے اور اسیطرح سے آلات معصیت کے جلانے مین
کیا ہی اور ذخیرہ کی اٹھارہوین فصل مین سیر سے مذکور ہی کہ جب کوئی مسلمان مسلمانون کے
شہر مین سور لائے اور سور کھانے پر وہ شخص متہم بھی ہو تو ذبح کیا جاوے اور اوسکا سور
آگ مین جلادیا جاوے اور اگر وہ متہم نہو اور کہے کہ یہ سور کسی ذمی کے ہین تو اوس شخص کو
چھوڑ دے اور ایسے فعل کے کرنے سے اوسکو منع کرے واللہ اعلم۔

تیسوان باب محتسب اور متعنت کے فرق مین

مسئلہ کوچہ غیر نافذہ مین ایک نہر ہے اور اوسکے کنارے پر لوگون نے درخت نصب

کر دیا ہو پہر کسی شخص نے اپنے گھر کے سامنے نہر کے کنارے پر درخت لگایا اور کسی دوسرے شریک کو جو نے اوس بیچارہ کے درخت کو اوکھاڑنا چاہا ہیں یہ اوسکو جائز ہے یا نہین جواب نہین جائز ہے کیونکہ یہ متعنت یعنی بیچ رسان ہو نہ محتسب کیونکہ اگر محتسب ہوتا تو تمام درختون کو اوکھاڑتا فقیہ ابو القاسم صفار نے کہا ہے کہ اگر اوسمین اوسکا کوئی حق نہین ہی تو متعنت بہی نہین ہو اور اگر ہی تو متعنت ہی اور اسیطرح اوس حوض یا چشمہ کا توڑنا جو راہ مین خود بخود نکل آیا ہے نہین جائز ہی مگر اوس شخص کو جو محتسب ہو کہ ایسی سب چیزون سے جو نقصان کرنے والی ہین تعرض کرے اسلیے کہ اگر ایک ہی تعرض کیا اور دوسرے سے نہ کیا تو وہ محتسب نہین ہی بلکہ متعنت ہی

اکتیسوان باب تعویذ لکھنے اور لکھوانے والے کے احتساب مین

فتاوی خانیہ مین ہی کہ عورت کو تعویذ لکھوا کر اپنے پاس رکھنا واسطے محبت ہونے اپنے شوہر کے حرام ہے اور تفسیر رام المعانی مین مذکور ہے کہ عبرانی یا سریانی زبان مین منتر پڑہنا یا تعویذ لٹکانا اپنے گلے مین مکروہ ہے اور صحیح بخاری مین ابو البشیر انصاری رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ ہم بعضے سفر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قاصد کو بھیجا کہ اونٹ کے گردن مین قلادہ پشم وغیرہ سے باقی نہ رہنے پاوے اور کاٹ دیا جاوے اور ایک روایت مین ہی کہ پشم اور قلادہ سے اور عبد اللہ رض نے کہا کہ مجکو خیال ہی کہ شاید ابو البشیر انصاری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ لوگ اپنے گھر مین تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قاصد کو بھیجا الخ کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اسی حدیث سے اسیر محبت پکڑی جاتی ہے کہ لوگ اپنے لڑکون کے گلا مین تعویذ یا گنڈہ یا خرمہرہ وغیرہ مختلف اقسام سے اس گمان پر کہ یہ انکو نافع ہی اور چشم زخم اور نظر اور بہوت پریت کو دفع کریگا نہ لٹکاوین اسواسطے کہ اسمین ایک قسم کا شرک ہو اعاذنا اللہ تعالی من ذلک بخلاف اوس ڈورے کے جو اونگلی یا انگوٹھے مین واسطے یادداشت کے باندہتے مین

اور شرح کرخی مین یہ روایت منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یفعل ذلک اور معرب مین ابن مسعود رضی سے مروی ہی کہ تمائم اور رقیہ اور افسون از قسم جادو کے شرک ہی **فائدہ** ازہری نے کہا ہے کہ لفظ تمائم صیغہ جمع کا ہی مفرد اور واحد اسکا تمیمہ ہے اور

اسکے معنی خرمہرہ کے ہین کہ عرب لوگ اسکو اپنی لڑکون کے گلے مین اوسی گمان پر جو سابق
مین گذر چکا ہی لٹکاتے تھے حالانکہ یہ گمان اونکا بالکل غلط ہی اسواسطے کہ نفع اور ضرر اللہ کے
اختیار مین ہی نہ غیر کے اور مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من علق
تمیمۃ فقد اشرک یعنی جسنے اپنے لڑکون کے گلے مین خرمہرہ ڈورے مین باندہ کر لٹکایا شرک
کیا اور مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فضل کے گردن سے تمیمہ کاٹ ڈالا
اور نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جو چیز بچے یا بوڑہے کی گردن مین لٹکائی جاوے مکروہ
ہے اسواسطے کہ یہ تمائم سے ہی پھر اگر کہا جاوے کہ معرب مین مذکور ہی کہ قلبتی اور بعضون نے
توہم کیا ہی کہ معاذات بھی تمائم سی ہین حالانکہ ایسا نہین اسواسطے کہ تمائم خرمہرہ ہی اور معاذات
تعویذ ہی اور تعویذ لٹکانا حرام نہین ہی جبکہ اوسمین قرآن مجید اور اللہ کا نام لکھا جاوے پس
اسکے جواب مین ہم کہینگے کہ وہ لوگ اہل لغت سی ہین انکو فقہ سے کیا کام ہے اسواسطے
کہ انکے کہنے سے قول نخعی کا ترک نہ کیا جاوے گا واللہ اعلم

بتیسواں باب اوس شخص کی احتساب مین جو بعوض احتساب کے کوئی چیز لیوے

محتسب کو اہل ذمہ سے لینا اوس چیز کا جو شہرون مین مقرر ہی جائز ہی کیونکہ یہ جزیہ کے
مالون سے ہے اور اگر مسلمان سے لیوے پس اگر وہ بقدر مزدوری اعوان اور مددگار کے
ہو اور اونکا کچہ بیت المال سے مقرر بھی نہو تو کچہ مضائقہ بھی نہین ہے کیونکہ یہ لوگ اونہین کے
واسطے یہ کوشش اور جانفشانی کرتے ہین اور اگر اسپر زیادہ ہو یا انکا بیت المال سے کچہ
مقرر ہو تو لینا حرام ہے کیونکہ یہ مال مسلمانون سے ساتھہ قہر اور غلبہ کے اور بغیر اونکی
رضامندی کے لیا گیا ہے جیسا کہ قولہ تعالی ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ
عن تراض منکم دال ہی اور خصاف رحمہ اللہ نے احکام القرآن مین ذکر کیا ہی کہ جو کوئی بے
قصور لوگونکو دُرّہ مارے اوسکا خون حلال ہی اور بعضے مشائخ رحمہ اللہ اوسکے کفر پر فتوی
دیتے ہین اور ہم اونکے کفر پر فتوی نہین دیتے جبتک کہ اپنے ظلم اور فسق کو اپنی تکلیف پر
حلال نہ سمجھین اور جبکہ حلال سمجھین تو اونکی تکفیر پر مسلمانون کا اجماع ہی اور اسواسطے سوائے
مرسوم اور مقرر کے لینا واسطے مسامحت اور سستی کے نہی عن المنکر یا کوتاہی امر بالمعروف سے

حرام ہی کیونکہ یہ لینا اقسام رشوت سی ہے اور شرح ادب مین قاضی خصاف رح کے مذکور ہی
کہ رشوت کئی طرح پر ہے یا خوف اور ڈر سے لوگ رشوت دیتے ہین تا وہ ہمپر ظلم نہ کرے
یا اوسکے واسطے درست کرانے اپنے کام کے رشوت دیتا ہی تا وہ خوش ہو کر میرے کام اچھے
طور سے کر دیوے یا واسطے فیصلہ کرانے مقدمہ کے اپنے حسب دلخواہ رشوت دیتا ہی تا میرے
نام سے فیصلہ کرے تو اول صورت مین حلال نہین ہی اسواسطے کہ خوف سی روکنا ظلم سے
روکنا ہے اور یہ واسطے حق شرعی کے واجب ہی اور دینے والیکو دینا حلال ہی اسواسطے کہ
اوسنے مال کو باعث حفاظت اور نگہبانی نفس کا کیا ہی اور یہ موافق شرع کے جائز ہے اور
اوس محتسب کو دینا حلال ہی جو اپنے ظلم سے اوسکو ڈراتا ہی اسواسطے کہ اوسنے اپنے نفس سے
اوسکے ظلم کو دور کیا ہی لیکن اوسکو لینا حرام ہے اور دوسری صورت مین بھی لینا حلال
نہین ہی اسواسطے کہ مسلمانون کے امور کو قائم کرنا اوسپر واجب تھا اور تیسری صورتمین
لینا اور دینا دونون حلال نہین ہی اور اسیطرح ہم کہتے ہین اون محتسبونکو جو ممالک مین
مقرر کیے گئے ہین جیسے قاضی کہ وہ نواب اور امراسے کوئی چیز لیوے تاکہ اپنی نیابت مین
اونکا کام پورا پورا کرے اور چوتھی صورت مین لینا حرام ہے خواہ حکم اوسکا واجبی ہو یا ظلم ہو
لیکن ظلم دو وجہ سے ہی ایک یہ کہ وہ رشوت ہی دوسرے یہ کہ وہ واسطے قضا اور حکم کے
سبب ہی کہ جو جائز ہے اور واجبی اور حق مین ایک وجہ سے ہے اور وہ یہ ہی کہ مال کا لینا
واسطے قائم کرنے واجب کے ہی لیکن دینا پس اگر یہ بسبب ظلم کے ہے تو نہین جائز ہے
اور اسیطرح ہم کہتے ہین کہ محتسب کو اوس شخص سے لینا نہین جائز ہے کہ جسپر احتساب کرنا
چاہتا ہو اور اگر جائز ہے تو دو وجہ سے ہے اگر ساتھ حق کے ہو تو جائز ہے موافق اوسی
معنی کے کہ گذرا اور ذکر کیا گیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ ای امیر المومنین
تم ہدیہ کیون نہین قبول کرتے ہو حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے لیتے تھے تو
اوسکے جواب مین آپنے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین ہدیہ تھا
اور میرے زمانہ مین رشوت ہی اس سے یہ اشارہ معلوم ہوا کہ اب زمانہ فاسد اور خراب
ہو گیا ہی اور دینے والا اوسکے دباؤ مین اوس امر کی التماس کرتا ہی کہ جو شرع مین حلال

نہین ہی اگر کہا جاوے کہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جبکہ اونکی رشوت متصور نہین
ہی تو یہ بھی آپ کے نفس اشرف کی شوکت سی ہدیہ ہوا اور واسطے امرا کے بسبب اونکی شوکت کے
ہدایا ہوا کیونکہ شوکت اونکی اونکے ساتھہ ہی کیونکہ ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو
کہ اس بنا پر ہم کہتے ہین کہ محتسب اور قاضی کو ہدیہ اوس شخص کا قبول نہ کرنا چاہیے جو کہ اپنی
حاجت کے لیے واسطے قضا اور احتساب کے دیتا ہو اور اگر لے لیا تو وہ رشوت ہی اور اگر اوس
شخص سے لیا کہ وہ از روی محبت اور دوستی کے دیتا ہی تو کچہ مضائقہ نہین ہی اور مذکور ہے کہ
صحابہ رضی اللہ عنہم وسعت اور فراخی ہدایا کے قبول کرنے مین کرتے تھے بوجہ اونکی عادت کے
اور یہ لوگ دباؤ مین ہدیہ کے کچہ التماس نہ کرتے تھے بلکہ انکا دینا از روی محبت اور مودت کے
ہوتا تھا اور پریشان اور ناخوش ہوتے تھے اپنے ہدایا کے روکیے جانے اور نہ قبول ہونیسے
پس جبکہ اسمین معنی رشوت کے متصور اور ممکن نہووے تو اوسکے قبول کرنے مین کچہ مضائقہ نہین ہے

تینتیسوان باب علم اور معلم کے احتساب مین

ملتقط ناصری مین ہی کہ مسئلہ کلامیہ مین مناظرہ نہ کرنا چاہیے جبتک کہ وہ پورے طور سے معلوم
نہو اسیوجہ سے ایک گروہ نے علم کلام کے ساتھہ شغل کرنے کو مکروہ رکھا ہی سید امام ناصر الدین
علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اسکی تاویل میرے نزدیک یہ ہی کہ اسمین کثرت سے مناظرہ اور مجادلہ
کرنا بدعت اور فساد اور پریشان کردینے عقیدہ کیطرف پہونچا دیتا ہی اسواسطے کہ مناظرہ
کرنے والا کبھی قلیل الفہم اور طالب عناد ہوتا ہی نہ طالب حق کا لیکن اللہ تعالی کی معرفت اور
توحید اور نبوت کی معرفت اور وہ چیز کہ جسپر مدار عقیدہ ہی اوس سے منع نہ کیا جاوے اور خزانہ
مین ہی کہ دو فقیہ جب ایک مسئلہ مین شرط کے ساتھہ کلام کرین پس اسمین دو حال ہین اگر وہ
شرط ایک جانب سے ہے تو جائز ہے اور اگر دونون جانب سے ہی تو نہین جائز ہے اور
ظہیریہ مین ہی کہ شیخ الامام صدر الاسلام ابو البشر نے کہا ہی کہ مین نے اون کتابون مین نظر
کی ہی کہ جو علم توحید مین متقدمین کی تصنیف سے ہین تو بعضون کو اونمین مثل اسحق کندی اور اسفرانی
وغیرہ کے فلاسفہ پایا حالانکہ یہ لوگ دین مستقیم سے خارج ہین اور رسیدہی اور مضبوط راہ سے
طرف کجی کے مائل ہین پس ان کتابون کو دیکھنا اور رکھنا نہین جائز ہے اسواسطے کہ یہ شرک

اور گمراہی سے بھری ہوئی ہین اور یہ بھی کہا ہی کہ مین نے اکثر کتابونکو عبدالجبار رازی اور
جبائی اور کعبی اور نظام وغیرہ کی تصنیف سی پایا ہی اور یہ لوگ معتزلہ ہین پس ان کتابون کا
رکھنا اور دیکھنا کسی نوع سے جائز نہین ہی تا شکوک اور خلل سے بچین اور اسیطرح سے اون کتابونکو
دیکھنا اور رکھنا نچاہیے کہ جو تصنیف سی محمد بن ہیصم وغیرہ کی ہون کیونکہ یہ بدترین اہل بدعت سے
ہین اور اشعریہ نے بہت کتابین اونکے مذہب کے صحیح ہونے مین تصنیف کی ہین پھر جب انکو
اللہ تعالے کیطرفسے ہدایت ہوئی تو اونکے مذہب کے رد مین پھر دوسری کتابین تصنیف
کی لیکن ہمارے اصحاب اہلسنت نے بعض مسائل مین اونکا تخطیہ کیا ہی پس جو شخص کہ اون
مسائل پر واقف ہو کہ جمین ابوالحسن نے خطا کی ہی اونکو اوس کتاب کے دیکھنے یا رکھنے
مین کچھ مضائقہ نہین ہی کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ جب مین اس
روایت سی مطلع ہوا کہ کتابین معتزلہ کی انکے عقائد مذاہب خبیثہ مین شامل ہین تو اونکا اپنے
گھر مین رکھنا جائز نہین ہی یہانتک کہ میرے پاس کشاف زمخشری کی تھی کہ جسکے ہر اوراق
اور صفحون مین معتزلہ کے مذہب کا بیان تھا نکالدیا اور اوسکو بسبب خوف حرام یا مکروہ
ہونے کے قیمت پر نہین بیچا مسئلہ سیر وغیرہ کے کلمات کفر مین مذکور ہے کہ لڑکونکے
معلم کو یہ بات کہنا نچاہیے کہ مسلمان سے یہود بہت اچھے ہین اسواسطے کہ وہ اپنی لڑکونکے
معلم کا حق پورا پورا ادا کرتے ہین اسلیے کہ اسکے کہنے سے کافر ہوتا ہی اور منجملہ اوسکے کہ
عالم پر بسبب احتساب کا ہووے یہ امر ہے کہ جب اوس سے کوئی پوچھے کہ لوگونکا زیادہ
جاننے والا کون ہے تو اوسکے جواب مین کہے کہ مین ہون اسواسطے کہ ادب مقتضی اس
بات کا تھا کہ وہ اللہ کیطرف رد کرتا اور کہتا کہ اللہ تعالی ہی جیسا کہ ابی بن کعب سے مروی
ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قام موسی علیہ السلام خطیبا فی بنی اسرائیل فسئل
ای الناس اعلم فقال انا فعتب اللہ تعالی علیہ اذ لم یرد العلم الی اللہ فاوحی اللہ تعالی الیہ
ان عبدا من عبادی بمجمع البحرین ہو اعلم منک قال یا رب وکیف بہ فقیل لہ احمل حوتا فی مکتل
فاذا فقدتہ فہو ثمہ من صحیح البخاری یعنی موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام واسطے خطبہ پڑھنے
کے قوم بنی اسرائیل مین کھڑے ہوئے پس کسی نے ان سے پوچھا کہ آدمیون مین جاننے والا

زیادہ عالم ہی تو کہا کہ مین ہون پس اونپر اللہ تعالی کا عتاب ہوا اسواسطے کہ اونھون نے علم کو
اللہ تعالی کیطرف کیون نہین منسوب کیا اور اللہ تعالی نے اونکی طرف وحی بھیجی کہ میرے
بندون سے ایک بندہ مجمع البحرین مین رہتا ہی وہ تمسے زیادہ عالم ہے عرض کی کہ یارب
مین وہان کیونکر پہونچون اور اوس سے کیونکر ملون تو انسے کہا گیا کہ تم ایک مچھلی اپنی زنبیل
مین اوٹھاؤ پس جسوقت کہ وہ جست کرے گی تو تم وہان پہنچ جاؤگے واللہ اعلم

چونتیسواں باب ساحر اور افسونگر اور زندیق کے احتساب مین

فتاوی خانیہ مین ہی کہ جو شخص لعبت اور صورت واسطے جدائی درمیان میان بی بی کے بنائی
اور اوسپر منتر پڑہے مرتد ہے اور وہ قتل کیا جاوے جبکہ اوسکے اثر کا وہ معتقد ہو ایسی
کہ وہ کافر ہے مسئلہ جادوگر اگر قبل ماخوذ ہونے کے توبہ کرے تو اوسکی توبہ قبول ہی اور اگر
بعد ماخوذ ہونے کے توبہ کرے تو نہین قبول ہے اور یہی حال ہی زندیق معروف دعوے
کرنیوالیکا اور اسی پر فتوی ہے اور سیر محیط مین ہی فضیلی رح سے معنی قولہ عم من اتی کاہنا وصدقہ
بما یقول فقد کفر بما انزل علی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پوچھا گیا تو جواب دیا کہ کاہن
بمعنی ساحر ہے اور تفصیل اسکی باب طیرہ اور تکہن مین ہی ترجمہ اوسکا یہ ہی کہ کاہن کی بات
کی جسنے تصدیق کی اوسنے انکار کیا اوس چیز سے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوتاری
گئی ہے مسئلہ یواقیت المواقیت مین مذکور ہے کہ حدائق وغیرہ مین ہی کہ مجلکو قاسمی رح نے
خبر دی اور اونکو مستغفری رح نے کہ ہمنے افضح کے خط مین لکھا پایا کہ قتادہ رضی اللہ عنہ نے
سعد بن مسیب رض کو کہا کہ ایک شخص جادو جانتا ہی اور وہ کچھ عورتون سے لیتا ہے آیا اوسکو
حل اور نشر جائز ہے یا نہین تو جواب دیا کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین ہے کیونکہ اسمین ارادہ
اصلاح کا ہی کہا افضح نے کہ پھر مجھسے حماد بن شاکر نے سوال کیا کہ حل اور نشر کیا ہے چونکہ
مین اوسکو نہ جانتا تھا اس وجہ سے نہ بتا سکا تو امام نے کہا کہ حل اوسکو کہتے ہین کہ جب
مرد اپنی بی بی سے جماع پر قادر نہو اور دوسری عورت سے جماع کی طاقت رکھتا ہو تو
وہ مبتلا ایک شاخ خرمہ کی لیوے اور اوسکو چاک کرکے اوسکے درمیان مین ایک بھولا رکھکر
آگ مین ڈالدے جب وہ گرم ہوجاوے تو آگ سے نکال کر اوسپر پیشاب کرے انشاء اللہ

وہ اچھا ہوگا لیکن نشتر پس موسم بہار میں پھول صحرائی اور بستانی کو جسقدر ہو سکے جمع کرے اور اونکو ایک پاک برتن میں رکھکر میٹھے پانی کے ساتھ خفیف جوش دے پھر اوسکو آگ سے اوتار کر صاف کرے اور بعد سرد ہو جانے کے اوسکو اپنے بدن پر ڈالے انشاء اللہ تعالے وہ اچھا ہو جاوے گا واللہ اعلم۔

پچیسواں باب غیر کے ملک میں تصرف کرنیوالے کیلئے احتساب میں

جبکہ مسجد اہل مسجد پر تنگ ہو اور سامنے اوس مسجد کے کسی کی زمین افتادہ ہوے تو اوس زمین کو بدلے قیمت کے بالاکراہ لینا درست ہی اسیطرح مروی ہی کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کہ اونھوں نے مسجد الحرام میں ایسا ہی کیا تھا اور ملتقط ناصری میں ہی کہ فقیہ ابو جعفرؒ سے منقول ہے کہ گورستان مجوس کو جو کسی ایسے شخص کی زمین کے مقابل ہو کہ جسکی کچھ قیمت نہیں ہی گھیر لینا اور اپنی زمین میں اوسکا داخل کر لینا جائز ہے اور اگر اوسکی قیمت ہو اور زمانہ جاہلیت سے اسیطرح چلی آتی ہو تو وہ زمین بمنزلہ اوسکے ہی اور اگر زمانہ اسلام سے ہو تو وہ لقطہ ہی اور سیر ملتقط میں ہی کہ ایک لشکر کسی گانوں میں مقیم ہوا اور بعضے آدمی اوس لشکر کے کسیکے گھر میں جاکر ٹھہرے اور مالک مکان کو اونکا ٹھہرنا مکروہ معلوم ہوا تو کہا گیا ہے کہ اگر وہ لوگ جہاد میں ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے

چھبیسواں باب بھنگ استعمال کرنیکے احتساب میں

شرح کرخی میں مذکور ہے کہ بھنگ پینا دوا کے واسطے جائز ہے پھر اگر اوس سے نشہ ہو اور عقل جاتی رہی تو جائز نہیں ہی کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ میں نے اپنے استاد امام عالم عامل باعمل کمال الدین سنامی بدہو طال عمرہ سے سنا ہی کہ ایک جوان نے شیخ الاسلام مجتہد بقیۃ السلف حمید الدین ضریری سے بھنگ کے بارے میں سوال کیا تو اونھوں نے کچھ جواب اوسکا نہ دیا پھر اوسنے دوسرے ہفتہ میں سوال کیا پھر اوسکو جواب نہ دیا پھر اوسنے تیسرے ہفتہ میں سوال کیا تو غصہ ہو کر اوس سے کہا کہ ای رند تو ایک ہفتہ دوسرا بیٹھ کہ میں تجکو جواب دوں اور بعد فراغت کے منبر سے اوتر کر صدر جہان بخارا کے پاس گئے اور کہا کہ اپنے شہر کے بڑے بڑے عالموں کو جو اپنے زمانہ میں فتوی دیتے ہیں

اور اجتہاد کرتے ہیں بلوا ؤ اور کہا کہ میرے واسطے دروازہ کتب خانہ کا کھولدیں اور
اون علما کو حکم دیا کہ کتابونکو دیکھیں آیا اسمین کوئی روایت میرے اصحاب رضوان اللہ علیہم
اجمعین سے حرمت بھنگ میں وارد ہوئی ہی یا نہیں پس اون لوگون نے کتاب دیکھنا
شروع کیا یہانتک کہ ایک روایت امام ابوحنیفہ رح سے حرمت بھنگ میں پائی گئی اور اوسکی حرمت
پر سبھون نے بسبب مصلحت کے اجماع اور اتفاق کیا کیونکہ اجماع بدکارون اور فاسقونکا
مثل اجماع منکرات کے ہی پھر جب وعظ کا دن آیا تو امام حمیدالدین نے منبر پر جا کے وعظ
بیان کیا اور کہا کہ بھنگ کا سوال کرنے والا کہان ہی پس جوان نے اوٹھکر کہا کہ میں موجود
ہون تب اوسکی طرف امام مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ مین نے ایک روایت امام اعظم رح
سے پائی ہی کہ بھنگ حرام ہی اور ہم لوگون نے اوسپر اجماع اور اتفاق کر لیا ہی پس اب
اس اجماع اور اتفاق سے ثابت ہوا کہ بھنگ حرام ہی اور محیط مین ساتھ تفصیل کے امام
ابوحنیفہ رح سے منقول ہی کہ بھنگ حرام ہی اور بھنگ پینے والے کی طلاق واقع ہو جاتی ہی اور
مروی ہی کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من اکل البنج طار نور قلبہ ولا یعود الیہ الی
ان یتوب ویرجع یعنی جو کوئی کہ بھنگ پیتا ہی اوسکے دل کا نور جاتا رہتا ہی اور پھر نہیں حاصل
ہوتا ہی جبتک کہ توبہ نکرے اور مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من اکل
البنج فھو فی النار ابدا والبلیس قرینہ فیہ یعنی جو شخص کہ بھنگ کھاتا یا پیتا ہی اوسکی جگہ دوزخ
مین ہی اور ساتھی اوسکا شیطان ہی پھر اگر کہا جاوے کہ ہدایہ وغیرہ مین مذکور ہے کہ یہ
مباح ہے اور اسکے خلاف مین خبر واحد معتبر نہین ہوسکتی ہی تو ہم کہتے ہین کہ خبر واحد جبکہ
روایت فقہ کی ہو تو اوسپر عمل واجب ہی اور اجماع کا نقل کرنا مثل نقل حدیث کے ہی
لیکن ہدایہ کی روایت پس اوسکا انکار نہین ہی اور اس سے لازم نہین ہوتا ہی کہ دوسری
روایت اسمین نہو با وجود اسکے کہ تعلیق مین اوپر مذہب شافعی کے مذکور ہے کہ بھنگ حرام
ہی پھر جبکہ اجماع متاخرین کا قول مجتہد پر منعقد ہوا تو یہ اجماع معتبر ہوا اسیکو جو بعد انکے
ہین اسکے خلاف نہ کرنا چاہیے کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ دلیل
حرام ہونے بھنگ کی ظاہر ہے کیونکہ اطبا نے ذکر کیا ہی کہ بھنگ منجملہ زہر ونکے ہی

اور جمیع سموم حرام ہین پس اسیطرح سے بھنگ بھی حرام ہی اور دوسری وجہ یہ ہی کہ بھنگ مضر
ہی اس سی بہت امراض پیدا ہوتے ہین جیسا کہ کتب طبیہ مین مذکور ہی پس استعمال اشیاء
ضارہ کا حرام ہے پھر اگر کہا جاوے کہ اگر بھنگ مضر ہوتی تو عقلمند لوگ ہرگز نہ کھاتے
اور وقت کھانے کے ضرور اسکا اثر ظاہر ہوتا تو ہم کہتے ہین کہ وہ لوگ شاید اسکے
کھانے کے بعد مصلح اسکا کھا لیتے ہون کہ جس سی ضرر اسکا نہین ظاہر ہوتا ہی یا ضرر ہی
نہین کرتا ہی اور اس کہنے سے یہ نہین معلوم ہو سکتا ہی کہ اسمین ضرر ہی نہین ہی کیونکہ یہ
سرد و خشک ہی اور جسقدر اشیاء اس قسم کے ہین فساد پیدا کرتے ہین اگر ساتھ اسکے گھی پر
چکنائی نہ کھائی جاوے پس معلوم ہوا کہ وہ مضر ہے لیکن انکا عقلمند ہونا پس یہ خلاف اجماع
ہی کیونکہ عرف مین جب آدمی ساتھ خطا کے قول اور فعل مین معتبر ہوتا ہی تو اوسکو بھنگی
کہتے ہین اور بھی اسواسطے کہ حس حیوانی جو عقل اور ہوا سے مجرد ہے متغیر ہو جاتی ہی اسیواسطے
گائی اور اونٹ اور بکری اسکو نہین کھاتے ہین اور جب آدمی پر ہوا و ہوس غالب
ہوتی ہی تو اوسکو کھاتا ہی تو گویا کہ وہ جانور سے بھی بدتر ہے گمراہ ہی اور جبکہ یہ ثابت
ہوا تو ہمنے جان لیا کہ عرف اہل احتساب کا بھنگ کے ضائع اور تلف کرنے مین شرعًا
جائز ہی اور اوسکے نقصان کرنے والے پر کچھ تاوان نہین ہی اور ذخیرہ مین مذکور ہی
کہ عبد العزیز ترمذی نے امام ابو حنیفہ اور ثوری رحمہم اللہ سے سوال کیا کہ ایک شخص بھنگ کے
نشہ مین اپنی عورتکو طلاق دی تو آیا طلاق ہو جاوے گی یا نہین دونون صاحبون نے فرمایا
کہ اگر وہ پیتے وقت جانتا تھا کہ یہ کیا ہی تو عورت اوسکی طلاق والی ہی اور اگر نہین جانتا تھا تو
طلاق نہین ہوگی واللہ اعلم اور خلاصہ اور مبسوط مین ہی کہ دوا کے واسطے بھنگ پینا درست ہے
اور اگر اوس سی عقل جاتی رہی تو حلال نہین ہی اور شرح شافی مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ ہلاک امتی من البنج و آکل البنج لاینال شفاعتی البتہ بھنگ کے کھانے سی
میری امت نقصان مین ہوگی اور بھنگ کے کھانے والے کو میری شفاعت یقینا میسر
نہوگی اور جابر رضہ سے بھی مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من اکل البنج فکانما
ہدم الکعبۃ یعنی جسشخص نے بھنگ کھائی گویا کہ اوسنے کعبہ کو گرایا اور دلیل پکڑی ساتھ قول اللہ تعالے

والشجرۃ الملعونۃ کی ابن عباس رضہ نے کہا کہ شجرۃ الملعونہ یہی بھنگ ہی اور شاہان مین مذکور ہی کہ جسکی
عقل بھنگ کے استعمال سے جاتی رہی اوسکے طلاق دینے سے طلاق نہین واقع ہوگی اور
اوسکا اقرار بھی صحیح نہوگا ہم کہتے ہین کہ بیشک طلاق بنگی کی نہ واقع ہوگی مگر یہ اوسوقت ہی
کہ جب اوسکی حقیقت اور ماہیت سے واقف نہین ہی لیکن جبکہ جانتا ہی اور اوسکے کھانے
یا پینے پر پیش قدمی اور سبقت کی تو کیونکر طلاق واقع نہوگی اور صاحب محیط نے ذکر کیا ہے
کہ نہین تفصیل ہی جو ابو حنیفہ رح سے منقول ہی اور یہ بھی ذکر کیا ہی کہ نشہ بھنگ کا حرام ہی اور بنگی
کی طلاق معتبر ہوتی ہی اور پینے والا مستوجب حد کا ہوتا ہی جبکہ وہ نشہ مین ہو واللہ اعلم

سینتیسوان باب سونا اور چاندی کے احتساب مین

سونے چاندی کے برتن مین کھانا پینا یا اوسمین تیل لگانا مکروہ ہی یعنی اوس برتن سے تیل
لگانا مکروہ ہی لیکن جبکہ اوس برتن سے تیل ہاتھہ مین ڈالے اور استعمال کرے تو کچہ مضائقہ
نہین ہی اور اسیطرح سے اگر اوس برتن سے کھانا نکال لے اور روٹی پر رکھکر کھائے تو کچہ
مضائقہ نہین ہی اور اسمین مرد اور عورت سب برابر ہین مگر زیور اور ریشم پہننا انکو جائز ہی
اور برتن ملمع کیا ہوا اگر چاندی کی جگہ مستعمل ہو تو مکروہ ہی اور اگر لکڑی کی جگہ ہو تو مکروہ
نہین ہی نزدیک امام ابو حنیفہ رح کے لیکن نزدیک امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رح
کے مکروہ ہے اور اس بنا پر کرسی سونے یا چاندی سے منڈہی ہوئی پر بیٹھنا مکروہ ہے
اگر وہ اوس جگہ پر بیٹھا اور اگر لکڑی پر ہے نہ سونے چاندی پر تو اسمین بھی وہی اختلاف
ہی اور مکان کی چھت مین سونا چڑہانا یا مزامیر اور عود وان وغیرہ مین یا قرآن کے صفحون
یا گھوڑے کے ساز سامان پر بھی بموجب اوسی خلاف کے مکروہ ہے حاصل یہ ہے کہ
امام ابو حنیفہ رح نے استعمال اوسکے حرام ہونے کو معتبر رکھا ہی جبکہ وہ بدن کے ساتھہ
متصل ہو اور کہا ہی کہ اصل اشیا مین مباح ہونا اوس سے نفع لینا ہی اور حرمت عارضی
ہی اور حرمت اکل و شرب کی سونے چاندی کے برتن مین نص وارد سے ثابت ہی اور
اسیطرح سے جو چیز کہ منصوص علیہ کے مشابہ ہی یعنی وہ بھی استعمال مین اوسکے حکم مین ہی اور
ماسوی اسکے اپنی اصل اباحت پر باقی ہی اور امام ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ نے کہا ہی

کہ حرمت استعمال سونے چاندی کی اس سبب سے ہے کہ اسمین مشابہت ہی ساتھ کفار جبار مثل کسری اور بادشاہان فارس کے اور جو چیز کہ بطرح حبر ہو وہ مکروہ ہی اور یہ حکم اوسوقت ہی کہ سونا چاندی جدا ہوسکتا ہو اور اوس سے نکلسکتا ہو لیکن ملمع پس اسمین بالاجماع کچھ مضائقہ نہین ہی اسواسطے کہ سونا اور چاندی بسبب ملمع کے من وجہ باطل ہو جاتا ہی اور ملمع اوسکو کہتے ہین کہ سونے یا چاندی کو پانی کرکے کسی چیز پر چڑہا یا جاوے ایسے طور سے کہ وہ اوس سے کبھی جدا نہوسکے مسئلہ جوشن اور حلیہ سونے یا چاندی کا لڑائی مین پہنا کچھ مضائقہ نہین ہی اور کہا گیا ہی کہ یہ قول صاحبین کا ہی اور نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے اسکا پہنا مثل حریر اور ریشم کے مکروہ ہی اور جس تلوار کا میان یا سامان سونے کا ہو اوسکو بھی نہ لٹکانا چاہیے اگرچہ وہ لڑائی مین ہو نزدیک صاحبین رحمہما اللہ کے اور نزدیک ابو حنیفہؒ کے اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اور زیور اور جوشن اور حلیہ کے پہننے مین فرق درمیان دونون مذہب کے یہ ہی کہ سونا اور چاندی تیر کو پھسلا دیتا ہی اور تلوار کا میان جو سونے چاندی سے منڈہا ہی کچھ نفع نہین دیتا ہی اور سونے کی چارپائی یا تخت پر بیٹھنے مین کہا گیا ہی کہ موجب خلاف کے ہے اور حلوائیؒ نے ذکر کیا ہی کہ بالاتفاق مکروہ ہی اور نوادر مین ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ سونے کی کرسی پر بیٹھنا مردونکو حرام ہے اور انگوٹھی کا ترک کرنا اوس شخص کو فضل ہے کہ مہر کی احتیاج نرکھتا ہو اور جو شخص کہ حاجت رکھتا ہو اوسکو سنت ہی جیسا کہ بادشاہ اور قاضی اور بعضے لوگون نے مہر کے رکھنے کو مکروہ جانا ہی مگر واسطے صاحب سلطنت اور حکومت کے اور اسکی اجازت عام اہل علم نے دی ہے اور یہ سب حکم چاندی مین تھا لیکن لوہی اور پیتل اور رانگ اور کانسہ مین پس یہ سب حرام ہین خواہ اسکا استعمال کرنے والا مرد ہو یا عورت اور سونا عام علما کے نزدیک واسطے عورتون کے جائز ہے اور واسطے مردون کے حرام اور بعضی علما نے کہا ہی کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اور یشب کی مہر رکھنے مین مشائخ کا اختلاف ہی اور ظاہر الکتاب مین حرمت پر دلالت کرتا ہی اور جبکہ مرد چاندی کی مہر رکھے تو نگینہ کو ہتیلی کیطرف رکھے اور عورت ظاہر رکھے واسطے زینت کے اور مہر کو بائین ہاتھ کی چھنگلیا مین پہنا چاہیے

اور اگر مہر کو سوای اس انگلی کے اور کسی انگلی مین پہنے تو جائز ہے اور مہر مین انسان
یا حیوان کی صورت نہ بنانا چاہیے واللہ اعلم

اٹھیسوان باب کپڑون کے احتساب مین

حریر اور دیبا یا مثل اسکے جو صرف ریشم سے بنا ہو پہننا منع ہے اور اسیطرح سے اوس کپڑیکا
پہننا جسکا تانا سوت کا ہو اور بانا ریشم کا اور اسیطرح سے سرخ کپڑا پہننے سے منع کیے جاوین
اگرچہ روئی کا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایاکم والحمرۃ فانہا زی الشیطان
یعنی سرخ کپڑے کے پہننے سے تم بچو اسواسطے کہ وہ لباس شیطان کا ہی اور استر اور ابرہ حرمت
مین برابر ہے اور درمیان کپڑون کے بجاے روئی کے ریشم بھرنا جائز ہے اور جس کپڑے پر
نجاست پڑ گئی ہو اوسکا پہننا غیر نماز مین بھی منع ہے مگر جبکہ اوسکے سوا دوسرا کپڑہ
نہو اور کسنبہ یا زعفران کے رنگ کا رنگا ہوا کپڑا مردونکو پہننا مکروہ ہی مگر جبکہ وہ کپڑا روئی
کا ہو اور رنگ اوسکا پرانا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہی کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے
مروی ہی کہ مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے پہننے سے منع فرمایا ہی کیونکہ
سرخ لباس شیطان کا ہی اور جو روایت کہ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حلہ سرخ پہنا اگر یہ پہننا قبل نہی کے تہا پس اس حکم سے منسوخ ہی اور اگر بعد نہی کے ہی تو یہ
محمول ہی کہ وہ شاید ایسی روئی کا ہوے کہ جسکا رنگ سرخ تہا اور منتقی مین حاکم نے ذکر
کیا ہی کہ جس کپڑے مین سونے چاندی سے نقش و نگار بنا ہو اوسکا پہننا آدمی کو نچاہیے
لیکن یہ نہین ذکر کیا کہ یہ کسکا قول ہی اور قدوری نے ذکر کیا ہی کہ یہ قول امام ابو یوسف
رحمہ اللہ کا ہی اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو قول قیاس پر مکروہ نہین ہی اور چاہیے کہ عام
اوقات مین اوسط درجہ کا کپڑا پہنے اور بعض اوقات مین واسطے اظہار نعمت خدا کے
عمدہ اور بہتر کپڑا پہنے کیونکہ یہ مستحب ہی اور سب وقتون مین اچھا ہی کپڑا نہ پہننا چاہیے اسلیے
کہ اسمین محتاجونکو ایذا دینا ہی اور اسیطرح سے جاڑے مین دو تین کپڑے نیچے اوپر نہ پہننا چاہی
جبکہ سردی کم سے دفع ہو سکے اور تفسیر کشاف مین سورہ ہود کے اول ہی مین ہی کہ
شیر خدا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اپنے زمانہ خلافت مین موٹا کپڑا پہنے ہوئے نکلے

توکسی نے آپسے کہا کہ ای امیرالمومنین اگر آپ باریک کپڑہ پہنتے توبہتر ہوتا آپ نے فرمایا کہ خاموش آمین فروتنی اور تواضع ہی اور لباس صالحین کے ساتھ مشابہت ہے اور مومنین کو چاہیے کہ اسکی پیروی کرین آور ملتقط ناصری مین ہی کہ زنار کا باندہنا یا نصاری کا لباس یا مجوس کی ٹوپی پہنا کفر ہی خواہ وہ عمدًا ہو یا سہوًا یا جد سے ہو یا ہزل سے لیکن جب دہوکا دینے کے لیے لڑائی مین پہنے تو جائز ہے اگر وہ مسلمانونکا پیشرو ہوا ور لشکر کا سالار اور کفایہ شعبی کے باب التقبیل فی الیدمین ہی کہ سوداگر جبکہ دارالحرب مین داخل ہوتے وقت اپنی کمر پر زنار یا لباس نصاری کا اپنے کندھے پر ڈال لے تو کافر ہوگا اسواسطے کہ اوسنے مخالفت اسلام کی کی آور سراجیہ مین ہی کہ مجوس کی ٹوپی اپنے سر پر یا ہندؤن کا زنار اپنے گلے مین یا نصاری کا لباس اپنے کندہے پر رکھنے سے کافر ہوتا ہی آور فتاوی خانیہ مین ہی کہ ریشم کا ازاربند استعمال مین لانا مکروہ ہی کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اس علت اور وجہ سے معلوم ہوا کہ موبند اور سوباف ریشم کا بہی مکروہ ہی آور اسی مین ہے کہ جسنے اپنے اوپر مدت تک صوف پہننے کو واجب کیا پس اگر اوسنے بہ نیت عبادت کی تو کبہی کبہی اوسکو غیر صوف پہنا بہی جائز ہی کیونکہ اسمین قربت نہین ہی بلکہ مکروہ ہی اور اگر دستم کی نیت کی تو قسم ہی کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالے عمل کو اوسکے کہ اسی قیاس پر گدڑی وغیرہ بہی پہنا مکروہ ہی کیونکہ یہ لباس شہرت کا ہے اور اسی سے لوگون مین ممتاز ہوتا ہی واسطے طلب دنیا کے آور تفسیر کشاف مین ابوذر رضہ سے مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کہ اربعۃ من الکبائر لبس الصوف لطلب الدنیا وادعاء نسبۃ الصالحین وترک فعلھم و ذم الاغنیاء والاخذ منھم ورجل لایری الکسب یاکل من کسب الناس یعنی واسطے طلب دنیا کے صوف پہنا اور نیکون کی محبت کا دعوی کرنا اور اونکے فعل کو نہ اختیار کرنا اور مالدارون کی مذمت اور برائی کرنا اور پہر اونسے مال لینا اور خود کسب نہ کرنا اور دوسرے کے کسب سے کہانا آور لائق احتساب کے وہ شخص ہی کہ جو تصویر بنا ہوا کپڑا پہنے اسواسطے کہ وہ گویا کہ بتونکو اوٹھانے والا ہے اسیواسطے ایسے کپڑون کے ساتھ

تا زپڑ ہنا مکروہ ہی آور لائق احتساب کے وہ ذمی ہے جو لباس مین علما اور صلحا کی مشابہت
کرے اور اسکا تمام بیان باب الاحتساب علی الذمی مین مذکور ہے شرح کرخی مین ہی کہ عمرؓ
نے ایک لشکر کو گرفتار کیا اور اوسکے مال کو لوٹ لیا پھر جب حضرت پھر کر آئے تو اونکو
ریشم اور دیبا اور حریر پہنے ہوے دیکھا آپنے اوس سے منہ پھیر لیا اون لوگون نے آپ سے کہا
کہ منہ پھیرنے کی کیا وجہ ہے آپنے فرمایا کہ تم لوگ اپنے بدن سے لباس اہل نار کا نکال ڈالو اور اون
لوگون نے اوتار ڈالا پس اس حدیث نے کئی باتون پر دلالت کی آیک یہ کہ علما اور مشائخ کا
غازیون سے جبکہ وہ واپس آئین ملنا اسواسطے کہ عمرؓ نے ایسا ہی کیا تھا دوسرے یہ کہ وقت آنے کے
اپنے شہر مین واسطے دوستون کے مسافر کو زینت کرنا چاہیے کیونکہ ان لوگون نے ریشم اور
دیبا اسیواسطے پہنا تہا کہ یہ حلال ہے تیسرے یہ کہ جب کسی کو لباس ریشمی پہنے دیکھے تو اوسپر
غصہ کرے اسقدر کہ رنگ اوسکے چہرہ کا متغیر ہو جاوے چوتھے یہ کہ جب کسی کو لباس ریشمی
پہنے دیکھے اوس سے بات نہ کرے اور اوسکے سامنے ہو کر نہ بیٹھے بلکہ اوسکی طرف سے منہ پھیرے
جیساکہ حضرت عمرؓ نے منہ پھیر لیا تھا پانچوین یہ کہ غازی وغیرہ بھی حرام ہونے مین لباس ریشمی
کے برابر ہین خواہ وہ لوگ لڑائی مین ہون یا غیر لڑائی مین اسواسطے کہ حضرت عمرؓ نے انکار
کیا حالانکہ وہ غازی تھے چھٹے یہ کہ ریشم کے پہننے والیکو اوسکے اوتارنے کا حکم کرے جیساکہ
حضرت عمرؓ نے حکم کیا ساتوین یہ کہ ریشمی کپڑہ کو لباس اہل نار کا کہنا جائز ہے جیساکہ حضرت نے
کہا تھا آٹھوین یہ کہ نادانستگی سے ریشم کے پہننے سے اوسنے تعزیر کا مستحق ہوتا ہی جیسے اعراض کرنا
کیونکہ حضرت عمرؓ نے اس سے زیادہ نہ کیا تھا نوین یہ کہ جس چیز سے امام اعراض کرے
لوگ اوسکے سبب کو دریافت کرین جیساکہ اون لوگون سے حضرت عمرؓ نے دریافت کیا تھا
دسوین یہ کہ جب محتسب کسیکو حکم کرے کسی بات کے واسطے تو اوسکو مان لینا چاہیے جیساکہ
کپڑہ اوتارنے کے واسطے حکم کیا تھا اور لوگون نے اوسیوقت اوتار لیا کہتا ہو مؤلف نیک
کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ جو کچھ مذکور ہوا صرف لباس ریشمی مین تھا پس اسی پر قیاس
کرنا چاہیے ہر فعل منکر کو بسبب برابر ہونے کے علت مین شرح کرخی رح مین مذکور ہی کہ امام
ابوحنیفہ رحمہ اللہ چار انگل ریشم اور حریر وغیرہ کے پہننے مین کچھ مضائقہ نہ جانتے تھے پس مین نے کہا

کہ ٹوپی چار انگل سے بھی کم دونون طرف عرض کپڑے مین ہی تو کہا کہ یہ نہ چاہیے کیونکہ بمقدار
چار انگل کل کپڑے مین تابع ہے اسواسطے اس سے منع نہین کیا جاتا ہی لیکن ٹوپی ریشم کی
پس وہ غیر کے تابع نہین ہے اور اسیواسطے یہ مکروہ ہے واللہ اعلم

اونتالیسواں باب غیر مشروع کیطرف دیکھنے کے احتساب مین

شہادات ملتقط ناصری مین مذکور ہے کہ خلف بن ایوب رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ جو شخص
واسطے دیکھنے قدوم اور آنے امیر کے جاوے عادل نہین ہی اور خانیہ مین مذکور ہی کہ جو شخص
واسطے دیکھنے قدوم یعنی آنے امیر کے نکلے پس اگر یہ واسطے عبرت کے ہی تو عادل ہی اور اگر
واسطے لہو ولعب کے ہی تو عادل نہین ہی اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے
اپنے بستان مین کہ کسی کو دوسرے کے گھر مین بے اجازت دیکھنا نہین جائز ہی اور
دیکھنے والا گنہگار رہے پھر اگر کسی نے دیکھا اور صاحب مکان نے اوسکی آنکھ پھوڑ ڈالی
تو اسمین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ اوسپر کچھ نہین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اوسپر
تاوان ہی اور میرے نزدیک یہی اصوب ہی اور جن لوگون نے کہا ہی کہ اوسپر کچھ نہین ہے
اونھون نے طرف روایت ابو شہاب کے گمان کر کے کہا ہے کہ مروی ہی کہ ایک شخص نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان مین جھانکا اور اوسکو جھانکتے ہوئے آپنے دیکھا اور
فرمایا کہ اگر مین جانتا کہ تو میری طرف دیکھے گا تو مین تجھپر طعن کرتا اور ابو زیاد اعرج سے
اور وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ لوان امرأ اطلع علیک بغیر اذن فخذفتہ بحصاۃ ففقأت عینہ لم یکن علیک جناح یعنی اگر
کسی نے تیری طرف بغیر اجازت کے جھانکا اور تونے اوسکو کنکری ماری یہانتک کہ اوسکی
آنکھ پھوٹ گئی پس تجھپر کوئی گناہ نہین ہے اور جسنے کہا کہ اوسپر تاوان ہی تو اوسنے موافق
قول اللہ تعالی فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم کے حکم کیا اور احتمال ہی کہ اوپر
وجہ وعید کے خبر وارد ہوئی ہو نہ اوپر وجہ وجوب کے اور احتمال ہی کہ آنکھ پھوڑنے سے
مراد یہ ہے کہ پردہ کر دیا دروازہ پر کہ جو مانع ہو جاوے اوسکے دیکھنے سے گویا کہ اسطرف
دیکھنے والے کی آنکھ پھوڑ دی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال سے فرمایا

کہ اوٹھ اور اوسکی زبان کاٹ پس یہان پر اس سے مراد کچھ دینا ہی نہ اوسکی زبان کو کاٹنا حقیقت مین یہ فرمانا آپکا ایک شاعر کے حق مین تھا کہ اوسنے سوال کیا تھا پس ایسا ہی حکم یہان پر بھی ہو واللہ اعلم

چالیسوان باب پیشیون کے احتساب مین

ملتقط مین لکھا ہے کہ حنظلہ کو کہا کہ تمکو کیا ہوا جو تہ مردون کو ہاتہہ بیچنا مکروہ ہی کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اسی قیاس پر ریشم کی بنی ہوئی ٹوپی اور قبا کا بیچنا مکروہ ہی کیونکہ یہ خاص مردون کے واسطے ہین اور آدمی کو خصی کرنا حرام ہے اگرچہ وہ مملوک ہوا ور اسکا کرنے والا مستحق تعزیر کا ہی شرح طحاوی کبیر مین ہی کہ امام ابو حنیفہ رح نے خصیان کے کسب اور اونکے مالک ہونے اور اونسے خدمت لینے کو مکروہ رکھا ہے اسواسطے کہ جب لوگون کی رغبت انمین کم ہوگی تو خصی نہ کرینگے پس گویا کہ انکی کسب یا انسے خدمت لینی خصی کرنے پر اعانت کرنی ہی اور یہ مثل خصی کرنیکے ہے اور خصی کرنا حرام ہی جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لا اخصاء فی الاسلام یعنی اسلام مین خصی کرنا حرام اور قابلہ یعنی دائی ایسے علاج سے کہ جس سے خوف ساقط جنین کا ہو منع کیجاوے لیکن پہلے اس سے کہ اوسمین جان دی گئی ہو کچھ مضائقہ نہین ہے کیونکہ وہ مثل منی کے ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ مکروہ ہے اسواسطے کہ پانی کا انجام بعد واقع ہونے اوسکے رحم مین زندگی ہے یعنی مضغہ بنکر صورت جنین کی بنا کیونکہ اوسمین بعد پھونکے جانے روح کے کسیکی صنعت کی کچھ حاجت نہین ہی اور جبکہ مآل اوسکا زندگی ہی یعنی حکم اوسکا زندے کا ہوا جیسا کہ بیضہ شکار حرم مین کیونکہ جب اسمین زندگی کا مادہ ہی تو حکم اسکا شکار کا ہی یہانتک کہ اگر محرم نے اوسکو ضایع کیا تو تاوان دے بخلاف پانی مرد کے کہ اوسمین روح نہین پھونکی جاتی ہے جبتک کہ رحم مین نہ آوے اسیوجہ سے اوسپر حکم زندگی کا اطلاق نہین کیا جاسکتا ہی اور مدت ظاہر ہونے خلقت اور پھونکنے روح کی اوسمین ایکسو بیس روز ہین بموجب قول خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ یجمع خلق احدکم فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ الحدیث کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ ساتھ اس مدت کے مقدر کرنے مین بطور عموم کے بدلیل اس حدیث کے نظر ہی کیونکہ

لفظ احدکم خاص ہے پس اس بنا پر تقدیر نفخ روح کی صورت خاص میں ہوگی نہ بطریق عموم جیسا کہ اللہ تعالی کے قول میں کہ فابعثوا احدکم بورقکم اور قول اللہ تعالی کا فخذ احدنا مکانہ علاوہ اسکے اطبا ساتھ تجربہ کے اوسکے عموم سے انکار کرتے ہیں اور اسوجہ سے کہ مدت پیدایش کی مختلف ہے پس کسطرحسے مدت ظہور خلقت کی ایک ہوگی اور اسوجہ سے کہ مافی الرحم غیر معلوم ہے پس اوسکے اوصاف کیونکر معلوم ہونگے اور منجملہ اکساب کے کہ جنپر احتساب جاری کیا جاتا ہے نوحہ کرنا اور راگ گانا اور پیشہ قوالی کرنا اور شراب بنانا اور لکڑی یا چمڑے کی آلات لہو ولعب مثل باجے وغیرہ کے بنانا اور تصویر بنانا اور لبعد جہر کے ڈاڑہی مونڈنا اور واسطے مشابہت مردوں کے عورتوں کا سر مونڈنا اور وہ مشاطہ ہے جو شب زفاف میں عورتوں کے بالوں کو مردونکے بالوں میں واسطے زیادہ ہونے بالوںکے ملائے بموجب قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ لعن اللہ الواصلۃ والمستوصلۃ یعنی بال ملانے والی اور ملوانے والی پر خدا کی لعنت ہے اور تعلیم کا تعلیم کرنا واسطے شکار کرنے زندہ چڑیوں کے مکروہ ہے مگر جبکہ واسطے پکڑنے دبیج کی ہوئی چڑیونکی تعلیم کرے تو درست ہے اور امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ مصحف کا چھوٹا کرنا بحجم مینا اسطور سے کہ باریک قلم سے لکھا جاوے مکروہ ہے اور یہی قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام زفر اور امام حسن رحمہم اللہ کا ہے اور مالک بن انس رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ ہر جمعہ کو بازار سے وہ شخص نکالا جاوے کہ جو تجارت کا طریقہ نہ جانتا ہو اور فتاوی خانیہ میں ہے کہ نصاریٰ کے ہاتھ زنار کے بیچنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور مجوس کی ٹوپی مجوسکے ہاتھ بیچنے میں کیونکہ اسمین اونکی ذلت ہے اور یہی منقول ہے کہ اگر کسی نے موچی سے کہا کہ جوتہ مانند مجوس یا فاسقوں کے بنادے میں تجکو مزدوری اسکی زیادہ دونگا تو اوسکو بنانا نچاہیے اور اسیطرح درزی سے کوئی شخص واسطے کپڑہ سینے مثل فاسقوں کے حکم کرے تو اوسکو سینا نچاہیے اور کسی مسلمان کو نصاری کے کنیسہ میں مزدوری کرنا کچھ مضائقہ نہیں ہے اسواسطے کہ عین عمل میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور اگر اوسنے ناقوس یعنی سنکہ کے بجانے پر نصاری سے مزدوری لی تو نہیں جائز ہے بلکہ اپنی مزدوری دوسرے کام کے ذریعہ سے طلب کرے اور لوہار کو حکم کرنا چاہیے

کہ اپنی دوکان اور راستہ کے درمیان مین پردہ رکھے تاشرارہ اور شعلہ آگ کا لوگون
پر نہ پڑے اور فتاوی خانیہ مین مذکور ہی کہ کوئی لوہار اپنی دوکان مین جو شاہ راہ مین
واقع تھی بیٹھا اور لوہے کو آگ مین خوب گرم کرکے ہتھوڑے سو کوٹا یہانتک کہ اوسکی
چنگاری اوڑکر کسیکی آنکھہ مین پڑی اور پھوٹ گئی یا اوس سو کوئی آدمی مرگیا یا کسی کا کپڑا
جلگیا یا کوئی چارپایہ مرگیا تو اوسکا تاوان جو مال اور جانور سے تلف ہوا ہی لوہار کے مال
سے لینا چاہیے اور دیت مقتول اور آنکھہ کی اوسکے عاقلہ پر ہی کیونکہ وہ شرارہ جو لوہے
سے بسبب ضرب اور کوٹنے کے اوڑا ہی مثل جنایت ہاتھہ کے ہی نہ ارادہ سے اور دودہ
بیچنے والے پر احتساب کرنا چاہیے جبکہ وہ دودہ مین پانی ملاکر بیچے کیونکہ یہ خیانت ہے
اور حدیث مین ہی کہ من غش فلیس منی یعنی جسنے خیانت کی وہ مجھسے نہین ہی اور سیر الاتقیا
مین ہی کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ مین ایک عورت دودہ بیچتی تھی آپنے اوسکو بلاکر اوس سو دریافت فرمایا
کہ تو دودہ مین پانی ملاتی ہی یا نہین اور اسپر قسم کھاسکتی ہی اوسنے اس سو انکار کیا اور جھوٹی
قسم کھائی اتنے مین اوسکی لڑکی نے کہا کہ اے ماں کیون خیانت کرتی ہی اور جھوٹی قسم کھاتی ہی
کیا تو دودہ مین پانی نہین ملاتی پس عمرؓ نے اوسکو تادیب دی اور اپنے لڑکے عاصم سے کہا
کہ تو اس لڑکی سو نکاح کرلے یہین تیری بہتری ہی اونھونے نکاح کرلیا انہین کی نسل سے عمر
عبدالعزیزؒ تھے اور انہین کو خلافت اونسے منتقل ہوئی یہ ایک اولیاء اللہ
مین سے تھے انکی مناقب کتابون مین مسطور ہے پس اس روایت سے کے
بیان کرنے مین چند فائدہ ہین ایک یہ کہ محتسب کو چاہیے کہ بازار مین پھرے جیسا کہ عمرؓ پھرتے
تھے اور اوس عورت سے ملے تھے دوسرے یہ کہ محتسب کو چوری کا حال دریافت کرنا
بغیر خبر دینے اوسکے جائز ہے کیونکہ عمرؓ نے اوسکا حال پوچھا تھا پھر اگر کہا جاوے کہ
بموجب قول تعالیٰ لاتجسسوا کے جائز نہین ہی کیونکہ یہ تجسس ہے تو ہم کہتے ہین کہ تجسس کرنا خبر کا طلب کرنا ہی
واسطے جدائی اور ایذا کے اور خبر کا طلب کرنا واسطے امر معروف اور نہی عن المنکر کے
ایسا نہین ہی بلکہ واسطے خیر اور منفعت کے ہی کیونکہ یہ غیر داخل ہی باعتبار لغت کے واللہ
اعلم تیسرے یہ کہ بازاری اوسوقت مین بھی جھوٹے اور خائن تھے جیسا کہ یہ عورت تھی

تو کیا حال ہوگا میرے زمانہ مین جو تھے کہ محتسب بازاریون کو ساتھ خصم کے ڈراوے جیسا
کہ عمر رض نے اوس عورت کو خصم کہلائی تھی اور آگے مین یہ کہ اولاد کا منع کرنا اپنے والدین کو خیانت
اور جھوٹ سے جائز ہے جیسا کہ اسکی بیٹی نے اوسکو منع کیا تھا اور یہ کہ اولاد کا محتسب کو خبر دینا
اپنے والدین کی معصیت سے جائز ہے جبکہ اپنے والدین کو وعظ اور نصیحت سے باز رہتے
ہوئے نہ دیکھے جیسا کہ اوس لڑکی نے اپنی والدین کی معصیت سے حضرت عمرؓ کو خبردار کر دیا تھا
پس اگر یہ جائز نہ ہوتا تو اوسکو حضرت عمرؓ منع فرماتے ساتوین یہ کہ محتسب جب خیانت پر
آگاہ اور خبردار ہو جاوے تو ادب دینا خیانت کرنے والے کو جائز ہے جیسا کہ عمرؓ نے
اوس عورت کو اوسکی خیانت پر ادب دیا آٹھوین یہ کہ عورت اپنی خیانت پر ادب دیجاوے
جیسا کہ مرد ادب دیا جاتا ہے بسبب اشتراک کے معصیت مین جو موجب تعزیر اور تادیب کے
ہے نوین یہ کہ جب کوئی ساتھ حق کے خلاف عادت بات کرے تو یہ دلیل ہے اوسکی اخلاق
کے بہتر ہونے پر کیونکہ اوسنے اپنے بچپن ہی مین خلاف طبیعت کے کیا اور جو اوسکا ہنستا
اور مستی کہ اوسکی طبیعت اوسکو چھوڑ دی اور باوجود قلت عقل کے اللہ تعالی کی رضامندی
اور خوشنودی کو مقدم رکھا اور اسبات پر تنبیہ ہے کہ اپنی عمر مین ساتھ کمال عقل کے ہدایت پاویگا
اسیواسطے حضرت عمرؓ نے اپنے فرزند عاصم کو حکم کیا کہ اس لڑکی سے نکاح کر لے دسوین
یہ کہ نکاح کرنے مین منظور اور مقصود بہتری دین کی ہے نہ حرفہ یعنی پیشہ اور شرافت جیسا
کہ اسپر یہ دال ہے کہ حضرت عمر باوجود قریشی اور امیر المؤمنین ہونے کے اپنے لڑکے کو
واسطے نکاح کے بازاری لڑکی سے حکم کیا جو دودھ کی بیچنے والی تھی گیارھوین عمر رض
کی فراست اور دانائی کہ اوسکی نسل سے عمر بن عبد العزیز سا عقلمند آدمی پیدا ہوا بارھوین
اپنے والدین کی اولاد کو اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اپنی عقل کی متابعت سے اولی
ہے جیسا کہ عاصم نے اپنے والد کی اطاعت کی اور اسوجہ سے اونکی نسل مین برکت دیکھی
اور یہ تمام حکایت کفایہ شعبی کے نماز جنازے کے بیان مین
مذکور ہے اور احتکار اور تلقی یعنی غلہ خریدنا اور بند کرنا ایسے موضع مین کہ اوسکے مالک کو
نقصان کرتا ہو مگر وہ ہے اسواسطے کہ احتکار اور تلقی اوپر اوس حالت کے محمول ہے جو کہ

اوسکے اہل کو ضرر کرے اور اہل حرب اور اہل فتنہ اور لشکر فتنہ مین ہتیار بیچنا اوسواسطے منع ہی گویا کہ
اونکو واسطے فساد کے مدد اور اعانت کرتا ہی اور نوالم الملتقط ناصری مین ہی کہ رات کو
پرندو نکا شکار حلال ہی لیکن جو حدیث کہ اسکی نہی مین وارد ہوئی ہی بسبب شفقت کے ہی
کیونکہ اللہ تعالی نے مطلق شکار کو حلال فرمایا ہی اور شہادات الملتقط مین ہی کہ جب کوئی بازار
نخاس کا مکاتبہ پر لیوے تو جو کوئی کہ اوس کاغذ پر گواہی لکھے ملعون ہی اور اسیطرح سے
اگر اقرار دراہم پر گواہی دین باوجود جاننے سبب کے لیکن اگر ساتھہ نادانستگی سبب کی گواہی
دی تو جائز ہے اور اسمین ہی کہ اوس شخص کی شہادت قبول نکیجاوے جو گانے والیکی
تبعیت کرتا ہی **مسئلہ** جانورون کے ذریعہ سے غلہ پیسنا جائز ہے یا نہین **جواب**
شریعۃ الاسلام مین مذکور ہی کہ گیہون اور جو کا پیسنا ہاتھہ سے جائز ہی نہ جانورون سے
اور فقیہ نے اپنی بستان مین ذکر کیا ہی کہ تاجر کو واسطے رواج اپنے سامان کے قسم کھانا
مکروہ ہی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑہنا وقت پیش کرنے اپنے
اسباب اور سامان کے اسطرحپر کہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سامان کیا اچھا ہی مکروہ ہے
بخلاف اسکے کہ درود پڑہے واسطے تجوید اپنے کلام کے اسواسطے کہ بیچنے والا ساتھہ درود
کے حصہ دنیوی حاصل کرتا ہی اور یاد کرنے والا ایسا نہین ہی اور سیر ذخیرہ کی کلمات
کفر مین مذکور ہے کہ کہنا کسیکا کہ ہم ایسا کام کرین کہ جسکے آزادی کو کہا نہین خطا ہی اور جس شخص نے اپنے
کسب سے اپنی روزی دیکھی اور کہا کہ جبتک فلان شخص قائم ہے یا کہا کہ جبتک میرا بازو مین قوت ہی
میری روزی کم ہوگی تو بعضون نے کہا ہی کہ یہ کہنا کفر ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اسمین خوف
کفر کا ہی اور اسمین ہی کہ جسوقت کسی نے کہا کہ روزی اللہ کیطرف سے ہی لیکن بندہ کو
کوشش چاہئی تو اسمین کہا گیا ہی کہ یہ کہنا شرک ہی کیونکہ بندہ کی حرکت بھی اللہ ہی کیطرف سے ہی
اور یہ رزق کو حرکت سے جانتا ہی اور جو کوئی عیب دار چیز کو جانکر بیچنا چاہے تو اوسکو
لازم ہی کہ اوسکے عیب سے خریدار کو آگاہ کردے اور اگر آگاہ نہ کیا تو کہا گیا ہے کہ فاسق
اور مردود الشہادت ہوتا ہی لیکن اصح یہ ہی کہ وہ مردود الشہادت نہین ہوتا ہی کیونکہ
یہ گناہ صغیرہ ہی فتاوی خانیہ کے باب خیار العیوب مین مذکور ہی کہ صحیح بخاری مین سعید

ابن ابو الحسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ فرمایا کنت عند ابن عباس رض اذ اتاہ رجل فقال
یا ابن عباس انی انسان انما معیشتی من صنعۃ یدی وانی اصنع ہذا التصاویر فقال ابن عباس
لا احدثک الا ما سمعت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمعتہ یقول من صور صورۃ
فان اللہ تعالیٰ یعذبہ حتی ینفخ فیہا الروح ولیس بنافخ فیہا ابدا فربی الرجل ربوۃ شدیدۃ واصفر
وجہہ فقال ویحک ان ابیت الا ان تصنع فعلیک بہذا الشجر وکل شیء لیس فیہ الروح یعنی میں
نزدیک ابن عباس رض کے کھڑا تھا کہ ایک شخص اونکے پاس آیا اور کہا کہ ای فلان
میں ایک آدمی ہوں اور اپنے ہاتھ سے یہ تصویریں بنا کر وجہ کفاف اور معاش کی
کرتا ہوں پس یہ سنتے ہی حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ میں ایسے آدمی سے نہیں باتیں
کرتا اور بولتا ہوں مگر وہ جو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی ہی کہ فرماتے
تھے کہ جو کوئی تصویر بناتا ہے اللہ تعالیٰ اوسکو اپنے عذاب میں گرفتار کرتا ہی تاکہ وہ
اوسمیں روح پھونکے اور جان دے وہ شخص روح تو پھونک نہ سکیگا مگر عذاب خدا میں مبتلا
رہیگا پس اوس شخص نے ٹھنڈی سانس لی اور چہرہ اوسکا زرد ہوگیا پھر فرمایا کہ اگر
تو نے میرے کہنے کو نہ مانا تو جس چیز میں کہ روح اور جان نہیں ہی اوسکی تصویر بنا کر وجہ
معاش کرآور منجملہ اوسکے جو اسکے ساتھ متصل ہی حق مسلمانوں کا داخل کرنا دار الحرب میں
ہی امام محمد رح نے کہا ہی کہ مسلمان طرف اہل حرب کے جو چیز چاہے لیجا دیں مگر گھوڑا اور ہتھیار
نہ لیجاویں اور اسکا بیان انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آئے گا آور اسیطرح کوئی چیز محبوب تر
اونکی طرف نہ لیجانا چاہیے کیونکہ مسلمان مشرکین سے دور رہنے کے لیے مامور ہیں قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تستضیئوا بنار المشرکین یعنی مشرکوں کی آگ سے تم لوگ
روشنی نہ حاصل کرو وقال علیہ السلام انا بریء من کل مسلم مع مشرک یعنی جو مسلمان کہ مشرک
کا ساتھی ہی اوس سے میں بیزار اور جدا ہوں آور اونکی طرف واسطے تجارت کے اسباب
اور سامان لیجانا ایک طرح سے اونکی اعانت کرنی ہی پس بہتر یہ ہی کہ ایسا نہ کرے آور ابراہیم
اور عطاء بن رباح اور عمر بن العزیز رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ کھانا اور کپڑا لیجانے میں کچھ
مضائقہ نہیں ہی جیسا کہ مروی ہی کہ ان عامۃ اہلم فی زمن النبی صلعم یقطع المیرۃ عن اہل مکۃ۔

وکانوا لیمتارون منہا فکتبوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسالونہ ان یاذن لہم فی حمل الطعام الیہم فاذن لہ فی ذلک واہل مکہ کانوا یومئذ حرباً لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس اس سے
مین نے معلوم کیا کہ اسمین کچھ مضایقہ نہین ہی اسواسطے کہ مسلمانون کو اکثر بعضی چیزون کی
جو اونکی ملک مین ہوتی ہین احتیاج پڑتی ہی اور جبکہ ہمنے اونکو اوس چیز سے منع کیا جو کہ
میرے ملک مین ہوتی ہی تو وہ لوگ مجکو لامحالہ اپنے ملک کی چیزون سے منع کرین گے
بس اس امر کو ضروری جانکر مسلمانونکو اوسمین رخصت دی گئی ہی لیکن گھوڑا اور ہتیار پس
اسواسطے کہ وہ لوگ اسکے ساتھ مسلمانون سے لڑنے کے لیے قوت پاتے ہین اور ہم اونکی شوکت
کے توڑنے سکے لیے مامور ہین شیخ الامام شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے سیر کبیر مین کہا ہی
کہ گھوڑون سے مراد گھوڑا اور خچر اور گدہا اور بیل ہین کہ جنپر اسباب لادا جاتا ہی اور ہتیار
سے وہ ہتیار مراد ہین کہ جو واسطے لڑائی کے تیار کیا جاوے خواہ لڑائی مین استعمال کیا جاتا ہو
یا نہین اور جنس ہتیار مین چھوٹی بڑی سب چیز داخل ہی یہانتک کہ سوئی بھی اور مسئلہ
کراہت حمل مین برابر ہی جیسے لوہا کہ اصل ہتیار کی ہی اور ریشم اور دیبا اور قز جو کہ غیر معمول ہی
اسکا پہونچانا اونکی طرف مکروہ ہی اسواسطے کہ لڑائی مین اس سے قوت حاصل کیجاتی ہے
بخلاف کپڑے باریک ریشمی کے حاصل کلام یہ ہی کہ جو چیز کہ بجنسہ ہتیار نہو لیکن اوس سے اکثر
ہتیار ہی بنایا جاتا ہو تو اوسکو کفار کے ملک مین پہونچانا حلال نہین ہی اسواسطے کہ حکم اوپر
غالب اور اکثر کے ہوتا ہی اور روئی اور کپڑے کے داخل کرنے مین کچھ مضایقہ نہین ہی
اسواسطے کہ اکثر استعمال اسکا لباس ہی مین ہوتا ہی نہ قتال مین اور اگر یہ غالب ہو کہ یہ
لوگ روئی دار جلیتہ پہنکر لڑتے ہین تو اسکو بھی داخل نہ کرنا چاہیے اور کرگس زندہ یا مذبوح کا
معہ بازو اور پر کے داخل کرنا حلال نہین ہی اسواسطے کہ اسمین قرینہ غالب ہی کہ یہ لوگ
اوسکے پرون کو تیر مین ڈالتے ہین اور اسیطرح سے عقاب بھی اور جبکہ مسلمان دار الحرب
مین ساتھ امان کے واسطے تجارت کے جانے کا قصد کرین اور اسکے ساتھ گھوڑے
اور ہتیار بھی ہون لیکن انکا بیچنا اونکے ہاتھ منظور نہین ہی تو نہ منع کیے جاوین لیکن اگر
انہین سے کسی چیز کے ساتھ متہم ہو تو اوس سے اوسکے نہ بیچنے کا حلف لے لیا جاوے

مگر ضرورت سے اور اوسکو جانیکی اجازت دیجاوے اور اسیطرح سے جب وہ دریا کی راہ سے کشتی مین اسباب رکھکر لیجاتا جاہے اسواسطے کہ وہ بھی ایک ایسا امر کب ہی کہ جسکے ساتھ لڑائی پر قوت حاصل کیجاسکتی ہے لیکن ذمی بس جبکہ یہ ساتھہ امان کے مسلمانوںکے ملک مین جاتا ہین اور ساتھہ انکے گھوڑا گدھا بیل ہتیار وغیرہ بھی ہو تو اسسے بھی ان چیزون کے نہ بیچنے کا حلف لیا جاوے مگر بضرورت اور بعد حلف کے جانیکی اجازت دیجاوے کیونکہ انکا دین انکو نفع پہونچانے پر آمادہ کرتا ہے بخلاف مسلمانونکے کہ انکا دین انکو اسبات سے مانع ہے اور حربی مستامن ان سب سے منع کیا جاوے کیونکہ وہ اہل دار الحرب سے ہی اور اسواسطے کہ وہ دار الحرب مین جاکر رہجاویگا اور مسلمانون سے لڑیگا اور قوت پاویگا مگر جبکہ وہ کرایہ والا ہو کہ مسلمانون یا ذمیون سے تلوار یا جانور لیجاتا ہو تو منع نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ ظاہر ہی کہ یہ اپنے واسطے کرایہ حاصل کرنا چاہتا ہی اور وہ اوسیطور سے آویگا جسطور سے جاتا ہی اور جبکہ اہل حرب ایسے لوگ ہون کہ جب سوداگر اونکے پاس کوئی چیز لیکر جاتا ہے تو اونکو واپس نہین آنے دیتے یہانتک کہ اوس سے سب چیزین لے لیتے ہین اور اوسکی قیمت دیدیتے ہین تو مسلمان اور ذمی ہتیار اور گھوڑا لیجانے سے منع کیے جاوین بسبب نہونے چیزون ضروری اسکے بخلاف خچر اور گدہے اور بیل اور اونٹ کے کہ انکے واسطے سواری اور باربرداری کی ضرورت ہوتی ہی تو بقدر ما یحتاج الیہ کے اس سے منع نکیا جاوے اور یہ استحسان ہی اور قیاساً ان سب سے منع کیا جاوے کیونکہ اسمین اہل حرب کی قوت ہی اور اسکے واسطے کسی صورت سے رخصت نہین ہی اور وجہ استحسان کی یہ ہے کہ سوداگر کو اپنی پیٹھہ پر اسباب لیجانا غیر ممکن ہے اور تجارت ضروری ہی اسواسطے اسمین رخصت دی گئی ہی اور اسیطرح سے سیر ذخیرہ مین منقول ہے واللہ اعلم

اکتالیسواں باب غلامون کے احتساب مین

آدمی کو لوہے کا طوق غلام کی گردن مین ڈالنا مکروہ ہے اور قید کرنا اوسکا مکروہ نہین ہی اسواسطے کہ طوق مثلہ ہی اور قید عقوبت ہی اور مثلہ منہی ہی اور عقوبت اوسکے اہل پر مستحسن ہے

جیسا کہ واسطے ادب کے مارنا ہی شرح کرخی مین مذکور ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خادم
آتش پرست تھے اور وہ لوگ انکے گھر مین جاتے تھے کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالے
اوسکے عمل کو کہ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ کافرون سے خدمت لینا مکروہ نہین ہی
خواہ وہ مملوک ہون یا مزدور اور شہادات ملتقط مین ہی کہ جو کوئی اپنے مملوک یا اپنے اہل کو
ہر وقت گالی دیا کرتا ہی یہانتک کہ اوسکی یہی عادت ہوگئی ہی تو شہادت اور گواہی اوسکی
مقبول نہین ہوگی اور اگر کبھی کبھی ہو تو مقبول ہوگی یعنی یہ حکم قذف سے کم مین ہی لیکن قذف
پس اوس سے عدالت ساقط ہو جاتی ہی اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ نے تنبیہ الغافلین
مین ذکر کیا ہے کہ عامر شعبی نے کہا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین سے کسی بزرگ نے
اہل بیت سے واسطے پینے کے پانی طلب کیا تو اہل بیت نے اپنے خادمہ کو بلایا اوسنے
آنے مین سستی کی پس اوسکو گالی دی یعنی نسبت زنا کی پس پانی کے مانگنے والے نے
کہا کہ کیا تم اس روز قیامت مین خدمت نہ لوگے یا اوسپر چار گواہ نہ قائم کروگے کہ وہ لوگ
تمپر گواہی دین کہ تمنے فلان کو ایسا کہا پس اہل بیت نے سنکر اوس خادمہ کو آزاد کر دیا پس
صحابہ نے کہا کہ قریب ہی کہ یہ تمہارے کہنے کا کفارہ ہو اور جنایات ذخیرہ مین مذکور ہی
کہ چوٹی کا رکھنا غلام اور بچہ کو حرام ہی اور یہی ہمارے اصحاب رحمہم اللہ سے بھی مروی
ہی کیونکہ چوٹی رکھنا بسبب امید ہی فساد کے ہوتا ہی اور اسی بنا پر یہ ہی کہ اگر کسی نے کسی
غلام کی چوٹی کاٹ ڈالی اور اوسکی جگہ سپید رہی تو اوسکو نقصان لازم ہی اور اس صورت
مین اوسکے نقصان پہچاننے کا طریقہ یہ نہین ہی کہ قیمت کا تفرقہ درمیان غلام چوٹی دار
اور غیر چوٹی دار کے کرے بلکہ یہ ہی کہ اوس غلام کی قیمت کو دیکھے کہ جسکے بال اوگنے ثابت
ہو اور اوسکی کہ جسکے بال نہون کیونکہ چوٹی رکھنا حرام ہے اور وجہ حرام کی شرعاً معتبر نہین
ہی اور اسی سبب سے کہا گیا ہی کہ جب بال نکلین نہ چوٹی تو مونڈنے والے پر کچھ گناہ نہین ہی
اور طوق ڈالنا لوہے کا غلام اور چھوکری کے گلے مین مکروہ ہے اور یہان پر لوہے کے
طوق سے وہ طوق مراد ہی کہ جو حرکت دینے سے سر کے مانع ہو کیونکہ یہ عادت ظالمون کی
ہی اور اس واسطے کہ یہ عقوبت اہل نار کی ہی اور جامع صغیر خانی مین ہی کہ یہ حکم اونکے زمانہ کا

کر بھاگنا کم تھا لیکن ہمارے زمانے مین پس کچھ مضائقہ نہین ہی بسبب غلبہ اور کثرت
بھاگنے کے خاصکر ہندوستان مین مسئلہ اپنے مولی سے غلام کو تاوان مانگنا جائز ہی
یا نہین جبکہ اوسکا مولی اوسکو مارے جواب جائز ہی فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے تنبیہ
مین ذکر کیا ہی کہ ابو ذر رحمہ اللہ نے اپنے غلام کے منہ پر طمانچہ مارا اور اونے سامنے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونسے تاوان چاہا تو آپنے فرمایا کہ مسلمانون کے منہ پر
تم نہ مارو اور تم انکو وہی کھلاؤ جو کچھ کہ تم کھاتے ہو اور پہناؤ جو کچھ کہ تم پہنتے ہو اور اگر
وہ خود بکنا چاہین تو تم اونکو بیچو اور ملتقط ناصری مین ہی کہ جب مولی اپنے غلام کے ساتھ
برائی کرے اور وہ قاضی کے پاس نالش کرے اور ہمسایہ واسطے اوسکی شہادت دین
تو اوسکا مالک اوسکے بیچنے پر مجبور نہ کیا جاوے بلکہ وہ اوسکی برائی سے منع کیا جاوے
پھر اگر اونے برائی کی تو ساتھ مارنے اور قید کرنے کے ادب دیا جاوے جیسا کہ
امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے واللہ اعلم۔

بیالیسوان باب مُردون کے مسائل مین

مسئلہ بعوض نہلانیکے غسال کو مزدوری نہ دینا چاہی لیکن میت کا اوٹھانا اور قبر کا کھودنا
اور اوسکا دفن کرنا پس اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی کیونکہ اول واسطے طلب ثواب کے ہوا اور دوسرا
ایسا نہین ہی اور قدوری نے ذکر کیا ہی کہ اگر مردہ ایسے جگہ ہو کہ وہان پر کوئی غسل دینے
والا یا اوٹھانے والا بجز انکے نہین ہی تو اونکے واسطے کچھ مزدوری نہین اور اگر سوای انکے
دوسرا بھی موجود ہی تو اونکو مزدوری دینا چاہیے مسئلہ نزدیک جنازہ کے آواز بلند
کرنا مکروہ ہی اور اسکی تفسیر مین چند احتمال ہین پس بعض احتمال یہ ہی کہ مراد اس سے نوحہ اور
کپڑا پھاڑنا اور منہ نوچنا ہے اور یہ سب مکروہ ہی اور بعض احتمال یہ ہی کہ اس سے یہ مراد ہی
کہ بعد جمع ہونے لوگون کے واسطے نماز کے آدمی کھڑے ہون یا واسطے میت کے دعا
کرین اور آواز کو بلند کرین اور یہ مکروہ ہی کیونکہ دعا مین اخفا سنت ہی نہ جہر اور اسی
عبث سے ظاہر ہوا کہ مرثیہ کہنا جو ہمارے ملک مین معمول ہی مکروہ ہی کیونکہ اسمین میت کی
تعریف کا مبالغہ ہی اور دعا مین جہر کرنا ہی اور احتمال ہی کہ اس سے یہ مراد ہو کہ جیسے زمانہ جاہلیت مین

ایسے لوگ تھے کہ وقت جنازہ کے میت کی مدح حد سے زیادہ کرتے تھے یہانتک کہ وہ سب
محال اور جھوٹ ہوتا تھا لیکن اصل تعریف اور مدح مکروہ نہین ہی جیسا کہ اسپر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کا دال ہی ابو ردا کے حق مین جبکہ وہ شہید ہوے کہ کان اولنا نصولا و آخرنا
نقولا و کان یصلی الصلوۃ لوقتہا فصول کے معنی سب سے پہلے واسطے جہاد کے نکلنا اور مستحب
ہی کیونکہ یہ طرف عبادت کے شتابی اور جلدی کرنا ہی اور نقول کے معنی جہاد سے لوٹنا
ہی اور یہ بھی مستحب ہی کیونکہ یہ دلیل ہی نہایت رغبت کی جہاد پر اور وقت پر نماز پڑھنی تھی
یہ بھی صفت مدح ہی کیونکہ یہ نماز کی محافظت ہی پس معلوم ہوا کہ میت کی مدح کرنی اسطرح جائز
ہی لیکن وہ مدح کہ جو میت کے افعال سے خارج ہو اور حد شرع سے گذر جاوے حرام ہی
مسئلہ میت اور مقتول کو اوس قوم کی قبر مین دفن کرنا کہ جسمین وہ مرا ہی مستحب ہی اور
ایک دو میل میت کو نقل کرکے لیجانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اس سے زیادہ کے
واسطے مکروہ کہا گیا ہی اور اسیطرف سرخسی رحمہ اللہ نے بھی میل کیا ہی اور بعضون نے کہا ہی
کہ مکروہ نہین ہی مسئلہ قبر پر سبز اوگے ہوئے کانٹے یا گھاس کو کاٹنا مکروہ ہی اور اگر خشک
ہو تو مکروہ نہین ہی کیونکہ وہ اپنی سبزی کے زمانہ مین اللہ تعالی کی تسبیح اور تہلیل مین مشغول
رہتی ہی اور اہل قبور کو اوس سے انس ہوتا ہی اور وصایا ملتقط مین ہی کہ جو چیز مثل
کپڑے وغیرہ کے نیچے میت کے قبر مین ڈالی جاتی ہی اوسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اوسی
مین ہی کہ قاری کا ٹھہرانا نزدیک قبر کو واسطے قرأت کے بدعت ہی مسئلہ واسطے تعمیر باپ کی قبر کے
چونہ کاری سے وصیت کرنا جائز ہی اگر یہ نیت مضبوطی کے ہو اور اگر واسطے زینت کے
ہو تو جائز نہین ہی اور ابو القاسم رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ جو شخص ان باتون کی وصیت
کرے کہ میری قبر مٹی سے بنائی جاوے یا اوسپر قبہ بنایا جاوے یا کسی کو کچھ دیا جاوے
کہ وہ میری قبر پر ہمیشہ پڑہا کرے تو یہ وصیت باطل ہے مسئلہ اہل ذمہ جبکہ اپنی زمین
مملوک کو مقبرہ قرار دین تو اس سے منع نہ کیے جاوین کیونکہ یہ انکی ملک ہی اسمین انکو
تصرف کرنا جسطرح سے چاہین جائز ہے اور تفصیل اسکی باب احتساب اہل ذمہ مین ہے
اور فتاوی خانیہ مین ہی کہ جب عورت حاملہ مرجاوے اور اوسکو کوئی خواب مین دیکھ کر

کہ کہتی ہی کہ مین بچہ جنی ہون تو اوسکی قبر کو کھولنا چاہیے مسئلہ ظہیریہ مین مذکور ہی کہ اہل مصیبت
کو تین دن اپنے گھر مین بیٹھنا کچہ مضائقہ نہین ہی لیکن ترک کرنا افضل ہی اور محیط مین ہی کہ
گھر کے دروازے پر بیٹھنا مکروہ ہی کیونکہ یہ عمل اہل جاہلیت کا ہی اور اس سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہی اور جو رواج کہ عجم مین مشہور ہی بُرا ہی یعنی شاہراہ مین
فرش بچھا کر بیٹھنا چاہیے اسواسطے کہ یہ تمام بُرائیون سے زیادہ بُرا ہی اور قبر کے ہموار
اور برابر کر دینے مین احتساب کیا جاوے کیونکہ یہ عادت بعض جاہلون کی ہی اور ہمارے
مذہب مین قبر کو ماہی پشت کرنا سنت ہی اور میت کو ایکدو میل نقل کرکے لیجانے مین
کچہ مضائقہ نہین ہی لیکن اسپر زیادتی کرنا مکروہ ہی اور خانیہ مین مذکور ہی کہ جب کوئی شخص
مرجاوے تو اوسکے مرنے سے اہل برادری و قرابت کو خبردار کرنے مین کچہ مضائقہ
نہین ہی اور واسطے جنازے کے بازارون مین پکارنا مکروہ ہی اور جامع صغیر خانی
مین ہی کہ بعضے متاخرین نے بازارون مین پکارنا اچھا جانا ہی تاکہ لوگ واسطے نماز
کے رغبت کرین لیکن اول اصح ہی اور خانیہ مین ہی کہ میت کے غسل دینے والے کو
طہارت سے رہنا چاہیے اور عورت حیض یا نفاس والی کو غسل دینا مکروہ ہی اور جنازہ
اوٹھانے کے وقت واسطے ذکر کے آواز بلند کرنا مکروہ ہی اور ابراہیم رحمہ اللہ سے مروی
ہی کہ جنازے کے ساتھ چلتے وقت لوگون سے یہ کہنا کہ استغفروا لہ غفر اللہ لکم مکروہ ہے یعنی
تم لوگ واسطے میت کے خدا سے بخشش چاہو اللہ تعالی تم لوگون کو بھی بخش دیگا اور وقت
دیکھنے جنازے کے آدمیون کو کھڑا ہونا مکروہ ہے اور یہی صحیح ہی کیونکہ یہ حکم پہلے تہا کہ
جسوقت تملوگ جنازہ دیکھو کھڑے ہو جاؤ پہر یہ منسوخ ہو گیا اور قبر مین پختہ اینٹ کا لگانا
مکروہ ہی جبکہ میت سے متصل ہو لیکن اوسکے ماسوی مین کچہ مضائقہ نہین ہی اور بعد دفن
کرنے میت کے پہر اوسکو قبر سے نکالنا مکروہ ہی مگر جسوقت کہ وہ زمین غصب کی ہو یا شفعہ
سے لیجاوے لیکن جسوقت کہ قبر مین کوئی چیز چھوٹ جاوے اور بعد مٹی ڈالنے کے
معلوم ہو تو پہر قبر کے کھولنے مین کچہ مضائقہ نہین ہی اور مقتول یا میت کو اوسی مقام مین
دفن کرنا جس جگہ کہ وہ مرا ہی یا شہید ہوا ہی مستحب ہی اگرچہ وہ کسی دوسرے کا مقبرہ ہو

اور اگر قبل دفن کرنے کے ایکدو میل نقل کرکے لیگئے تو کچھ مضائقہ نہیں ہی اور محیط میں ہے اگر وہ غیر شہر مین مرا تو اوسی شہر مین اوسکو دفن کرنا مستحب ہی اور اگر دوسرے شہر کیطرف نقل کیا گیا تو کچھ حرج نہیں ہی کیونکہ مروی ہی کہ یعقوب علیہ السلام نے مصر مین وفات پائی اور شام مین دفن کیے گئے اور سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے ضیعہ مین وفات پائی اور بعد دفن کے مدینہ طیبہ کیطرف نقل کیے گئے اور بعد مدت کے میت کو اپنی قبر سے نکالنا منع ہے مگر ساتھ عذر کے اور عذر کو ہم اوپر بیان کرچکے ہین شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ یہ قول امام محمد رحمہ اللہ کا ہی کہ لا باس بنقل المیت قدر میل او میلین لان النقل من بلد الی بلد مکروہ یعنی ایکدو میل میت کو نقل کرکے لیجانا مکروہ نہین ہی اسواسطے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر مین لیجانا مکروہ ہی مسئلہ ایک عورت کا بیٹا غیر شہر مین مرگیا اور وہان پر وہ دفن کیا گیا پس جبکہ وہ آئی تو اوسکی قبر کو کھولکر اپنے شہر مین لیجانا چاہا تو آیا اوسکو قبر کھولکر لیجانا جائز ہے یا نہین جواب خانیہ مین مذکور ہی کہ بعد دفن کر دینے کے اوسکو لیجانا نہین جائز ہی اور کتاب الوقف کی فصل رباط او مقابر مین ہی کہ بعد دفن ہونے میت کے بغیر عذر قبر سے نہ نکالا جاوے جیسا کہ اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین زمین دار الحرب مین دفن کیے گئے اور پھر وہان سے نقل نہ کیے گئے اور نہ نکالے گئے اور محیط مین ہی کہ میت کو دفن کرنا ساتھ ہتیار اور پوستین اور چمڑے اور موزے اور ٹوپی وغیرہ کے مکروہ ہی اور عمر سے مروی ہی کہ کفن المرأۃ فی خمسۃ اثواب والرجل فی ثلثۃ اثواب لا تعدوا ان اللہ لا یحب المعتدین یعنی عورتین ساتھ پانچ کپڑون کے اور مرد ساتھ تین کپڑون کے کفنائے جاوین اور اسپر تملوگ زیادتی نہ کرو اور حد سے نہ گذرو اسواسطے کہ اللہ تعالی زیادتی کرنے والے اور حد سے گذرنے والے کو دوست نہین رکھتا ہی اور ہدایہ مین خنثی کے کفن کے بیان مین ہی کہ لڑکی ساتھ پانچ کپڑون کے کفنائی جاوے کیونکہ اگر وہ عورت ہی تو سنت قائم ہوئی اور اگر مرد ہے تو تین پر زیادتی ہوئی اور اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اور بہتر خرقہ جو تون مین یعنی تہبند مین یہ ہی کہ وہ سینے سے زانو تک ہو تا کہ بخوبی پردہ ہو جاوے اور بجز زعفران اور ورس کے تمام خوشبوؤن سے مرد کے

کفن کو بساہنے مین کچہ مضائقہ نہین ہی اور مرد کو حریر یا ریشم یا کسنبہ کے رنگے ہوئے کپڑو
مین دفن کرنا مکروہ ہی لیکن عورت کو نہین دفن کرنا جائز ہی مسئلہ جو شخص کہ مرجاوے اور
اوسکے پاس کچہ نہو تو لوگون سے اوسکی تجہیز اور تکفین کے لئے درخواست کرنا چاہیے کیونکہ
اگر لوگ اسپر قادر نہون تو فقط واسطے کفن کے کپڑے کے درخواست کرنا چاہئے کیونکہ وہ
اپنے واسطے سوال پر قادر نہین ہی بخلاف زندہ کے کہ یہ اپنے نفس پر قادر ہی اور سوال کا
محتاج نہین ہی اور سب آدمیون سے گذر کرکے جنازہ کو نکال لیجانا مکروہ ہی اور اگر بعضے
آدمی اوسکے سامنے ہین اور بعضے پیچھے تو جائز ہی اور سواری پر ہونا ہمراہ جنازہ کے کچہ مضائقہ
نہین ہی جبکہ وہ جنازے سے دور ہو لیکن جبکہ قریب ہو تو مکروہ ہی کیونکہ اتباع جنازے
مین راستہ چلنا بطریق تذلل و تواضع کے ہی نہ بطریق تکبر کے اور جنازے کے ساتھ آگ نہ لیجانا چاہیے
شرح طحاوی کے وصایا مین مذکور ہی کہ کفن کا خریدنا امور طلب ثواب سے ہے کیا تو نے
نہین دیکھا کہ جب میت نے کسیکو وصیت نہ کی اور اوسکا کوئی وارث بھی نہین ہی تو اوسکے
اصحاب کو اوسکا مال بیچکر اوسکے واسطے کفن خرید کرنا جائز ہی مسئلہ کافر کے جنازے پر
نماز پڑہنا اور اوسکی قبر پر کھڑا ہونا نچاہیے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ ولا تصل علی
احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ جبتک کہ دفن کیا جاوے پس یہ دلیل ہوئی اسبات پر کہ
مسلمانون کو اوسکی قبر پر کھڑا ہونا نچاہیے اور نہ اوسکے جنازے پر نماز پڑہنا احکام حصاص
مین مذکور ہے کہ مثلاً اگر کوئی کافر مرے اور اوسکا کوئی ولی نہو مگر مسلمان تو وہ اوسکو
دفن کرے یا نہین جواب اوسکو بسبب ضرورت کے دفن کرنا جائز ہے لیکن اوسمین
سنت غسل اور دفن کے لحاظ نرکھے بلکہ اوسکو مثل کپڑے پلید کے غسل دیوے اور قبر مین
نرکھے بلکہ اوسکو کسی غار وغیرہ مین مثل مردار کے ڈالدے پھر اگر کہا جاوے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ انہ علیہ السلام قام علی قبر عبد اللہ ابن ابی سلول المنافق
یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد اللہ بن ابی سلول منافق کی قبر پر کھڑے ہوئے
تھے تو ہم کہینگے کہ یہ قبل نزول اس آیت کے تھا پھر بعد نزول اس آیت کے یہ فعل
آپ کا منسوخ ہو گیا واللہ اعلم۔

تینتالیسوان باب شراب کے بہا دینے اور سور کے مار ڈالنے کے احتساب مین

جبکہ محتسب مسلمانون کے شراب رکھنے یا بیچنے سے خبر پاوے تو اوسکو بہا دیوے اور اوسکے بہانے مین کچہ تاوان نہین ہی کیونکہ یہ بہانا اوسکو فعل منکر سے منع کرنا ہی اور تاوان کا ہونا پس اس سبب سے کہ یہ محسن اور نیکی کرنے والا ہی وما علی المحسنین من سبیل اور اگر ذمی کی شرابکو غیر محتسب نے بہا دیا تو اسمین دو وجہ ہین یا اوسنے قبل خریدنے کے بہا دیا یا بعد خریدنے کے پس اگر مسلمان نے بعد خریدنے کے ذمی کی شراب کو بہا دیا تو اوسپر کچہ تاوان نہین ہے اگرچہ وہ محتسب نہین ہی کیونکہ جب اوسنے شراب بیچی ہے تو اسنے اوسکے نقصان کرنے کو اپنے دل مین مسلط کر لیا ہے آور جو کوئی کہ غیر کو اوسکے مال کے نقصان کرنے پر مسلط کرے تو اوسپر کچہ تاوان نہین ہی جیسا کہ کوئی شخص غیر کی چوپائے کو اوسکے حکم سے یا غیر کے ہاتہ کو اوسکے حکم سے کاٹے تو اوسکو قیمت دینی واجب نہین ہی کیونکہ مسلمان ساتہہ قیمت شراب کے ماخوذ نہین ہی اور اگر ضائع کرے اوسکو بغیر خریدنے کے یعنی قبل خریدنے کے تو اوسپر تاوان ہی اسواسطے کہ شراب اہل ذمہ کے نزدیک مثل سرکہ کے ہی نزدیک مسلمانون کے اسیطرحسے اگر کسی نے مسلمان کے سرکہ کو تلف کیا تو اوسپر تاوان ہی پس اسی بنا پر قبل خریدنے کے شراب بہا دینے مین نزدیک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تاوان ہی اور نزدیک امام شافعی رح کے اوسپر تاوان نہین ہی اسواسطے کہ دار الاسلام مین شراب مال نہین ہی اور جواب اسکا وہی ہی جو ہم بیان کر چکے ہین آور اگر ذمی کی شراب کو محتسب نے خراب کیا اور بہا دیا تو اوسپر تاوان نہین ہی اسواسطے کہ وہ مجتہد ہی پس اسیوجہ سے جو کچہ کہ اوسکے دلمین آوے اوسکو عمل مین لانا جائز ہی اور تفصیل اسکی باب احتساب مین اہل ذمہ کے ہی آور سیر ذخیرہ کی فصل اٹھارہوین مین ہی کہ جس شہر مین نماز جمعہ پڑہی جاتی ہو اور حدود قائم کیے جاتے ہون اوسمین کسی مسلمان یا کافر کو شراب یا سور داخل کرنا نچاہیے پہر اگر کسی مسلمان نے شراب شہر مین داخل کیا اور کہا کہ مین نشہ کی حالت مین اسطرف آ گیا یا مین اس شراب کا سرکہ بنانا چاہتا ہون یا کہا کہ یہ شراب میری نہین ہی بلکہ دوسرے شخص کی ہی اور نام اوسکا نہین بتایا تو دیکھا جاوے کہ اگر وہ آدمی دیندار ہو اور متہم نہو تو چھوڑ دیا جاوے اور اوس کی

کہدیا جاوے کہ اس شراب کا سرکہ بنالے کیونکہ اوسکا ظاہر حال اوسکی راستی خبر پر دلالت
کرتا ہی اور بنا ظاہر کام پر رکھنا واجب ہی جبتک کہ اوسکا خلاف ظاہر نہو خصوصًا ایسی مقام
مین کہ حقیقت حال پر خبردار ہونا ممکن نہو اور اگر وہ متہم ہو تو شراب کا برتن توڑ دیا جاوے
اور سور ذبح کرکے جلا دیا جاوے اسواسطے کہ ظاہر حال اوسکا ارتکاب گناہ پر دلالت
کرتا ہی تو اس سی بطور نہی کے فعل منکر سے منع کیا جاوے واللہ اعلم

چوالیسوان باب بیت اور باغون کے احتساب مین

شرح کرخی مین مذکور ہی کہ حضرت ابن عباسؓ سی مروی ہی کہ زمین پاک کو ساتھ زمین ناپاک کے
بدلنا مکروہ ہی اور ابن عمرؓ جب اپنی زمین کسی زمیندار کو دیتے تھے تو پہلے شرط کرتے تھے کہ
کہ وہ زمین کو ساتھ زمین نجس کے تبدیل نکرے اور سعد سے مروی ہی کہ وہ اپنی زمین کو
اوس سی بدلتے تھے اور امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہی کہ استعمال کرنا زمین پاک کا جائز ہی اور
پھر دوسری جگہ مروی ہی کہ نہین جائز ہی اور امام محمد رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ اگر مٹی نجاست پر
غالب ہو تو جائز ہی اور صحیح یہ ہی کہ اوسکا استعمال منع ہے مگر جبکہ اوسپر مٹی غالب ہو کیونکہ نجاست
سے نفع لینا مکروہ ہی مثل شراب کے پس جبکہ اوسپر مٹی غالب ہوئی تو حکم عین کا جاتا رہا اور
نجاست تابع ہوئی پس نفع لینا ساتھ اوسکے تابع ہوا مثل کپڑے ناپاک کے اور جبکہ نفع لینا
جائز ہوا تو بیچ کرنا بھی جائز ہے قوت القلوب مین مذکور ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ لا تتخذوا الضیعۃ فترغبوا فی الدنیا یعنی تم زمین کو مت ٹھہراؤ کہ دنیا مین رغبت کرو

بیالیسوان باب بدن اور بال کے ساتھ بدعت کرنیکے احتساب مین

مرد کو ساتھ سرخی کے خضاب کرنا سنت ہی اور داڑہی مین ساتھ سیاہی کے اگر جہاد مین
واسطے ڈرانے دشمن کے ہو اوسپر مشائخ رحمہم اللہ کا اتفاق ہی اور اگر واسطے زینت کے
خضاب کرے تو نزدیک عام مشائخ رحمہم اللہ کے مکروہ ہی اسیطرح سے ایک حدیث حضرت
عمرؓ سے وارد ہوئی ہی اور بعضون نے بغیر کراہت کے اسکو جائز رکھا ہی اور مرد کو ہاتھ
پانون مین خضاب کرنا نہین چاہیے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اور عورتون کو اسکا مضائقہ نہین ہی
ملتقط مین منقول ہی کہ لڑکیون کے کان کو چھیدنا کچھ مضائقہ نہین ہی لیکن لڑکون کے لئے مکروہ ہے

اور ایسے نام رکھنا جو اللہ تعالی کی کتاب مین مذکور نہین ہین اور نہ سنت نبوی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مین ہین اور نہ کسی کا مسلمانون مین ساتھ اسکے نام رکھا گیا ہو تو لوگون نے ہمین کلام کیا
ہی اور بہتر یہ ہی کہ ایسا نام نہ رکھا جاوے تاکہ بدعت سے بچے اور جب داڑھی لانبی ہووے
تو اوسکو کنارے سے کاٹنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور بمقدار قبضہ کے رکھنے مین کچھ باک نہی
نہین ہی اور اگر مقدار قبضہ سے کچھ زائد ہو تو اوسکو چھوڑ دے اور چھوٹا نہ کرے ملتقط ناصری
مین مذکور ہی کہ فتاوی خانیہ مین ہی کہ امام ابوحنیفہ رضہ سے مروی ہی کہ جسوقت مین نے سر منڈایا
تو حجام نے تین چیزون مین میری خطا پکڑی ایک یہ کہ جب مین قبلہ کیطرف پیٹھ پہیر کرکے
بیٹھا تو حجام نے کہا کہ قبلہ کیطرف متوجہ ہو کر بیٹھیے دوسرے یہ کہ مین نے اپنے بائین جانب
پیش کی تو اوسنے داہنی جانب پیش کرنے کو کہا تیسری یہ کہ بعد فراغت کے مینے قصد چلنے کا
کیا تو اوسنے واسطے دفن کرنے بالون کے کہا پس مین نے پہر کر اپنے بالونکو دفن
کیا پس اس روایت مین بہت فوائد ہین تین تو آداب حلق مین معلوم ہو چکے چوتھے یہ کہ امام
صاحب بھی سر منڈواتے تھے پانچوین یہ کہ نصیحت سن لینا چاہیے اگرچہ ناصح ارذل یا ادنی
ہو جیسا کہ امام اعظم رحمہ اللہ نے حجام کی نصیحت کو سن لیا چھٹے یہ کہ عقلمند عار اور ننگ نہ کرے
جبکہ اوسکا عیب سامنے برادری کے بعد توبہ کرنے اوسکے بیان کیجاوے اسواسطے
کہ شاید ہمین دوسرون کے واسطے عبرت ہو جیسا کہ امام صاحب نے ذکر کیا ساتوین یہ کہ امر بالفعل
ساتھ فعل بنفسہ کے تعبیر کیا جاتا ہے خصوصاً ایسا فعل کہ آدمی کو اپنے نفس سے اوسکا کرنا
ممکن نہو تو گویا کہ وہ مثل فعل اپنے نفس کے ہی اور اسی کے ساتھ تعبیر کیجاتی ہی کیونکہ امام
ابوحنیفہ رح نے فرمایا کہ مین نے اپنا سر مونڈا پس اس سے معلوم ہوا کہ ساتھ اسکے واسطے
مونڈنے سر کے حکم کرنا ہی اور یہ حقیقت مین بسبب تعذر کے متروک ہی اور ملتقط ناصری مین
ہی کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے بعد مونڈنے سر کے نماز پڑہی اور اونکے کپڑون پر بہت
بال پڑے ہوئے تھے اور اس سے وہ آگاہ کیے گئے پس فرمایا کہ جب ہم آسمن مبتلا ہوئے
تو اکثر او پر مذہب اہل عراق یعنی ابوحنیفہ رح کے اختلاط اور نزول کرتے ہین اور اس
روایت مین بھی چند فائدے ہین ایک یہ کہ شافعی رح بھی سر مونڈواتے تھے دوسرے یہ کہ

وہ بھی کبھی موافق ہمارے مذہب کے عمل کرتے تھے جب اونکو حاجت ہوتی تھی اور اپنا
مذہب ترک کر دیتے تھے تیسرے یہ کہ کپڑے پر بال مونڈے ہوئے رہجانے سے جواز
نماز کو مانع نہین ہو اگرچہ زیادہ ہون جو تھی یہ کہ میرے مذہب پر عمل کرنے کا نام انحطاط
اور نزول رکھا کیونکہ یہ میرے مذہب مین قادح نہین ہو شاید کہ شافعی رحمہ اللہ نے بسبب
سہل اور آسان ہونے کے اس مسئلہ پر عمل کیا تو یہ گمان اونکا بموجب انحطاط اور نزول کے ہوا

چھیالیسواں باب فعل بدعت اور ترک سنت کے احتساب مین

قرأۃ قرآن مجید کی زور سے کرنا نزدیک ایسے لوگون کے جو اپنے کامون مین مشغول ہون
اور اوسکو نہ سنتے ہون مکروہ ہے کیونکہ اسمین خفت اور سبکی قرآن مجید کی ہو اسیوجہ سے بعض مشائخ
رحمہم اللہ نے واسطے فقیرون کے بازار مین قرآن پڑھنے کو مکروہ جانا ہے پس الحمد کا پڑھنا
بعد فرائض اور مکتوبات کے واسطے آسان ہونے کام مشکل کے ایک جماعت مین بیٹھکر
مکروہ ہو خواہ وہ اخفا سے ہو یا جہر سے اور اسیطرح سے سورہ کافرون کا پڑھنا آخر تک ساتھہ
مجمع کے مکروہ ہو کیونکہ یہ بدعت ہے صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول
نہین ہو پھر اگر کہا جاوے کہ فتاوی مین مذکور ہو کہ ماہ رمضان مین بعد ختم قرآن مجید کے
دعا کرنا خود یا ساتھہ جماعت کے مکروہ ہو اوسواسطے کہ یہ بدعت ہو کیونکہ یہ نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے منقول ہو اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور باوجود اسکے ہمنے لوگون کو اسطور سے
دعا کرتے دیکھا اور کسی کو احتساب کرتے نہ پایا ہم کہینگے کہ فقیہ ابوالقاسم صفار نے کہا کہ
اگر رہنے والے اس شہر کے یہ نہ کہتے کہ ہمکو انھون نے منع کیا تو ہم اونکو بتقلب دعا کرنیسے
منع کرتے اور خانیہ مین مذکور ہو کہ اس سے منع نکیا جاوے مسئلہ ساتھہ تغنی قرات قرآن
مجید مین اختلاف ہو بعضون نے کہا ہو کہ مکروہ نہین ہو بموجب قول خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے کہ من لم یتغن بالقرآن فلیس منا اور نزدیک اکثر مشائخ رحمہم اللہ کے مکروہ ہو اور اسکا
سننا حلال نہین ہو کیونکہ اسمین ساتھہ فعل فاسقین کے مشابہت ہو اور اسیواسطے اسطرح سے
اذان کہنا بھی مکروہ ہو مسئلہ قاری کو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ ھو السمیع العلیم کہنا
مستحب نہین ہو اسواسطے کہ یہ درمیان اعوذ اور قرأت کے فرق ہو اور چاہیے کہ اعوذ اور قرأۃ

کے ساتھ متصل ہو مسئلہ ہمارے بعضے مشائخ رحمہ اللہ نے دیوار اور محراب جانب قبلہ پر نقش
ونگار بنانے کو مکروہ رکھا ہی کیونکہ یہ نمازی کے دل کو اپنی طرف مشغول کر لیتا ہی جب اوسکی
طرف نظر پڑ جاتی ہو مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک کپڑا خط دار ہدیہ بھیجا
گیا پس آپ نے اوسکو پہنکر نماز پڑہی بعد فراغت نماز کے آپنے اوسکو اوتار ڈالا اور فرمایا
کہ اسنے مجھکو نماز مین اپنی طرف مشغول کر لیا تھا اور شرح سیر کبیر مین فقیہ ابوجعفر رحمہ اللہ نے
ذکر کیا ہی کہ دیوار کو منقش کرنا مکروہ ہی خواہ وہ کم ہو یا زیادہ لیکن چھت کو منقش کرنا اگر کم ہو
تو جائز ہی وگرنہ مکروہ ہی مسئلہ بعد نماز کے تکبیر کہنا مکروہ ہی اسواسطے کہ یہ بدعت ہی یعنی
سوای نحر اور ایام تشریق کے تکبیر کہنا سنت ہی مسئلہ ملتقط مین منقول ہی کہ حلوا فروش وقت
کھولنے حلوے کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صلی اللہ علی سیدنا محمد کے کہنے سے گنہگار ہوتا
ہے اور اسی کو فقیہ نے بھی اخذ کیا ہے واللہ اعلم۔

سینتالیسوان باب نگہبانون کے احتساب مین

خانیہ مین مذکور ہی کہ حارس حراست مین جب لا الہ الا اللہ یا مانند اسکے کہے تو علما نے
کہا ہی کہ اس کہنے سے وہ گنہگار ہوتا ہی اسواسطے کہ یہ اسکا عوض لیتا ہی کہتا ہی بندہ نیک کہے
اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ میرے نزدیک اسیر وہ ثواب پاویگا اسواسطے کہ وہ عوض نگہبانی
اور پاسبانی کے عوض لیتا ہی نہ ذکر پر اسواسطے کہ اگر وہ پاسبانی کرے اور ساتھ دوسرے
کلام کے پہرہ دیوے تو اجر کا مستحق ہوتا ہی پس اس سے معلوم ہوا کہ ذکر مین یہ طالب ثواب ہے
نہ مستاجر آور اسواسطے کہ اگر ہم اوسکو ذکر سے منع کرین اور وہ واسطے کلام بالجہر کے محتاج
ہوتا ہی تو ہم غنا اور راگ مین پڑنے سے امون اور بے خوف نہین ہین حالانکہ یہ حرام ہے
محیط کے باب الاذان مین مذکور ہی کہ امام محمد سے مروی ہی کہ جب کسی شہر والے ترک اذان
پر اجماع اور اتفاق کرین تو ہمکو اونسے مقاتلہ کرنا چاہیے اور اگر ایک نے یہ کیا ہی تو اوسکو
تعزیر دینی چاہیے اور قید کرنا چاہیے اسیطرح تمام سنتون کا حال ہی آور امام ابو یوسف
رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جب کسی فرض کے قائم کرنے سے لوگ مانع ہون تو اونسے مقاتلہ
کیا جاوے اور اگر ایک شخص مانع ہو تو ضرب اور تادیب کیا جاوے لیکن سنتین مثل نماز

عید اور نماز باجماعت اور اذان کے بیچ مین اذنکو اس سے باز رہنے کے واسطے حکم کرین اور اونکو تعزیر دون اور قتال نہ کرون تاکہ فرق درمیان سنت اور فرض کے ہوجاوے اور امام محمدؒ نے کہا ہے کہ اذان اور نماز عید اگرچہ سنت ہین مگر یہ علامات دین سے ہین انکے ترک پر اصرار و انکار کرنا خفت اور سبکی دین کی ہے پس اسپر مقاتلہ کرنا چاہیے اور مکحول رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اونھون نے کہا کہ سنت دو طرح پر ہے ایک یہ کہ جسکے کرنے مین ہدایت ہے اور نہ کرنے مین کچھ حرج نہین ہے دوسری یہ کہ اوسکے کرنے مین ہدایت ہے اور نہ کرنے مین گمراہی ہے مثل اذان اور اقامت اور نماز عید اور جماعت کے پس اسپر مقاتلہ کرنا چاہیئے مگر جبکہ اسکو ایک شخص کرے تو اوسکو بسبب ترک کرنے مؤکدہ کے ساتھ قید کے تعزیر دینی چاہیے نہ مقاتلہ کیونکہ اسکا کرنا طرف خفت اور سبکی دین کے مؤدی نہین ہے مسئلہ ترہب اور رہبانیت یعنی اپنی عورتون سے جدا ہونا اور اونکے ساتھ صحبت کو حرام رکھنا اور اپنے نفس کو مثل راہبون کے ٹھہرانا حرام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا رہبانیۃ فی الاسلام اور کہا کہ لیس فی دیننا الترہب اور کہا کہ من ترہب فلیس منا اور کہا کہ رہبانیۃ ہذہ الامۃ الجہاد فی سبیل اللہ واقامۃ الصلوۃ بالجماعۃ یعنی اس امت کی رہبانیت اللہ تعالی کی راہ مین جہاد کرنا اور نماز کو ساتھ جماعت کے ادا کرنا ہے اور شرح کرخی مین ہے کہ کسیکو اس صورت سے کہنا نچاہیے کہ اسألک بحق فلان او بحق انبیائک اور رسلک او بحق البیت والمشعر الحرام ونحوہ اور ذبائح ملتقط مین ہے کہ بازار والون تکبیر تشریق کہنے سے ایام تشریق مین منع کیا جاوے واللہ اعلم

اڑتالیسوان باب فرضیت احتساب کے سقوط کے بیان مین

جب احتساب کے قائم کرنے سے عاجز ہو تو فرضیت احتساب کی ساقط ہوجاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ائتمروا بالمعروف وتناہوا عن المنکر فاذا رأیت الدنیا مؤثرۃ وشحا مطاعا واعجاب کل ذی رای برایہ فعلیک نفسک فان بعدکم ایام الصبر للمتمسک یومئذ بمثل الذی انتم علیہ کاجر خمسین عاملا فقالوا یا رسول اللہ کاجر خمسین عاملا منہم قال لا بل کاجر خمسین عاملا منکم یعنی تم امر معروف پر عمل کرو اور فعل منکر سے بچو اور جب تم دنیا کو

دیکھو ڑکر خیوالی اور حرص کو پیچھے لگی ہوئی اور اہل رای کی رای اپنی رای پر تو تم لازم پکڑو اپنے نفس کو اسواسطے کہ بعد تمہارے صبر کے دن ہین اور واسطے مسک کرنیوالے کی بیچ انکے ہے لوگون نے عرض کی کہ یارسول اللہ مثل پچاس عمل کرنے والے کے اونمین سے فرمایا نہین بلکہ مثل پچاس عمل کرنے والے کے تم مین سے اور مسروق رحمہ اللہ نے قولہ تعالی ان ارضی واسعۃ مین کہا ہی کہ تم لوگ جب فاجر کو دیکھو اور اوسکو تغیر نہ کرسکو تو اوسسے ترش روئی کرو اور ابن عباس رض سے مروی ہی کہ جو شخص دو سے بھاگا وہ بھاگا اور جو کوئی تین سے بھاگا وہ نہین بھاگا اور سفیان رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ مین نے شبرمہ رض سے سنا ہی کہ وہ کہتے تھے کہ امر معروف کا یہی حال ہی اگر دو آدمی ہون تو امر کرے اور اگر تین آدمی ہون تو اونسے ڈرے پس وہ اونکے ترک کرنے سے گنجایش مین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اذا رائیت المنکر فلم یستطع لہ تغییرا فحسبک ان تعلم انہ منکر بقلبک یعنی جب تم منکر اور برائی دیکھو اور اوسکو تغیر نہ کرسکو تو تمکو فقط اپنے دل سے اوسکو برا جاننا کافی ہی اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذا رائیتم امرا لا تستطیعون تغییرہ فاصبروا حتی یکون اللہ ہو الذی یغیرہ یعنی جب تم کوئی ایسا کام دیکھو کہ اوسکے تغیر کے استطاعت نہ رکھتے ہو تو صبر کرو یہانتک کہ اللہ تعالی اوسکو تغیر کردے کتنا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ یہ اوسوقت ہی کہ جب کسی چیز کا سوال نکیا جاوے لیکن جبکہ سوال کیا جاوے تو اوسکو حلال نہین ہی مگر حق کے ساتھ جواب دینا

نقل ابو اسحاق فزاری جب ہارون رشید کے پاس ساتھ مصیصہ کے گئے تو یوسف بن اسباط نے اونکو لکھا کہ تم اوس شخص کے پاس گئے اور اوسکو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کیا حالانکہ اوسنے حریر اور دیبا ظاہر کیا تھا پس ابو اسحق نے اونکو لکھا کہ تم نے اسلام مین یاد نہ کیا مگر حریر اور دیبا اور ناحق خونریزیان اور زناکاریان اور مالون کو ظلم سے لے لینا یہ سب بھول گئے حالانکہ وہ کہتے تھے کہ جب عالم کو خوف ہو تو وہ گنجایش مین ہی جبتک کہ سوال نہ کیا جاوے اور مین کسی چیز سے سوال نہین کیا گیا ہون

مسئلہ جس شخص کو کسی امیر نے بلاکر چند چیزون سے سوال کیا اور حال یہ ہے کہ اگر جواب ساتھ

حق کے دیتا ہی تو اوسکو ضرر پہونچتا ہی وگر نہین تو اوسکو جواب ساتھہ حق کے دینا چاہیے
جبکہ خوف قتل یا بعضے جسم کے ضائع جانے کا یا اپنے مال کے لوٹ جانے کا نہو اور اگر ہی
تو خلاف جواب دیئے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اسپر یہ دلیل ہی کہ جو شخص کہ امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر سے عاجز ہو اور اس سے سکوت اختیار کرے اور اوسکو معصیت جانکر اپنے
دلمین مکروہ جانے تو وہ معذور ہی اور اوسکو بلائی نافرمانی شامل نہوگی **قصہ اوس
قریے کا جو دریا پر تھا** عکرمہ رضہ سے روایت ہی کہ مین ابن عباس رضہ کے پاس
آیا اوس حالت مین کہ وہ سورہ اعراف کی تلاوت فرماتے تھے اور روتے تھے مین اونسے
نزدیک ہو کر قرآن مجید کے دونون مصحفون کو بند کردیا اور رونے کی وجہ اونسے پوچھی
اونھون نے فرمایا کہ مجکو ان ورقون نے رولایا ہی اور فرمایا کہ تم اسکی تاویل جانتے ہو
مین نے کہا کہ ہان اللہ تعالی نے اس قریے مین ایک قوم یہود کو رکھا تھا اور ساتھہ مچھلیون
کے اونکا امتحان لیا تھا اور وہ مچھلیان اونپر شنبہ کے دن حرام کی گئین تھین اور باقی دنون
مین حلال اور وہ مچھلیان شنبہ ہی کے روز باہر نکلتی تھین اور باقی دنون مین گھسکر بیٹھہ
رہتی تھین یہانتک کہ اونکا تلاش کرنا لوگون کو مشکل ہوجاتا تھا پس اوس قوم نے مجمع کیا اور
اپنی اپنی مختلف رای ظاہر کی بعضون نے کہا کہ تمپر اللہ تعالی نے شنبہ کے دن مچھلی کھانا
حرام کیا ہی نہ شکار کرنا پس اسکو شنبہ کے دن شکار کرو اور باقی دنون مین کھاؤ اور بعضون
نے کہا کہ اللہ تعالی نے تمپر اونکا شکار کرنا اور اونکو بھگا دینا اور ایذا دینا حرام کیا ہی الحاصل
یہ لوگ تین گروہ تھے ایک گروہ داہنے اور دوسرا بائین اور تیسرا درمیان مین پہلا گروہ کھڑا
ہوا اور اونکو اوسدن مین شکار کرنے سے منع کرنے لگا اور کہا کہ اللہ تعالی تمپر عذاب
بھیجیگا اور دوسرے فرقہ نے اپنے ہاتھہ اور زبان روکی یعنی نہ اوسنے شکار کیا اور نہ لوگونکو
اوس سے منع کیا لیکن فرقہ درمیانی پس اوسنے اوسدن مچھلیون کا شکار کیا اور وہ فرقہ کہ
جسنے اپنی زبان اور ہاتھہ کو روکا تھا کہنے لگا کہ لم تعظون قوما اللہ مہلکہم او معذبہم عذابا شدیدا
اور جو لوگ کہ منع کرتے تھے اونھون نے کہا معذرۃ الی ربہم لعلہم یتقون پس جن لوگون نے
کہ مچھلیان پکڑی تھین شہر مین داخل ہوئے اور دوسرے لوگ اونکے ساتھہ نہ داخل ہوئے

اور اونکو پکارا پس کچھہ اون لوگون سے جواب نہ پایا پھر ان لوگون نے کہا کہ شاید اللہ تعالی نے اونکو خسف کردیا یا دہنسا دیا یا اونکو سنگسار کیا پھر ایک شخص واسطے دریافت کرنے اونکے حال کے زینہ پر چڑہا اور اوسنے وہان سے جہانکا تو دیکھا کہ وہ لوگ بندر ہوگئے ہین اور اللہ تعالی نے اونکی صورت اصلی کو بدل دیا ہی پس اوسنے یہ دیکھکر چیخا اور دروازہ توڑکر اپنے گھرون مین گھس گئے اور کہنے لگے کہ کیا ہمنے تمکو اللہ تعالی کی نافرمانی سے منع کیا تہا اور تمکو وصیت نہ کی تہی پس وہ سب اپنے سرون سے اشارہ کرتے تھے کہ ہان اور آنکھون سے اپنے منہ پر آنسو بہاتے تھے پس اللہ تعالی نے خبر دی کہ ہمنے منع کرنے والون کو نجات دی اور ظالمون کو پکڑ لیا پھر اب لوگون نے آپس مین اختلاف کیا ہی کہ وہ لوگ کیتے تھے پس بعضون نے کہا ہی کہ وہ دو فرقہ تھے ایک منع کرنے والا اور دوسرا نافرمانی کرنیوالا اوّل نے نجات پائی اور دوسرا ہلاک ہوا اور بعضون نے کہا کہ وہ چار فرقے تھے ایک وہ کہ مچھلیان پکڑتے تو دوسرا وہ فرقہ کہ مداہنت اور سستی کرتا تھا تیسرا وہ فرقہ کہ خاموش تھا چوتھا وہ فرقہ کہ منع کرتا تھا پس دو فرقون نے نجات پائی ایک منع کرنیوالا دوسرا خاموش رہنے والا اور دو فرقہ ہلاک ہوئے ایک مداہنت کرنے والا اور دوسرا نافرمان یہ تمام تفسیر فقیہ ابو اللیث سے منقول ہی اور تفسیر امام ناصر الدین بستی رحمہ اللہ کے ہے کہ ابن عباس رضہ نے کہا کہ لیت شعری ما فعل اللہ بالذین قالوا لم تعظون قوما یعنے کاش مجکو خبر ہوتی کہ اللہ تعالی نے اس حیلہ کہنے والے کو کیا کیا عکرمہ نے کہا مجکو اللہ تعالی تمپر قربان کرے اون لوگون نے نجات پائی کیا تمنے نہین دیکھا کہ وہ لوگ کیونکر ٹوکتے اور اوسکو مکروہ جانتا اور کہا کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حلہ پہنایا اور بیان ہی کہ آپ نے کہا کہ منع کرنے والے اور مکروہ جاننے والے نے نجات پائی اور جو لوگ کہ خطا وار تھے ہلاک ہوئے اور فتاوی ظہیریہ وغیرہ مین ہے کہ جو شخص قرآن مجید ساتھ لحن کے زور کر پڑہتا ہی اور اپنا لحن اور خوش آوازی دوسرونکو سناتا ہی تو اوسکو اوس لحن پہ منع کرنا چاہئے ہی یا نہین پس آپمین کہا گیا ہی کہ اگر منع کرنے والا جانے کہ اگر منع کرنا نفع کریگا تو منع کرے اور اگر جانے کہ وہ منع کرنے سے عداوت اور بغض رکھے گا پس اسحال مین اگر وہ ترک

کرے تو اسکو گنجایش ہے کیونکہ اس سے مقصود امر کا ماننا ہی اور جب یہ نہو تو امر کرنا واجب
نہین ہی اور عزیمت یہ ہی کہ اوسکو اسکا امر کرے اگرچہ اوسکو ضرر لاحق ہو اسواسطے کہ شاید
اوسپر توبہ کا دروازہ مفتوح ہوجاوے اور اسیطرح اگر اوسکو چند بار ادب سکہاوے اور
امر کرے اور وہ ادب پذیر نہو پس اگر ترک کیا تو رخصت ہی اور اگر امر کیا تو عزیمت ہی
اسواسطے کہ آدمی نہین جانتا ہی کہ عاصی اور گنہگار توبہ کی توفیق کب پاویگا اور کفایہ شعبیہ
مین مذکور ہی کہ مروی ہی کہ ابو محجن ثقفی ہمیشہ شراب خواری کرتے تھے پس ایکمرتبہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے اونپر حد جاری کی اور وہ اس سے باز نرہے پہر دوسری بار حد جاری
کی پہر وہ باز نرہے تو مجبور ہوکر عمر رضنے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے حوالہ کیا اور خالد رضہ
صاحب لشکر تہے اور حکم کیا کہ انکو لیجائین جہان کہین کہ جاوین پس خالد بن ولید نے انکو
قید کیا اور منزل بمنزل انکو اپنے ساتھ لیجاتے تہے یہانتک کہ وہ قریب قادسیہ کے
پہونچے اور ہر روز خالد واسطے محاربہ اور قتال کے جاتے تہے اور دشمن تین سو ساٹھ
میل تک سامنے مسلمانون کے آچکے تہے پس خالد ایک روز بیمار ہوگئے اور لڑائی نکر سکے
تو چہت پر چڑہکر لڑائی کو دیکھنے لگے اور مسلمانون مین ہزیمت دیکھکر اپنے دلمین غصہ ہوئے
اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہنے لگے تو ابو محجن نے یہ سنکر خالد بن ولید کی بی بی سے
کہا کہ اللہ تعالی کا عہد و پیمان لیکر مجکو اجازت دو کہ مین جاؤن اور دشمنان خدا سے لڑون
اور پہر پہر آؤن تو اونہون نے اونکو چہوڑ دیا پس ابو محجن نے وہ گہوڑے اور ہتیار اونسے
مانگے تو اونہون نے اوٹنی جو خالد کی سواری کی تہی اور اونکی زرہ اور نیزہ اور خود دیدیا وہ
اوسپر سوار ہوکر لڑائی مین گئے اور خوب لڑے یہانتک کہ دشمن بہاگ گئے اور وہ وہانسے
واپس آکر پہر اپنے کو مقید کیا پس ہاتنے مین خالد رضہ چہت سے اوترے اور کہا کہ مسلمانون
پر ہزیمت تہی مگر اللہ تعالی نے ایک شخص کو اوٹنی ابلق پر ظاہر کیا اور اوسکے پاس نیزہ
اور زرہ مثل نیزہ اور زرہ میرے کے تہی اور وہ دشمنان خدا سے خوب لڑا یہانتک
کہ سب بہاگ گئے اور وہ بہی پہر گیا پس اونکی بی بی نے کہا کہ وہ شخص ابو محجن تہے جب
اونہون نے سنا کہ مسلمانون پر ہزیمت ہی تو اونسے اللہ کی قسم کہائی کہ ہم خوب لڑینگے

اور پھر پاس آئین گے مجکو چھوڑ دو پس مین نے چھوڑ دیا اور تمہاری سواری اور ہتیار اونکو
ویدیے خالد رض رونے لگے اور اونکے احوال سے حضرت عمر رض کو خبر دی پس آنحضرت نے
جواب لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم من عبد اللہ عمر الی ابی محجن اللہ یا ابی محجن پھر جبکہ ابی محجن
نے یہ دیکھا تو روئے اور کہا کہ ای خالد مین نے توبہ کی کہ اب کبھی شراب نہ پیونگا کیونکہ عمر
رضی اللہ عنہ ابتک مجھے کوڑے مارتے تھے اور اسوقت مجھے اللہ تعالی سے ڈرایا ہے
مسئلہ جبکہ ممنوعات اور منکرات بہت ہوجاوین اور مومن اوسکے دفع کرنے پر قادر نہو
اور خاموش رہے اور کچھ بات نہ کرے تو آیا گنہگار ہوتا ہی یا نہین جواب اگر احتساب سے
عاجز ہو تو ترک سے گنہگار نہین ہوتا کیونکہ تکلیف وسعت اور فراخی کو مقدر کرتی ہے
لیکن ساتھ اسکے حزین اور غمگین رہنا چاہیے کفایہ شعبی کی مجلس آخر مین مذکور ہی ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یاتی علی امتی زمان یذوب قلب المومن کما یذوب الملح
فی الماء لکثرۃ ما یری من المنکرات ولا یقدر علی دفعہ یعنی میرے امت پر ایک زمانہ ایسا
آئیگا کہ اونکا دل مثل نمک کے پانی مین گھلیگا بسبب زیادہ ہونے منکرات کے اور نہ قادر
ہونے اوسکے اوسکی دفع پر مسئلہ جبکہ نماز مین فعل منکر دیکھے تو آیا نماز کو تمام کرے یا توڑ دالے
جواب اگر ایسا امر ہو جو تمام کرنے نماز سے فوت نہو تو نماز کو تمام کرے بسبب امکان
جمع کے دونون عبادتون مین اور اگر فوت ہو تو دیکھے کہ اگر وہ نہی عن المنکر سوہے واسطے
نفس اپنے کے تو افضل یہ ہی کہ نماز پوری کرے کیونکہ اسکی نماز اسکے واسطے نافع تر ہی تمام
ماسوا سے اور اگر نماز کو توڑے تو جائز ہے بسبب دفع کرنے ضرر کے اپنی نفس سے
اسکی مثال یہ ہی کہ ایک شخص نے نماز شروع کی اور اوسکے روبرو اوسکے اسباب مین
سے کوئی چیز رکھی ہوئی تھی اور کوئی چور آیا اور اوسکو چورانا چاہا پس اب دیکھنا چاہیے
کہ اگر اوسکی قیمت ایکدرم سے کم ہی تو نماز کو تمام کرے کیونکہ درم سے کم کا اعتبار نہین ہی
اور اگر قیمت ایکدرم ہی تو نیت نماز کی توڑنی جائز ہی اور پھر قضا کرے اوسکو اگرچہ نماز نفل
کی ہو واسطے دفع کرنے ضرر کے اپنے نفس سے لیکن افضل یہ ہی کہ قطع نہ کرے کیونکہ تمیم نماز کے

رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ اونھون نے اپنے گھوڑے سے اوتر کر نماز شروع کی اور چور آیا اور اونکے گھوڑے پر سوار ہوا اور لے گیا تو اونسے کہا گیا کہ تمنے نماز کی نیت کو کیون نہ توڑ ڈالا پس جواب دیا کہ مجکو خدا سے شرم آئی کہ بسبب گھوڑے کے کہ جسکی قیمت محض بارہ ہزار ہے نماز کو خراب کرون اور اگر اہین کوئی اور مصلحت ہو تو افضل یہ ہی کہ نماز کو قطع کرے اور اگر قطع نہ کی تو گنہگار ہوگا جیسا کہ کسی اندھے کو دیکھے کہ اوسکی راہ مین کنوان ہی اور وہ اوسمین گرنے کے قریب ہی یا آدمی کو دیکھے کہ وہ پانی مین ڈوبتا ہی اور نکل نہین سکتا ہی تو نمازی کو اولی اور افضل یہ ہی کہ نماز کو توڑ ڈالے اور اپنے برادر ایمانی کی اعانت کرے کہ وہ مقام ہلاکت سی نجات پائے اور اسیطرح سے اگر آدمی کو دیکھا کہ غیر کے مال کو چوراتا ہی تو جائز ہے کہ نماز کو فاسد کرے اور اوسکو چوری سے منع کرے یہ سب کفایہ شعبیہ کے باب ودلیعت مین منقول ہی اور کہا گیا ہی کہ اگر نماز مین شتابی کی واسطے دور کرنے منکر کے تو یہ زیادہ قریب ہے سنت سی جبکہ نماز کو تمام کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انی لاقوم فی الصلوۃ ارید ان اطول الیہا فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی صلوتی کراہیۃ ان یشق علی امہ یعنی مین کھڑا ہوتا ہون نماز مین اور چاہتا ہون کہ نماز کو دراز کرون کہ ناگاہ بچے کا رونا سنتا ہون پس مختصر کرتا ہون نماز کو بسبب کراہیت اس بات کے کہ اوسکی مان پر دشواری اور شاق ہو اور ایک روایت مین صحیح بخاری کی ہی کہ فاتجوز فی صلوتی مما اعلم من شدۃ وجد امہ من بکائہ یعنی مختصر کرتا ہون مین نماز کو کیونکہ مین شدت غم اور الم کی اوسکی مان پر اوسکے رونے سے جانتا ہون واللہ اعلم۔

اوٹھاونواں باب تواضع کے احتساب مین

جو شخص کہ غیر اللہ کو سجدہ کرے یا اوسکے واسطے جھکے یا اوسکے سامنے زمین کو بوسہ دے وہ مستوجب احتساب ہی فقیہ ابو جعفر رض نے کہا ہے کہ جو کوئی سامنے بادشاہ یا امیر کے زمین کو بوسہ دیوے یا اوسکے واسطے سجدہ کرے پس اگر یہ بطور تحیت کے ہو تو کافر نہین ہی مگر مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوتا ہی اور اگر بہ نیت عبادت کے بادشاہ کو سجدہ کیا یا کچھ

نیت انکی ہو تو کافر ہوتا ہی آور ملتقط ناصری مین ہی کہ واسطے غیر خدا کے حقیقۃً سجدہ کرنے سے کافر
ہوتا ہی اور واسطے بادشاہ وغیرہ کے جھکنا مکروہ ہی کیونکہ یہ فعل مجوس کے مشابہ ہی مسئلہ سلامی
عالم یا بادشاہ عادل کے کسی دوسرے کے ہاتھہ چومنے مین لوگون نے اختلاف کیا ہی بعضون
نے کہا ہی کہ مطلقاً مکروہ نہین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر تعظیماً ہو تو مکروہ نہین اور اگر دنیا
کے اعتبار سے ہو تو مکروہ ہی آور بشر حافی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ خلیفہ ماموں کا ہاتھہ چومنا
فسق ہی کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اگر بشر حافی رحمہ اللہ ہمارے
اس زمانے مین زندہ ہوتے اور ہمارے ائمہ اور پیشواؤن کے فعال وقت جانے دربار
شاہی کے دیکھتے تو نہین معلوم کہ انکے حق مین کیا کہتے اور جبکہ یہ حال ہی ہاتھہ کے چومنے
مین تو پانون کے چومنے مین کیا حال ہوگا آور اس سے بدتر سُم اور قدم گھوڑے کا چومنا
ہی جبکہ کوئی بادشاہ کو اپنا گھوڑا اعطا کرے آور ملتقط ناصری مین ہی کہ واسطے غیر اللہ کے
تواضع کرنا حرام ہی آور کفایہ شعبی کے باب تقبیل ید مین ہی کہ جب واسطے غیر اللہ کے سجدہ کیا
کافر ہوا کیونکہ زمین پر پیشانی کا رکھنا جائز نہین ہی مگر واسطے اللہ تعالی کے اسواسطے کہ
مروی ہی کہ ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ
لوگ آپ پر ایمان لاچکے ہین اور مین آپ پر ایمان نہ لاؤنگا جبتک کہ آپ مجکو برہان
خالص یا برہان خاص نہ دکھا دینگے تو ارشاد ہوا کہ تو اس درخت کے پاس جا اور کہدے
کہ تجکو رسول اللہ بلاتے ہین پس وہ گیا اور اوسیطرح سے اوس درخت سے کہا پس وہ درخت
بلکر زمین سے اوکھڑ گیا اور اعرابی کے ساتھہ آپکی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا پس
ارشاد ہوا کہ تو اپنی جگہ پر پھر جا پس وہ پھر گیا اور اوسکی ہر رگ اپنی اپنی جگہ پر قائم
ہوگئی تب اعرابی نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک لرسول اللہ اور عرض کی
کہ یا رسول اللہ جسطرح سے ہمنے آپ سے برہان چاہی اوسیطرح سے اگر آپ اجازت دین
تو مین آپکے واسطے نماز پنجگانہ پڑھون اور سجدہ کرون پس آپنے فرمایا کہ لو اجازت السجدۃ
لغیر اللہ لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا یعنی اگر سجدہ واسطے ماسوا اللہ کے جائز ہوتا
تو مین عورتونکو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہرون کو سجدہ کرین آور معنی اور وجہ اسمین یہ ہی

کہ عبادت یعنی سجدہ خاص واسطے اللہ تعالی کے ہے پس جو شخص کہ واسطے غیر اللہ کے کرے
کافر ہے کیونکہ اسنے غیر کو اوسکا شریک بنایا ہی اور فتاوی خانیہ مین ہی کہ ایک قوم یا
ایک شخص قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا پس ایک شخص شریف اور رئیس وہان آیا اور
قاری اوسکی تعظیم کے واسطے کھڑا ہو گیا پس اگر یہ آنے والا عالم یا اسکا باپ یا اوستاد ہی
کہ اسنے اسکو یہ علم سکھایا ہی جائز ہی اور واسطے ماسوا انکے کے جائز نہین ہی مسئلہ
جھکنا اور سجدہ کرنا واسطے غیر اللہ کے اور سوای بادشاہ عادل یا عالم کے کسی دوسرے
کا ہاتھ چومنا جائز ہی یا نہین جواب مروی ہے کہ حضرت عمر رض کے زمانے مین ایک
مجاہد جنگ آزما روم مین قید ہوئے اور وہ بہت قوی ہیکل اور ہیبت ناک تھے پس
انکو کلب روم نے بلایا اور اوسکے دروازہ پر زنجیر لگی تھی کہ کوئی نہین داخل ہو سکتا
تھا مگر بصورت رکوع کرنے والے کے پس جبکہ یہ آئے اور ایسا دیکھا تو ٹھہرے اور
بصورت رکوع کے داخل ہونے سے باز رہے تو لوگون نے اوسنے کہا کہ داخل ہو تو
اونھون نے جواب دیا کہ مجکو سیدنا محمد سے شرم آتی ہے کہ کافر کے پاس بصورت رکوع
جاؤن پس کلب روم نے حکم کیا کہ زنجیر کو کھولڈالین پس داخل ہوئے اور اوسکے ساتھ کلام
کیا اور کلب روم نے انکو کہا کہ تم میرا دین اختیار کرو تمکو ہم اپنی مہر اور ملک روم عطا
کرینگے جو تم چاہو وہ کرو پس اونھون نے کلب روم کو جواب دیا کہ دنیا سے کسقدر رہے
یعنی تیرا ملک کلب روم نے کہا کہ تہائی یا چوتھائی ہے پس جواب دیا کہ اگر دنیا تمام جواہر
سرخ ہو اور بعوض نہ سننے اذان کے مجکو دین تو ہرگز مین اوسکو قبول نہ کرونگا پھر کلب روم
نے اوسنے کہا کہ اذان کیا ہی آپنے جواب دیا کہ اذان اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان
محمد الرسول اللہ ہے پس کلب روم نے کہا کہ اسکے دلمین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت
ثابت ہی اور اسکا جانا اس سے غیر ممکن ہی پھر حکم کیا کہ ایک دیگ مین تیل جوش
کیا جاوے اور جب وہ جوش مین آوے تو یہ ڈالدیے جاوین یہانتک کہ یہ بوقت
جوش اوسکے بسم اللہ کہکر اسطرف سے داخل ہوئے اور اوسطرف سے نکلگئے پس یہ
دیکھکر اوسنے تعجب کیا پھر کہا کہ اب انکو اندھیرے گھر مین قید کردو اور کوئی چیز واسطے

کھانے پینے کے انکو قید و بس وہ اوسکے حکم سے قید کیے گئے اور روزن اور سوراخ سے
ہر روز سور کا گوشت انکی طرف ڈالتے تھے اور یہ اوسکو نہ کھاتے تھے حتی کہ چالیس دن
تک انکو بند رکھا اور دروازہ نکھولا پھر جبکہ چالیس روز پورے ہوئے تو دروازہ کھولا
اور دیکھا کہ وہ سب گوشت جمع ہے پس اوسنے پوچھا کہ اسکو تمنے کیون نہین کھایا حالانکہ دین
محمدی مین وقت ضرورت کے حلال ہے پس اونھون نے کہا کہ اگر مین اسکو کھالون تو
تم خوش ہوگے کہا کہ ہان پھر کہا کہ بسبب غصہ دلانے تمہارے کے ہمنے نہین کھایا
کلب روم نے کہا کہ اگر تم اسکو نہین کھاتے ہو تو تم مجکو سجدہ کرلو تاکہ مین تمکو اور تمہارے
ساتھیون کو جو قید مین ہین چھوڑ دون جواب دیا کہ سجدہ کرنا دین محمدی مین کسی دوسرے کو
حلال نہین ہے مگر اللہ تعالے کو کلب روم نے کہا کہ اچھا میرے ہاتھ کو بوسہ دو کہ مین تمکو
اور تمہارے ساتھیون کو چھوڑ دون جواب دیا کہ یہ بجز باپ اور بادشاہ عادل کے دوسرے کے
واسطے حلال نہین ہے کلب روم نے کہا کہ میری پیشانی پر بوسہ دو کہا کہ مین اسکو ایک شرط
پر کرونگا اور وہ یہ ہے کہ مین جسطور سے چاہونگا بوسہ دونگا اوسنے کہا کہ اچھا آپنے اپنی
آستین کو اوسکی پیشانی پر رکھا اور بوسہ دیا اور نیت اپنی آستین کے بوسہ کی کی پس اوسنے
انکو اور ساتھیون کو چھوڑ دیا اور بہت سامان انکو عطا کیا اور عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ
کہ اگر یہ شخص میرے ملک اور دین مین ہوتا تو البتہ ہم انکی عبادت کے معتقد ہوتے
پھر جبکہ یہ حضرت عمر رضی کی خدمت مین آئے تو آپنے فرمایا کہ اس مال سے تم تنہا نفعمندی
نہ حاصل کرو بلکہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کو بھی شریک کرلو کیونکہ وہ محتاج ہین اس نے
کئی احکام پر دلالت کی ایک یہ کہ اس قسم کے کام اور ایسے امور حالت اکراہ مین بھی
نہ کیے جاوین اور واقعات ناطفی مین ہے کہ اگر اہل حرب نے مسلمان سے کہا کہ بادشاہ
کو سجدہ کر نہین تو ہم تجکو قتل کرینگے تو فضل یہ ہے کہ سجدہ نکرے کیونکہ یہ ظاہر مین کفر
ہے اور آدمی کے واسطے افضل یہ ہے کہ وہ کام نہ کرے جو صورت کفر کی ہو اگرچہ حالت
اکراہ مین ہو اور واسطے بادشاہ وغیرہ کے جھکنا مکروہ ہے کیونکہ یہ ساتھ فعل مجوس کے
مشابہ ہے اور غیر عالم اور غیر بادشاہ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینے مین دو حال ہین

اگر وہ مسلمان ہو اور بہ نیت تعظیم مسلمان کے بوسہ دے تو کچہ مضائقہ نہین ہی اور اگر مراد اوس سی عبادت ہو یا اوس سی کسی چیز کا سوال کرتا ہو تو مکروہ ہے اور امام صدر الشہید رح اس باب مین فتوی کراہت کا دیتے تھے بدون تفصیل کے اسیطرح محیط مین منقول ہی اور تذکرۃ الاولیا مین منقول ہی کہ کسی بزرگ نے ایک مالدار سے بقصد طلب اسباب دنیا تواضع کی تہی اوسکے کفارے مین ہزار ختم قرآن مجید کے کئے واللہ اعلم۔

بچاسوان باب محتسب منصوب اور محتسب متنفل کے فرق مین

ابو سعید خدری رض سے مروی ہی کہ جب کوئی تم مین سے ممنوع اور منکر کو دیکھے تو اوسکو اپنے ہاتھ سے بدل دیوے اور اگر ہاتھ سے بدل نسکے تو زبان سے بدل دے اور اگر یہ بھی نہو سکے تو اپنے دل سے اور یہ ضعیف تر ایمان ہی یعنی ضعیف تر قول اہل ایمان کا ہی بعضون نے کہا ہی کہ ہاتھ کے ساتھ بدلنا واسطے امرا کے ہے اور زبان کے ساتھ بدلنا واسطے علما کے ہی اور دل کے ساتھ بدلنا واسطے عوام کے ہی دوسرے یہ کہ متطوع جب جانے کہ کلام میرا سنینگے اور مانینگے تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکو امر اور نہی کرے نہین تو نہین اور اسیطرح سے اگر کسی شخص نے کسی مسلمان کے کپڑے پر نجاست مقدار درہم سے زیادہ دیکھی پس اگر اوسکو یقین ہی کہ میرے جتانے سے وہ اوسکو دہو ڈالے گا تو اوسکو خبر نہ کرنے کی گنجایش نہین ہی یعنی اوسکو خبردار کرنا چاہیے کیونکہ خبر کرنا مفید ہی اور اگر وہ جانتا ہی کہ میرے جتانے پر وہ التفات نہ کریگا تو اب اسکو خبر نہ کرنے کی گنجایش ہے کیونکہ خبر کرنا اور جتانا اوسوقت فضول اور بیفایدہ ہی لیکن محتسب منصوب پس اگر وہ جانے کہ نہ سنے گا اور نہ مانے گا تو اوسپر امر کرنا واجب ہی کیونکہ یہ قادر ہی اوپر جبر کرنیکے واسطے القیاد اور فرمانبردار بنانے کے بخلاف متطوع محتسب کے تیسرے یہ کہ کسی محلہ مین آگ لگی تھی پس ایک شخص نے غیر کے مکان کو بغیر اجازت مالک کے گرا دیا تا کہ آگ اوسکے گھر سے موقوف ہو تو اوسپر تاوان ہی جب اس کام کو بغیر حکم حاکم کے کیا ہو کیونکہ اسنے غیر کی ملک کو ضائع کیا ہی لیکن بسبب عذر کے پس ضامن ہوگا اور گنہگار نہوگا جیسے مضطر کہ غیر کا کہانا کہا لیوے اور اوسکا مالک راضی نہو تو وہ گنہگار نہین ہی اور ضامن ہی اور

کہا گیا ہی کہ محتسب اسمین مثل سلطان اور حاکم کے ہی کیونکہ یہ اوسکا نائب ہی احتساب کے
قائم کرنے مین اور یہ بھی احتساب ہی کیونکہ یہ عام کے ضرر کو دفع کرتا ہی ساتھ تحمل اور
برداشت ضرر خاص کے چوتھے یہ کہ محتسب متطوع امر معروف مین کئی وجہ پر ہی اگر وہ
جانے کہ میرے حکم کرنے سے وہ مامور ہوگا اور میرے حکم کی اطاعت کریگا تو اوسپر
اقامت احتساب کی واجب ہی اور اگر جانے کہ وہ اطاعت نہ کریگا تو اوسپر یہ واجب
نہین ہی پھر یہ بھی دو وجہ پر ہی یا عداوت واقع ہو اور نوبت گالی اور جنگ وجدال
کی پہونچے یا نہ واقع ہو پس ان دونون صورتون مین وہ مختار ہے چاہی امر کرے یا ترک
کرے لیکن امر کرنا افضل ہی واسطے حاصل کرنے ثواب کے اور اگر گمان غالب ہمکہ امر
کرنے سے وہ مجکو مارے گا یا گالی دیگا یا جنگ وجدال کریگا تو یہ بھی دو وجہ پر ہی ایک یہ
وہ ایذا اور تکلیف پر صبر کریگا یا نہین پس ترک رخصت ہی اور امر کرنا عزمیت ہی اور
امر کرنے والا راہ خدا مین مجاہد ہی لیکن جبکہ وہ صبر نکر سکیگا تو ترک کرنا فتنہ سے بچنے کیلئے
افضل ہی اور یہ سب امور محتسب مین نہین ہوتین اسواسطے کہ وہ اپنے نفس سے مکروہات کے
دفع کرنے پر قادر ہے ساتھ اپنے اعوان کے یا اعوان سلطان کے پانچوین یہ کہ ایسا
تصرف جو راہ عام مین ضرر کرے ہر ایک کو دفع کرنا اوسکا جائز ہی اسواسطے کہ اوسمین
حق عام لوگون کا ہی اور اولی یہ ہی کہ طرف حاکم کے رجوع کرین کہ وہ واسطے دور کرنے
اوس ضرر کے حکم کرے اور حاکم اسمین محتسب ہی کیونکہ راہ کی درستگی کا حکم اوسی کے سپرد
ہی چھٹی یہ کہ محتسب منصب نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے باجہ وغیرہ کے توڑنے سے ضامن
نہین ہوتا ہی اور محتسب متطوع نزدیک انکے ضامن ہوتا ہی اور حیلہ ہمکا کہ متطوع بھی ضامن
نہووے مالک کا بخشد ینا ہے پھر جبکہ مالک بخشدی اور ہبہ کر دے اور اوسنے توڑ ڈالا
تو وہ بالاجماع ضامن نہین ہی اور ابن مبارک سے مروی ہی کہ یہ ایک قوم پر گذرے
کہ وہ لوگ طنبور بجاتے تھے اونہون نے اون لوگون سے کہا کہ مجکو بخشد و پس اون
لوگون نے بخشدیا اور ہبہ کر دیا اور ابن مبارک نے اوسکو لیکر توڑ ڈالا اون لوگون نے
کہا کہ ای شیخ تمنے ہمسے فریب کیا ساتوین یہ کہ متطوع احتساب مین اپنی نیت کے خالص

کرنے مین محتاج ہی کیونکہ یہ اسکے واسطے قربت ہی لیکن محتسب منصب پس اسپر امر کرنا فرض ہی اور یا فرض مین داخل نہین ہے اور کفایہ شعبیہ مین مذکور ہی کہ ابو عیاض رحمہ اللہ طرف ایک رباط کے گئے اور وہان چند جوانون کو شراب پیتے دیکھا پس آپکو شرم دامنگیر ہوئی اور اونکی طرف قصد کیا اور قریب ہو گئے پس جب اون سب نے تلوار اور چھری نکالی تو آپ بھاگ گئے پھر واسطے اللہ تعالی کے نیت خالص کرکے پھر آئے اور وہ سب انکے خوف سے بھاگ گئے واللہ اعلم

اکیاونواں باب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیطرف احتساب کے سبب کے بیان مین

تمامی اصحاب کے بارہ مین اللہ نے ذکر کیا کانوا یہدون بالحق وبہ یعدلون ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر یعنی تمامی اصحاب ساتھ حق کے ہدایت کرتے تہے اور اوسکی ساتھ عدل کرتے تہے اور اختیار کرنے بہلے کام کے اور بچنے برے کام سے حکم کرتے تہے اور وہ کئی سبب ہین ایک یہ کہ حضرت عمر رضہ سے مروی ہی کہ آپنے فرمایا کہ مجکو دنیا سے تین چیزین محبوب ہین ایک امر معروف دوسرا نہی عن المنکر تیسرا راہ خدا مین حد قائم کرنا اسیطرح کتاب یواقیت المواقیت کے باب الصوم فی الصیف مین مذکور ہے دوسرے یہ کہ مروی ہے کہ قیامت کے دن عدل کا نشان عمر رضہ کے ہاتھ مین ہوگا اور یہ کفایہ شعبیہ کی مجلس مرتدین تقسیم اموالہ مین مذکور ہی پس اگر کہا جاوے کہ اونکا عدل کسطور سے معلوم ہوا حالانکہ اونہون نے ظلم سے اپنی بیٹے ابو شحمہ کو قتل کیا ہو جیسا کہ منقول ہی کہ اونہون نے اونکو اسقدر مارا کہ وہ مر گئے پھر باقی حد کو بعد مر جانے اونکے اونپر تمام کیا حالانکہ موتی کا مارنا صریحا ظلم ہی پس ہم اسکے جواب مین کہینگے کہ فتاوی ظہیریہ کی آخر کتاب مین مذکور ہے کہ مستغفری رحمہ اللہ نے کتاب معرفۃ الصحابہ مین ذکر کیا ہی کہ ان ما یذکر الناس ان عمر رض ضرب ابنہ ابا شحمۃ حتی مات وضرب الباقی بعدہ فہو کذب یعنی جو کچھ کہ لوگ عمر رضہ کی شان مین ذکر کرتے ہین جہوٹ ہی اور بعض لوگون نے کہا ہی کہ یہ سب بہتان محمد بن تمیم رازی نے پہیلایا ہی اور یہ بڑا ہی دروغ گو اور حدیث کا بنانے والا تہا اور صحیح یہ ہی کہ بعد جاری کرنے حد کے اوسکے تمام زخم بھر گئے تھے اور کچھ دنون زندہ رہا اور بعد اوسکے اپنی موت سے وفات پائی تیسرے یہ کہ احتساب معاصی اور منکرات کا دور کرنا ہے

نہین ہوئی تھی مگر بعد دور کرنے وسوسہ شیطان کے لوگون کے دل سے اور حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے شان مین نص صریح واقع ہی کہ آپکے سایہ سے شیطان بھاگتا تھا تو جننا
کا منسوب کرنا اونکی طرف بہتر اور اولی ہے چاہتے یہ کہ عمر رضہ کا احتساب زمین پر واسطے
زلزلہ کے جاری ہوتا تھا اخبار مین مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضہ کے زمانے
مین زلزلہ واقع ہوا تھا تو آپ مع اپنے صحابہ کے باہر نکلے اور دُرّہ زمین پر مارا اور فرمایا
کہ اللہ جل جلالہ جل شانہ کے حکم سے ٹھہر جا پس زمین ٹھہر گئی پانچوین یہ کہ انکا امر معروف
پانی پر بھی جاری ہوتا تھا جیسا کہ مروی ہی کہ آپکے زمانہ مین ایکمرتبہ دریای نیل کا پانی خشک
ہوگیا اور اسکی آپکو خبر ہوئی آپنے دریافت فرمایا کہ کبھی زمانہ جاہلیت مین بھی اسکا پانی
خشک ہوا تھا لوگون نے کہا کہ ہان پھر فرمایا کہ اوسوقت لوگ کیا کرتے تھے عرض کی کہ
ایک کنواری لڑکی کو ساتھ بناؤ سنگار کے نیل مین ڈال دیتے تھے تب اسکا پانی جوش کھاتا تھا پس
حضرت عمر رضہ نے یہ لکھا کہ من عبد اللہ امیر المومنین الے واد النیل بسم اللہ الرحمن الرحیم اما انا فلا اجعلہا
برسم الجاہلیۃ ولکن سیری باذن اللہ اور حکم کیا کہ یہ رقعہ رود نیل مین ڈالدین پس پانی نے
جوش کھایا حالانکہ وہ کم تھا اور اسیطرح قیامت تک جوش مین رہیگا یہ کفایہ شعبیہ کے باب
حکایات اور اخبار متفرقہ سے منقول ہی واللہ اعلم۔

باونواں باب شراب اور آلات لہو کے احتساب مین

محتسب پر آلات لہو اور شراب کے برتن توڑنے سے کچھ تاوان نہین ہی اور اگر کسی غیر محتسب نے
توڑا تو امام محمد رحنے کتاب کا سانیات مین لکھا ہے کہ بالاتفاق اوسپر تاوان نہین ہی
لیکن اگر اوسنے چھوڑ دیا اور اوسکو نہ توڑا تو وہ پھر اپنا وہی بد کام کریگا اور اگر کوئی
ان دونون کے ماسوا ہو تو نزدیک امام ابو یوسف اور محمد رحمہ اللہ کے اوسپر بھی تاوان
نہین ہی اور اسی پر فتوی ہے بسبب اوکھاڑنے مادہ معصیت کے اور شفا سینہ مسلمانان
کے اور اسی پر تابعین رضی اللہ عنہم کا عمل تھا حکایت ایک زاہد نے خلیفہ سلیمان
بن عبد الملک کے شراب کے برتنون کو توڑ ڈالا خلیفہ نے اونکو پکڑا اور عادت خلیفہ کی یہ تھی
کہ جسپر غصہ ہوتا تھا اوسکو قتل کرتا تھا پس وزیر ونکی رای اسبات پر متفق ہوئی کہ زاہد کو

خچر کے قدم کے نیچے ڈالدے کہ وہ انکو مار ڈالے یہانتک کہ اوس رات کو سامنے خچر کے اونکو ڈالدیا اور خچر نے اونکے ساتھ کچھ نہ کیا جب زاہد کو لوگون نے صبحکو دیکھا تو خوشرو اور صحیح پایا پس جان لیا کہ اللہ تعالی نے اسکی حفاظت کی اور معافی تقصیر کی چاہکر اور اوسکو چھوڑ دیا مسئلہ باجون کا بجانا مثل بجانے قصب وغیرہ کے حرام ہی کیونکہ یہ ملاہی سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ استماع الملاہی معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا کفر یعنی ملاہی کا سننا گناہ ہی اور اوسمین بیٹھنا فسق ہی اور اسکر لذت پانا کفر ہے اور یہ بطور تشدد کے ہی مگر جبکہ یک بیک سُنے تو معذور رہی اور واسطے نہ سنائی دینے کے حتی الامکان سعی کرنا واجب ہی کیونکہ مروی ہی کہ انہ علیہ السلام دخل اصبعیہ فی اذنیہ یعنی اپنی اونگلیون کو کانون مین ڈالے لیتے تھے مسئلہ ایک شخص نے بطور احتساب کے کسی کی شراب کی مشک پھاڑکر شراب کو بہا دیا تو آیا اوسپر تاوان دونون کا چاہیے یا ایک کا جواب اوسپر فقط تاوان مشک کا ہی نہ شراب کا کیونکہ شراب غیر متقوم ہی اور مشک متقوم ہی مگر جبکہ اسکا کرنے والا امام ہو یا حاکم تو اوسپر کچھ نہین ہی کیونکہ اسمین اختلاف ہی اور اسکی مثال یہ ہی کہ ذمی جبکہ دار الاسلام مین شراب اور سور کا بیچنا ظاہر کرے تو اس سے وہ منع کیا جاوے اور اگر کسی نے اوسکی شراب کو بہا دیا یا اوسکے سور کو مار ڈالا تو وہ ضامن ہی مگر جبکہ وہ امام ہو اور یہ کام اوسنے مصلحت جانکر کیا ہو کیونکہ اسمین اختلاف ہی اور ملتقط کے اشربہ مین ہی کہ اگر کسی نے کسی مسلمان کی شراب کے خم کو توڑ ڈالا حالانکہ اوسنے واسطے سرکہ بنانے کے رکھی تہی تو بالاتفاق وہ ضامن ہی اور فتاوی النسفیہ مین ہی کہ قوم ترک ایکروز مقام فسا مین اکٹھا ہوئے شیخ الاسلام نے اونکو فعل منکر سے منع کیا وہ لوگ باز نرہے پس محتسب نے ایک گروہ دروازے پر رکھوا اور لوگون کو بھیجا کہ اونکو ہٹا دین اور اونکی شراب کو بہا دین پس ایک جماعت فقہا کی گئی اور اونکی شراب کو بہا دیا اور تھوڑی شراب مین واسطے سرکہ بنانے کے نمک ڈالدیا اور شیخ کو اسبات سے خبر دی اونھون نے حکم دیا کہ نمک کچھ مت چھوڑ و اور اونکے سب مٹکون کو توڑ ڈالو اور باقی شراب کو بھی بہا دو اگرچہ اونمین

نمک ڈالدیا گیا ہی اور فتاوی خانیہ مین ہی کہ کوئی چیز معازف اور ملاہی سے رکھہ لینا مکروہ ہی اور اس سی گنہگار رہوتا ہی اگرچہ اوسکا استعمال نہ کرے کیونکہ ان چیزون کا رکھنا لھو ہی اور صلوۃ مسعودی مین ہی کہ بعض بزرگون نے کہا ہی کہ جس گھر مین آلات لھو ہون مثل شطرنج یا سنکھہ وغیرہ کے ہو تو اوس گھر مین فرشتے نہین آتے ہین اور ایسی گھر مین نماز پڑہنی مکروہ ہے اسی بارہ مین خواجہ امام زاہد فخر الدین نے ایک حدیث باسناد صحیح سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سی روایت کی ہی کہ جس قافلہ مین جرس یا سنکھہ ہو اوسمین کچھ برکت نہین ہوتی ہی واللہ اعلم بالصواب۔

ترپنواں باب آداب احتساب مین

آمر بالمعروف کو چاہیے کہ واسطے اچھے کام کرنے کے پوشیدہ حکم کرے اگر ہو سکے کیونکہ یہ پند اور نصیحت مین بہت ابلغ ہے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جسنے اپنے بھائی کو بالاعلان وعظ اور نصیحت کی اوسنے بتحقیق اوسکے عیب جوئی کی اور جسنے پوشیدہ کیا اوسنے اوسکو آراستہ کیا اور زینت دی پھر اگر اوسکو نصیحت پوشیدہ نافع نہو تو بالاعلان امر کرے اور امر بالمعروف کو واسطے اللہ کے اور عزت دینے دین کے کرنا چاہیے نہ واسطے عبرت نفس کے تاکہ اللہ تعالی اوسکو نصرت اور رفعت عطا کرے اور اگر بسبب حمیت نفس کے ہوگا تو اللہ تعالی اوسکو رسوا کریگا کیونکہ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نزدیک ایک درخت کے پہونچا کہ جسکی لوگ پرستش کرتے تھے اور غصہ ہو کر کہا کہ سوای اللہ تعالی کے اسکی بھی پرستش کیجاتی ہی اور تبر لیکر اپنے گدہے پر سوار ہوا اور واسطے کاٹنے اوس درخت کے چلا کہ راہ مین ایک شیطان بصورت آدمی کے ملا اور کہا کہ کہان جاتا ہی اوسکے جواب مین کہا کہ ہمنے ایک درخت دیکھا ہی کہ لوگ اوسکی پرستش کرتے ہین مین نے اللہ تعالی سے عہد کیا ہی کہ اپنے گدہے پر سوار ہو کر جاؤن اور تبر سے اوسکو کاٹ ڈالون شیطان نے کہا کہ تو پھر جا تجکو اوس سی کیا کام ہے چھوڑ دے کہ اللہ تعالی اوسکو اپنی طرف سے دور کرین ڈالیگا وہ حضرت اس کہنے سے نہ پھرے پھر شیطان نے کہا کہ مین تمکو چار درم روز دیا کرونگا پھر جاؤ اور وہ درم اپنے بستر کے نیچے سے ہر روز صبحکو اوٹھا لینا پس وہ واپس آئے

اور تین روز تک صبحکو وہ اشرفی پاتے رہے پھر بعد تین دن کے موقوف ہو گئین
آپنے ایکروز پا اوسکا انتظار دیکھا پھر پانچوین روز تبر لیکر اور گدھے پر سوار ہو کر واسطے
کاٹ ڈالنے درخت مذکور کے چلے پھر ناگاہ وہی شیطان بصورت آدمی کے نظر آیا
اور کہا کہ تو کہان جاتا ہی فرمایا کہ مین واسطے کاٹنے فلان درخت کے جاتا ہون تب
شیطان نے کہا کہ اب تجھمین وہ طاقت نہین ہی کیونکہ اوّل بار تیرا جانا بسبب غضب
خدا تعالی کے تھا اگر اوسوقت آسمان اور زمین والے جمع ہوتے تو بھی تو پھر نہین
سکتا تھا لیکن اسوقت تیرا نکلنا بسبب پانے درم کے ہی تو اوسکے سامنے نہ جاویگا کہ
تیری گردن ٹوٹ جاویگی بس وہ حضرت اپنے گھر کو پھر آئے اور درخت کو چھوڑدیا
اور آمر معروف کو عالم معروف اور منکر کا ہونا چاہیے کیونکہ جاہل احکام کو اچھے طور سے
نہین کر سکتا ہی اور ہمین گمان ہی کہ شاید وہ واسطے فعل منکر کے حکم کرے اور واسطے
فعل معروف کے نہی کرے اور اوسمین منافقون کی نشانی ظاہر ہو جیسا کہ اللہ تعالی نے
ارشاد فرمایا کہ المنافقون والمنافقات بعضھم من بعض یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف
اور چاہیے کہ ساتھ نرمی او شفقت کے احتساب کرے اور اوسمین غصہ اور زجر کی آمیزش
نہو اسواسطے کہ اللہ تعالے نے موسی اور ہارون علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے کہا
جسوقت کہ اونکو طرف فرعون کے بھیجا کہ فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی یعنی اوس سے
تملوگ ساتھ نرمی کے کہو شاید کہ نصیحت پکڑے اور ڈرے اور احتساب کرنے والے کو
صابر اور حلیم ہونا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالی نے خبر لقمان مین کہا ہی کہ وأمر بالمعروف و
انہ عن المنکر واصبر علی ما اصابک یعنی امر بالمعروف کر اور نہی عن المنکر اختیار کر اور جو مصیبت
کہ تجھپر ہووے اوسپر صبر کر اور وہ خود اوسپر عمل کرنے والا ہو تاکہ کوئی عیب جوئی اوکی
نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالے نے شعیب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی خبر مین ارشاد فرمایا
ہے کہ وما ارید ان اخالفکم الی ما انہکم عنہ اور تاکہ وعید مین اللہ تعالے کے داخل نہو جیسا
کہ اللہ تعالے کے اس قول مین ہی کہ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم اور انس بن مالک
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رأیت لیلۃ اسری بی

رجیا لا یقرض شفاہم بالمقاریض فقلت من ہولاء یا جبرئیل فقال خطباء امتک الذین یامرون
الناس بالبر وینسون انفسہم یعنی شب معراج مین ہینے دیکھا کہ لوگون کے ہونٹھ مقراض سے
کاٹتے ہین تو مین نے پوچھا کہ ای جبرئیل یہ کون لوگ ہین کہا آپکی امت کے خطبا اور علما
ہین کہ لوگون کو واسطے نیکی کے حکم کرتے تھے اور خود نہین کرتے تھے اور چاہیے کہ وہ ارادہ
کرنے والا ہو حتی الامکان مگر اعلی امور کا جیساکہ اللہ تعالی نے حضرت شعیبؑ کی خبر مین کہا
ہی کہ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت یعنی نہ ارادہ کرتی الامکان مگر اصلاح کا اور چاہیے کہ جانے
توفیق اوسکی احتساب پر اللہ تعالی سے ہے اور اللہ تعالی پر متوکل ہو جیساکہ اللہ تعالے نے
حضرت شعیبؑ کی خبر مین فرمایا ہی کہ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب یعنی نہین ہی
توفیق میری مگر ساتھ اللہ کے اوسی پر توکل کیا مین نے اور اوسی طرف رجوع ہوتے
مسئلہ اگر محتسب امر معروف کو ترک کرے اور منہیات کا مرتکب ہو تو آیا غیر کو امر اور نہی کرنا
اوسپر واجب ہی یا نہین جواب واجب ہی بموجب فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے کہ مروا بالمعروف وان لم تعلوا بہ وانہوا عن المنکر وان لم تنہوا عنہ یعنی تم واسطے امر المعروف
کے حکم کرو اگرچہ تم اوسپر عمل نہین کرتے ہو اور فعل منکر سے منع کرو اگرچہ تم اوس سے باز
نہین رہتے ہو کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اوسکو ثواب امر معروف
اور نہی عن المنکر کا ہوتا ہی جبکہ اوسمین وہ اخلاص کرنے والا ہو اور اوسپر گناہ مخالفت
کا ہی اگر توبہ نہ کرے نعوذ باللہ منہا اور اوسکے حقمین وعید شدید ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا یوتی بالرجل یوم القیمۃ فیلقی فی النار فیندلق اقتاب بطنہ فیدور بہا کما یدور
الحمار بالرحی فیجتمع علیہ اہل النار فیقولون یا فلان مالک اما کنت تامر بالمعروف وتنہی عن المنکر
فیقول بلی قد کنت آمر بالمعروف ولا آتیہ وانہی عن المنکر وآتیہ یعنی آدمی دن قیامت
مین لایا جائیگا اور آگ مین ڈالا جاویگا یہانتک کہ اوسکی آنتین نکل پڑین گی اور وہ
اوسکے ساتھ پھرے گا جیساکہ گدہا چکی کے ساتھ پھرتا ہی اور اوسکے چارون طرف
دوزخی جمع ہوکر کہینگے کہ ای فلان تیرا کیا حال ہی کیا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
نہین کرتا تہا وہ کہیگا کہ مین واسطے بھلے کام کے حکم کرتا تہا مگر خود اوسپر عمل نہین کرتا تہا

اور فعل منکر سے منع کرتا تھا اور خود اوسکو عمل مین لاتا تھا لکتا ہی بندہ نیک کرے اللہ
تعالی اوسکے عمل کو کہ صوفیہ کرام رحمہم اللہ کے نزدیک احتساب مین ایک شرط
اور بھی ہی اور وہ یہ ہی کہ اپنے نفس کو حساب مین نہ دیکھے اور اگر دیکھا تو احتساب کو ترک
کرے **حکایت** ابو بکر شبلی رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ ایک کشتی شراب کی مٹکون سے
بھری ہوئی تھی اور بصرے سے واسطے خلیفہ کے جاتی تھی پس ابو بکر رح اوس کشتی پر چڑہ گئے
اور ہر ایک مٹکے کو اوٹھا کر اوسکی شراب کو بہاتے تھے اور تمام آدمی اونکی ہیبت
اور خوف سے خاموش تھے یہانتک کہ ایک مٹکا اوسمین سے باقی رہگیا اور اوسکو چھوڑ دیا اور
خلیفہ کے پاس لیگئے اور اوسوقت مین خلیفہ معتصم باللہ تھے پس خلیفہ نے کہا کہ تمنے یہ
کیون کیا کہا کہ اللہ تعالے خلیفہ کی تایید کرے اگر مجکو معلوم ہوتا کہ تیرے پیٹ مین شراب
ہی تو مین اوسکو بھی بہاتا پس معتصم نے کہا کہ مین تمہارے ارادہ کو جانتا ہون اور وہ یہ ہے
کہ مین تمکو قتل کرا دون تاکہ تم شہید ہو اور ہم ہرگز ایسا کام نہ کرینگے پھر خلیفہ نے کہا کہ
اس مٹکے کو کیون چھوڑ دیا کہا کہ جب سبکو بہاتا تھا تو اپنے نفس کو اوسکے بہانے کے
وقت اپنے قابو مین نہ دیکھتا تھا اور جبکہ ایک باقی رہگیا تو مین نے اپنے نفس کو دیکھا اور
بغرض اپنے نفس کے اوسکو نہ بہایا اور چاہیے کہ احتساب مین کسی کا خوف نہ کرے مگر اللہ
تعالے کا بلکہ اوس سے استعانت کرے اور اللہ تعالے پر توکل کرکے احتساب مین
داخل ہو اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا اتخشونہم فاللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مومنین یعنی کیا
تملوگ اوس سے ڈرتے ہو پس اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ تملوگ اوس سے ڈرو اگر تم
مومن ہو **حکایت** ابو غیاث زاہد رحمہ اللہ بخارا کے گورستان مین رہتے تھے
ایک مرتبہ واسطے ملاقات خالد کے شہر مین آتے تھے ناگاہ امیر نصیر بن احمد کے
لڑکے اور چند گانے والون کو معہ آلات لہو کے اونکے ساتھ اپنے گھر سے نکلتے دیکھا
زاہد نے دیکھکر کہا کہ اے نفس ایسا امر واقع ہوا ہی کہ اگر تو خاموش رہیگا تو تو بھی انکی شرکت مین شامل
ہوگا پھر طرف آسمان کے سر اوٹھا کر اللہ تعالے سے مدد مانگی اور لاٹھی لیکر اونپر حملہ
کیا وہ سب دار السلطنت کے طرف پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور زاہد نے اونکا پیچھا کیا بادشاہ نے

زاہد سے کہا کہ کیا تم نہین جانتے کہ جو کوئی بادشاہ پر حملہ کرتا ہی وہ قید خانے مین سزا پاتا ہے ابو غیاث نے بادشاہ کو جواب دیا کہ کیا تو بھی نہین جانتا ہی کہ جو کوئی اللہ تعالے سی عداوت رکھتا ہی وہ دوزخ مین فریادرس چاہتا ہی تب بادشاہ نے کہا کہ تمکو کس نے متولی اور محتسب بنایا ہے کہا کہ جسنے تجکو متولی اور محتسب کیا ہی آمیر نے کہا کہ مجکو خلیفہ نے بنایا ہی ابو غیاث رحمہ اللہ نے کہا کہ مجکو بھی پروردگار خلیفہ نے متولی بنایا ہی پھر آمیر نے کہا کہ ہمنے تمکو سمرقند کا متولی اور محتسب کیا اونہون نے جواب دیا کہ مین نے اپنے تئین اس سی معزول کیا امیر نے کہا کہ تم عجب آدمی ہو جس مقام مین کہ تم مامور نہین ہو وہان احتساب کرتے ہو اور جس مقام مین کہ مامور کیے جاتے ہو وہان اوس سے اپنے کو بری کرتے ہو جواب دیا کہ جس مقام کا تو مجکو متولی اور محتسب بنائے گا اوسکے واسطے ضرور ہی کہ ایکدن تو مجکو معزول بھی کرے گا اور جبکہ مجھے خدا نے متولی کیا ہی پس کسیکو طاقت میرے معزول کرنے کی نہین ہی امیر نے کہا کہ مجھسے کچھ اپنی حاجت چاہو ابو غیاث رحمہ اللہ نے اونسے کہا کہ میرے جوانی کو پھیر دے اونہون نے کہا کہ یہ مجھسے نہین ہو سکتا ہی دوسرا سوال کر کہا کہ مالک داروغہ جہنم کو لکھدے کہ وہ مجھپر عذاب کرے آمیر نے کہا کہ یہ بھی میری طاقت نہین ہی دوسرا سوال کر کہا کہ طرف رضوان داروغہ جنت کے لکھدے کہ مجھے جنت مین داخل کرے امیر نے کہا کہ یہ بھی میری طاقت نہین ہی تب ابو غیاث زاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم اپنے اوس پروردگار کے ساتھ ہین جو تمام حاجتون کا مالک ہی ہم کسی سے نہین سوال کرتے ہین مگر وہ قبول کر لیتا ہی پھر آمیر نے مجبور ہو کر اونکو چھوڑ دیا وہ چلے گئے آور شرعۃ الاسلام مین مذکور ہے کہ واسطے امر معروف کی تین شرطین ہین آیک نیت کا صحیح ہونا اور مراد اس سے کلمہ اللہ تعالی کا بلند کرنا ہے دوسرے حجت کا پہچاننا تیسرے مصائب پر صبر کرنا آور اوسمین تین خصلتین ہونی واجب ہین ایک امر و نہی مین نرمی کرنی جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہے فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم کیونکہ غلظت اور سختی سے زیادہ نہین ہوتا ہی مگر فساد دوسرے حلم ہیانتک کہ اگر اوسکو کوئی سخت کہے تو برداشت کرے تیسرے داناائی تاکہ اوسکا

ہو معروف منکر ہو جاوے اور شرح ادب قاضی خصاف رحمہ اللہ مین ہی کہ جب قاضی مسجد
مین داخل ہو اور مخالف کیطرف مخاطب ہو کر سلام کرے اور اوس سے مراد عام سلام ہے
تو کچھ مضائقہ نہین ہی مگر مشایخ نے اسمین اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا ہے کہ سلام کرنے
مین کچھ مضائقہ نہین اور اگر ترک کرے تو اوسکو گنجایش ہے تاکہ ہیبت اوسکی باقی رہے
اور جاہ و حشمت زیادہ ہو اور یہی وجہ ہی کہ والیان ملک اور امرا اور روسا جب بیٹھتے
ہین تو وہ کسیکو سلام نہین کرتے ہین اور اوسکے ترک کرنے اور تاویل کرنے مین کچھ مضائقہ
نہین ہی جیسا کہ صاحب کتاب نے اس قول کی طرف میلان کیا ہی اور بعضون نے کہا
ہی کہ اسکو سلام کرنا چاہیے اسمین گنجایش ترک کرنیکی نہین ہے اور یہی حال ہی والی اور
امیر کا جب وہ آوے تو سلام کرے کیونکہ یہ سنت ہی اور سنت کے ترک کی گنجایش نہین
ہی بسبب متعلق ہونے ساتھ عمل کے اور اسیطرح کلام ہے وقت داخل ہونے کے بھی
لیکن جبکہ واسطے حکم کے بیٹھے تو اہل خصومت پر سلام نہ کرے اور نہ اہل خصومت قاضی
پر تحیت اس سے معلوم ہوا کہ اسیطرح محتسب بھی بازاری لوگون پر سلام نہ کرے جبکہ
وہ واسطے احتساب کے گردش کرے اور کفایہ شعبیہ مین ہی کہ ابو القاسم حکیم رحمہ اللہ سے
حکایت ہی کہ انسے کہا گیا کہ تم واسطے بھلے کام کرنے کے کیونکر حکم کروگے کیونکہ اگر تم اوسکے
سامنے کہا تو شکستگی حرمت کی ہی اور اگر پیچھے کہا تو غیبت ہی اور اگر خاموش رہوگے تو ترک
نصیحت ہی اور ان تین وجوہ سے امر معروف خالی نہین رہتا ہی پس اسمین تم کیا کروگے
آپنے کہا کہ اگر وہ شخص مجھسے بیٹھتا ہے تو پہلے اوسکو انجام اوسکا بتاؤ اور اوسکی برائی بیان
کرو اور اوس سے کہو کہ یہ چیز حرام ہے اور یا اوس سے سوال کرو کہ جو شخص کہ ایسے فعل
مین مبتلا ہو اوسکے ساتھ کیا کیا جاوے تاکہ وہ خود بیان کرے کہ منع کیا جاوے اور
سمجھایا جاوے **حکایت** ایک مرتبہ امام حسنین رضی اللہ عنہما طرف ایک جنگل کے
تشریف لیگئے اور ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ وضو کرتا ہے لیکن اوسکو طریقہ وضو کا
معلوم نہین ہی پس دونون حضرات نے سوچا کہ اس سے ایسے طور سے کہنا چاہیے
کہ وہ برا نہ مانے کیونکہ یہ ضعیف اور بزرگ ہی اور اتفاق کیا کہ اوسکے پاس چلکر [illegible]

تجاہل عارفانہ کے وضو سیکھنا چاہیے الغرض دونون صاحبون نے اوسکے پاس جاکر کہا کہ
اے شیخ ہملوگون کو دیکھو کہ کون آدمی وضو اچھے طور سے کرنا جانتا ہے اور دونون نے
اوسکے سامنے وضو کرنا شروع کیا بعد ختم وضو کے بڈہے نے کہا کہ آپ دونون حضرت
وضو کرنا اچھا جانتے ہین مین نے بھی آپ لوگون سے سیکھ لیا اور اگر وہ شخص سال و سن
مین تیرے مقابل ہو تو اوسپر ساتھ نرمی اور دلجوئی اور دلدہی کے امر کر اور اگر تجھسے
چھوٹا ہو تو اوسپر بعد تلطف اور مہربانی اور ضیافت کے امر کر تا کہ دلتنگ نہو **حکایت**
حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نے دوسو مجوسی کی ضیافت کی جب
وہ لوگ کھانا کھا چکے تو حضرت ابراہیم کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ اے ابراہیم ہمکو کیا حکم
کرتے ہو فرمایا کہ تمسے مجکو کام ہے اون لوگون نے کہا کہ کیا کام ہے تب آپنے فرمایا کہ میرے
پروردگار کو سجدہ کرو تو سبھون نے آپسمین مشورہ کرکے کہا کہ اس شخص نے ہمارے ساتھ
نیکی اور بھلائی کی ہے اگر ہم ایکبار اسکے پروردگار کو سجدہ کرلین اور پھر اپنے پروردگار
کیطرف رجوع کرین تو ہمین ہمارا کیا نقصان ہے اور سب نے سجدہ کیا تو حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے مناجات کی کہ اے اللہ میری کوشش یہانتک تھی کہ مین نے انکو اسپر آمادہ
کیا اب اس سے زیادہ مجکو طاقت نہین ہے اور توفیق اور ہدایت کا مالک تو ہے اے
اللہ تعالی تو ان لوگون کے سینہ کو اسلام سے منور کردے یہ مناجات تمام ہوئی تھی
کہ سب نے سر سجدہ سے اوٹھایا اور اسلام لائے اور منجملہ ادب احتساب کے یہ ہے کہ جو عمر رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ رات کو وقت گشت کے دروازے کے سوراخ سے کسی مکان مین
چراغ جلتے دیکھا اور اوسمین لوگون کو شراب پیتے ہوے پس آپ متحیر ہوکر مسجد
مین گئے اور وہانسے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو طرف دروازے کے
لائے کہ تم دیکھو اب ہم کیا کرین اونھون نے جواب دیا کہ قسم خدا کی مجھسے وہی کام ہوا کہ
جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منع فرماتے تھے ایک یہ کہ ہمنے تجسس کیا
دوسرے یہ کہ ہمنے اوس قوم کے ستر کو دیکھا جو ہمسے پوشیدہ تھے تیسرے یہ کہ ہمنے
اوسکو ظاہر کیا حالانکہ ہمکو مخلوق اللہ تعالی کے پردہ کو کھولنا نچاہیے تب عمر رضی اللہ عنہ نے

فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تم سچے ہو اور دونوں پھر آئے پس جاننا چاہیے کہ اس خبر میں کئی فوائد ہیں ایک یہ کہ رات کو گشت کرنا اور پھرنا جائز ہی بلکہ سنت عمر رضؓ کی ہی دوسرے یہ کہ محتسب کو مشکل امور میں اپنے اصحاب سی مشورہ کرنا چاہیے جیسا کہ عمرؓ نے عبدالرحمن بن عوف رضؓ سے مشورہ کیا تیسرے یہ کہ محتسب کو تجسس اور جاسوسی کرنا منع نہیں ہی اور اسیطرح مروی ہی کہ حضرت عمر رضؓ ساتھ ابن مسعود رضؓ کے ایک رات گشت فرماتے تھے کہ دروازہ کے سوراخ سے ایک شخص کی حالت سی مطلع ہوئے یعنی دیکھا کہ سامنے ایک بڈھے کے شراب رکھی ہے اور گانے والے موجود ہیں پس دونوں صاحب دیوار پر چڑھ گئے اور کہا کہ یہ شیخ کیسا برا ہی کہ بڈھا ہو کر اس حال میں رہتا ہی پس بڈھا اوٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ ای امیرالمومنین تمکو خدا کی قسم کھڑے رہو اور میرا انصاف کردو یہاں تک کہ ہم آپسے کچھ باتیں کرلیں آپنے فرمایا کہ کہو وہ کیا ہی بڈھے نے کہا کہ اگر میں نے اللہ تعالی کی نافرمانی ایک بات میں کی تو آپنے تین باتوں میں اللہ تعالی کی نافرمانی کی آپنے فرمایا کہ وہ تین باتیں کیا ہیں بڈھے نے کہا کہ ایک یہ ہی کہ آپنے تجسس کیا حالانکہ اللہ تعالے نے اس سی منع کیا ہی کہ لا تجسسوا دوسرے یہ کہ آپ دیوار پر چڑھ گئے حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ واتوا البیوت من ابوابہا یعنی تم گھروں میں دروازہ سی آؤ پشت سی نہ آؤ اور فرمایا کہ ولیس البر ان تاتوا البیوت من ظہورہا تیسرے یہ کہ آپ بغیر اجازت کے داخل ہوئے حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اہلہا پس عمر رضؓ نے کہا کہ تم سچے ہو میری تقصیر کو معاف کرو کہا کہ اللہ تعالی آپ کو بخشدے پھر آپ روتے اور کہتے ہوئے نکلے کہ عمر ہلاک ہو چکا تھا اگر اوسکو اللہ تعالی نہ بخشتا اوسنے ایک شخص کو ساتھ اپنے اہل اور اولاد کے پوشیدہ پایا تھا اور اب وہ کہتا ہی کہ مجکو امیرالمومنین نے دیکھا پس اس حدیث نے دلالت کی کہ محتسب کو بغیر اجازت گھر میں نجانا چاہیے اور نہ دیوار پر چڑھنا اور نہ خانہ تلاشی کرنا پھر اگر کہا جاوے کہ بیان میں احتساب کی اوس شخص پر جو گھروں میں بدعت ظاہر کرے مذکور ہے کہ محتسب کو بغیر اجازت کسی کے

مکان مین داخل ہونا جائز ہے اوسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ یہ اوسوقت ہی کہ جب
بدعت ظاہر کرے اور یہان حکم اوسکا ہی کہ جہان پوشیدہ کرتا ہو ان دونون حکایتون کو
کتاب قوت القلوب مین جو شیخ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ کی تصنیف سے ہے بیان مین مشاہدہ
اہل مراقبہ کے ذکر کیا ہے مسئلہ محتسب کو بازار مین پہرنا یا اہل بازار کو واسطے دریافت
کرنے حالات کے اپنے گھر مین بلانا جائز ہی یا نہین جواب محتسب کو بازارون مین
پہرنا اولی ہے کیونکہ بازاریون کو اپنے پاس بلانے مین اونکو اپنے کام سے منع کرنا اور
روکنا ہی اور یہ بغیر ثبوت جنایت اور خطا کے اونکو ضرر دیتا ہے بخلاف قاضی کے جبکہ وہ
خصم اور مدعی کو بلاتا ہی اسواسطے کہ خصم بظاہر ظالم ہی پس درمیان اوسکے اور اوسکے
کامون کے خلل ڈالتا ہی اور اخبار مین ہی کہ کلب روم نے ہدیہ کپڑے اور گھوڑے کا
طرف عمرؓ کے بھیجا پس جبکہ وکیل اوسکا مدینہ مین آیا تو پوچھا کہ دار الخلافت اور خلیفہ کا
مکان کہان ہی لوگون نے کہا کہ اونکا کوئی گھر اور محل نہین ہی جیسا کہ تیرا گمان ہی بلکہ فلان
جگہ ایک چھوٹا سا مکان ہی کہ وہان پہ وہ رہتے ہین پس وہ وکیل اوسطرف چلا اور
دیکھا کہ ایک چھوٹا سا گھر ہے کہ جسکا دروازہ مدتون سے سیاہ ہو اونکو وہان پر تلاش کیا معلوم
تو نہ پایا معلوم ہوا کہ بازار مین واسطے حوائج مسلمانون کے گئے ہین پھر وہ وکیل انکی تلاش
مین گیا اور اونکو نیچے سایہ دیوار کے سوتے پایا اور تکیہ کی جگہ پر دُرّہ رکھا ہوا تھا وکیل نے
اونکو اس حال مین دیکھکر کہا کہ بیشک تم عادل ہو کہ تمکو اسقدر امن حاصل ہے کہ جہان
چاہتے ہو سو رہتے ہو اور ہمارے امرا ظالم ہین اس سبب سے وہ ہمیشہ قلعہ اور لشکرونکے
محتاج رہتے ہین مسئلہ محتسب کو وقت داخل ہونے بازار کے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو حی لا یموت بیدہ الخیر وہو علی کل شئی قدیر کہنا مستحب ہے
کیونکہ مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من قال ذلک کان لہ بعدد
من فی السوق عشر حسنات یعنی جس شخص نے یہ کہا اوسکے واسطے دس نیکیان بشمار اہل بازار
کے لکھی جاینگی اور قوت القلوب مین ہی کہ عمرؓ جب بازار مین جاتے تو کہتے اللھم انی اعوذ بک
من الکفر والفسوق ومن شر ما احاطت بالسوق اور کہتے تھے کہ اللھم انی اعوذ بک

من یمین فاجرة وصفقة خاسرة اور حسن رحمہ اللہ کہتے تھے کہ جو کوئی بازارون مین اللہ تعالی
کو یاد کرے قیامت کے دن اوسکا چہرہ مثل آفتاب کے منور ہوگا اور اوسکی دلیل و برہان مثل
آفتاب کے روشن ہوگا اور جو کوئی بازارون مین استغفار کرے تو اللہ تعالی اوسکے گناہ کو
بشمار اہل بازار کے بخشدیگا اور احتساب مین ذمی پر بھی نرمی کرنا مستحب ہی کیونکہ مروی
ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہود آئے تھے اور السام علیک کہا تھا آپنے
اوسکے جواب مین وعلیکم فرمایا پہر عائشہ صدیقہ رض نے کہا کہ السام علیکم ولعنکم اللہ وغضب علیکم پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ تمکو نرمی کرنا لازم ہی اور ترشروئی اور
فحش سے بچتے رہنا پس عائشہ صدیقہ رضنے عرض کیا کہ کیا آپنے نہین سنا جو اونہون نے کہا
آپنے فرمایا کہ کیا تمنے بھی نہین سنا جو ہمنے رد کیا اور واسطے میرے اونکے قبول ہوا اور
میرے حق مین اونکے واسطے نہ قبول ہوا واللہ اعلم

چوالیسوان باب گھر مین بدعت ظاہر کرنیکی احتساب مین اور محتسب کے ہجوم کرنیکے بیان مین

ایام نوروز مین رقعہ لکھنا اور دروازون پر لگانا مکروہ ہی کیونکہ اسمین اللہ اور رسول کے
نام کی سبکی ہے اور شرح کرخی مین مذکور ہے کہ بشیر نے کہا کہ مین نے ابو یوسف رحمہ اللہ
سے سنا ہی کہ ایک گھر سے آواز مزامیر اور آلات لہو کی سنائی دی پس کہا کہ بغیر اجازت
کے انکے مکان مین داخل ہو کیونکہ یہ لوگ فعل منکر کے مرتکب ہین اور اونکو اس سے
اسوقت منع کرنا واجب ہی اور اگر داخل ہونا انکے مکان مین بغیر اجازت انکی جائز
نہو تو منع کرنا ممکن نہین ہی اسواسطے کہ اونہون نے فعل منکر کرنے سے حرمت کو ساقط
کر دیا ہی پس اب بغیر اجازت کے انپر داخل ہونا جائز ہے اور ادب مین قاضی خصاف
سے نقل کیا ہی کہ ہمارے اصحاب رحمہم اللہ نے کہا ہی کہ مفسدون پر ہجوم کرنے اور
بغیر اجازت کے انکے گھرون مین داخل ہونے مین کچھ مضائقہ نہین ہی جبکہ آواز فساد کی
سنے اور یہ جانا انکا واسطے امر معروف اور نہی عن المنکر کے ہو اور اوسی مین مذکور ہے کہ
صاحب اقضیہ رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ خصم پر ہجوم کرنے مین ہمارے بعض اصحاب رحمہ اللہ
نے وسعت اور فراخی کی ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ اس سے مراد ابو یوسف رحمہ اللہ ہین

یعنی اقضیہ سے ۱۲

اور انسے مروی ہی کہ یہ اسنے زمانہ قضا مین ایسا ہی کیا کرتی تہے اور ہشام نے بھی امام محمدؒ سے
اسیطرح روایت کی ہی اور اصل اسکی وہ ہی جو عمرؓ سے مروی ہی کہ اونہون نے دو شخصون کے
گھر پر ہجوم کیا ایک اونمین قریشی تہا اور دوسرا ثقفی اور انکے گھرون مین شراب ہونیکی
آپکو خبر بھی پہونچی تہی چنانچہ ایک کے گھر مین نکلی اور دوسرے کے گھر مین نہ نکلی اور اسیطرح
ایک عورت کے گھر پر ہجوم کیا کہ وہ اپنے گھر مین نوحہ کرتی تہی اور اوسکو گھر سے نکالا
اور دُرّے سے اسقدر مارا کہ چادر اوسکے سر سے گر گئی اور صورت ہجوم کی خصوص پر یہ ہی
کہ کسی شخص کا قرضہ ہو اور مدیون اوسکا اپنے گھر مین پوشیدہ ہو جاوے اور اسکا چھپنا
قاضی کو معلوم ہو تو قاضی کو چاہیے کہ دو امین کو مع مددگار اوسکے گھر پر بھیجدے کہ اوسکی
گھر کو محاصرہ کرلین اور کچھ لوگ اوسکے دروازے پر رہین اور کچھ چھت پر ایسے طور سے
کہ بھاگنا اوسکا غیر ممکن ہو پھر عورتین اوسکے گھر مین گھسین اور مدیون کی عورت سے
کہدین کہ وہ ایک گوشہ مین جاکر چھپ جائے پھر بعد اوسکے قاضی اور پیادگان اور امین
اوسکے گھر مین جائین اور اوسکو اچھے طور سے ڈھونڈہین اگر نہ پائین تو عورتون سے کہدین
کہ وہ عورتون مین جاکر ڈھونڈہے شاید کہ عورتون مین جا چھپا ہو اور منجملہ اوسکے کہ آدمی پر
بسبب ظاہر کرنے بدعت کے اپنے گھر مین احتساب کیا جاتا ہی جماعت کا ترک کرنا ہی
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماعت کے چھوڑنے والے پر ساتھ جلادینے
اونکے گھر کے وعید فرمایا ہے واللہ اعلم۔

پچپن باب راستی کے قبضہ اور تصرف کے احتساب مین

ملتقط کی کتاب الصلح مین ہی کہ جو پرنالہ کہ راہ مین ہو اوسمین خصومت کرنے کا کوئی مجاز
نہین ہی اور نہ کوئی شخص اوسکو بند کرسکتا ہی اور اسی پر فتوی ہی اور جو اسکے خلاف ہے
عنقریب ہی کہ اوسکا بیان آئے گا جو لڑکے راہ مین جوز وغیرہ کھیلتے ہون منع کیے جائین
خواہ وہ قمار اور بازی سے ہو یا نہو کیونکہ اونہون نے ساتھ مشغول کرنے راستہ کے
لوگون پر ظلم کیا ہی لیکن اونکے جوز کو توڑنا نہ چاہیے کیونکہ مروی ہی کہ امام ابوحنیفہؒ
ساتھ سفیان ثوری رحمہ اللہ کے چلے جاتے تھے کہ راہ مین لڑکون کو جوز کھیلتے پایا آپنے

اونکے جوڑ کو پانون سے دباکر توڑ ڈالا لڑکے نے کہا کہ ای شیخ تجھسے کل اسکا بدلہ لونگا
یہ سنتے ہی اونپر غشی طاری ہوئی بعد افاقہ کے اونسے سفیان ثوری نے کہا کہ یہ جزع
فزع آپکو لڑکے کے کہنے سے کیسا تھا آپنے فرمایا کہ مجکو خوف ہوا کہ شاید انکو فرشتہ نے
تلقین کیا ہو کفایہ شعبیہ مین ہی کہ اگر لوگ غیر راستہ مین بھی قمار اور جوا کھیلتے پائے جائین
تو منع نکئے جائین کیونکہ قمار اور جوا حرام ہی اور اگر بغیر بازی کے کھیلین تو نہ منع
کیے جاوین کیونکہ ابن عمر رض واسطے اپنے لڑکون کے عید کے دن جوز خرید دیتے تھے اور وہ سب
ساتھ اوسکے کھیلتے تھے اور کھاتے تھے اور اسیطرح علی رضی اللہ عنہ بھی کرتے تھے **مسئلہ**
ایک شخص نے مسلمانون کی راہ سے مٹی اوٹھائی پس اوسکو یہ جائز ہی یا نہین **جواب**
اسمین دو حال ہین اگر وہ مٹی مثل کیچڑ اور گارے کے ہی تو جائز ہی کیونکہ یہ راستہ کا پاک
اور صاف کرنا ہی اور اگر نہین ہی پس اسمین اگر عام کا ضرر ہی تو نہین چاہیے کیونکہ نفع خاص
ساتھ ضرر عام کے جائز نہین ہی اور منجملہ اوسکے کہ جس سے عوام منع کیے جاوین راستہ مین
جانورون کا کھڑا کرنا اور پانی کا چھڑکنا ہی **مسئلہ** جس دھوبی نے اپنا گدھا راستہ مین کھڑا کیا
اور بسبب اوسکے کوئی آدمی ہلاک ہوا اور اوسکو یہ معلوم نہ تھا تو دھوبی ضامن ہی کیونکہ اوسنے
قصداً یہ کام کیا ہی اور اگر راہ کا چلنے والا قصداً اوسطرف سے گیا تو ضامن نہین ہی کیونکہ یہ مین
مختار ہے **مسئلہ** جس شخص نے راستہ مین پانی چھڑکا اور اہل بستی اوس راہ سے گئے اور پھسلکر
گر گئے تو چھڑکنے والا پانی کا ضامن ہی کیونکہ یہ اسکی تعدی ہی اور اگر ہلاک ہوا اور اوسنے
دوسرا راستہ بھی نہ پایا تو بھی ضامن ہی کیونکہ وہ جانے مین مضطر ہے اور مختار یہ ہی کہ اگر اوسکا
چھڑکنا واسطے دور کرنے غبار کے ہی تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اس سے زیادہ حلال
نہین ہی **مسئلہ** ایک کوچہ غیر نافذہ مین چند گھر تھے اور دروازہ اوسکا اوسکے بعض مکان
کی دیوار سے چھپ گیا تھا پس کسی نے اوسی دیوار کے متصل لکڑیان رکھکر دریچہ اور بالاخانہ
بنایا پھر کسی شخص نے اوس کوچہ مین گھر خریدا اور قبل بنانے کے کوئی خاص گھر اوسکا
اوس کوچہ مین نہ تھا پس آیا وہ اس بنانے والے سے مواخذہ کر سکتا ہی یا نہین **جواب**
وہ گھر کے بلند کرنے کا مواخذہ کر سکتا ہی کیونکہ قائم مقام بائع کے ہی **مسئلہ** جس کوچہ

نافذہ مین مزبلہ ہو اور کوئی شخص اپنے گھر کے مزبلہ کو صاف کرکے اوسمین بہانا چاہتا ہو
اور ہمسایہ اوس سے ایذا اور تکلیف بھی پاتے ہین تو واس سے منع کیا جاوے بلکہ ہر شخص
کو جو اوس راہ سے آمد و رفت رکہتا ہی وہ مجاز منع کرنیکا ہی کیونکہ جو کوئی کوچہ نافذہ مین تصرف
جدید کرے اور اوس سے عام کو ضرر ہو تو ہر ایک کو اوسمین منع کرنے کا حق ہی اور
اہل کوچہ ساتہہ کوچہ غیر نافذہ کے خاص ہین اوسمین کسی شخص کو منع کرنے کا حق نہین ہی
مسئلہ کسی شخص نے اپنے گھر مین پاخانہ بنایا اور اوسکی نالی مسلمانون کے راستہ مین
بہائی یا اوسکے دو گھر تھے ایک داہنے اور دوسرا بائین اور درمیان دونون گہرون
کے مسلمانون کا راستہ تہا اوسنے اوسپر سائبان بنایا پس اگر اوس سے ضرر متصور ہو تو
اوسکو نالی بنانا یا سائبان ڈالنا نچاہیے اور اگر ضرر نہین ہی تو کچہ مضائقہ نہین ہی اور جو
مسلمان کہ قبل بنانے کے خصومت کرے تو اوسکو بنانا نچاہیے اور بعد بنانے کے توڑنا
چاہئے کیونکہ اسمین حق مسلمانون کا ہی اور جب کوئی شخص راہ عام مین سائبان بنانا چاہی
اور اوس سے عام کو ضرر نہو تو نزدیک امام اعظم رح کے ہر مسلمان کو اوسکے منع کرنے کا
اور گرانے کا حق ہی اور نزدیک امام محمد رح کے اوسکو نیا بنانے کے وقت منع کرنے کا
حق ہی اور بعد بنانے کے موقوف کرنے کا حق نہین ہی اور نزدیک امام ابو یوسف رح
کے اوسکو منع کرنے کا حق ہی نہ گرانے کا اور اگر مسلمانون کو ضرر کرتا ہو تو ہر ایک کو
منع کرنے اور گرانے کا حق پہونچتا ہے اور کوچہ خاص مین ضرر معتبر نہین ہی بلکہ شرکا کا
اذن معتبر ہے **مسئلہ** جس شخص کا سائبان کوچہ غیر نافذہ مین ہو تو اہل کوچہ کو اوسکا گرانا
جائز نہین ہی جبکہ اوسکے بننے کی کیفیت نہ معلوم ہوا اور اگر معلوم ہو تو گرا دین اور اگر
کوچہ نافذہ ہو تو دونون صورتون مین گرا دینا جائز ہی اور امام ابو یوسف رح کی نزدیک صورت ضرر کے
گرا دینا جائز ہے اور اصل اسمین یہ ہی کہ جو شاہراہ مین ہے اور اوسکا حال معلوم نہو وہ جدید اور نیا شمار کیا جاوے یہانتک کہ امام کو
اوسکا موقوف کر دینا جائز ہی لیکن جو کہ کوچہ غیر نافذہ مین ہو پس جبکہ اوسکا حال معلوم
نہو تو قدیم ٹہرایا جاوے اور کسیکو اوسکا دور کرنا جائز نہین ہی اور کوچہ خاص وہ ہی
کہ زمین اور گھر سب کے مشترک ہوا اور اوسمین گھر اور حجرہ بنائین اور اوسمین ایک

راستہ واسطے آمد ورفت اپنے کے چھوڑ دین پس یہ راستہ اونکی ملک مین ہوگا لیکن
جبکہ وہ کوچہ اصل مین اسطرح ہو کہ اوسمین بنا ہی مکان کا خط ڈالدیا گیا ہو اور واسطے
آمد ورفت کے راستہ چھوڑ دیا گیا ہو پس آئین جواب فتنی جواب راستہ عام کے ہی کیونکہ
یہ راستہ واسطے عوام کے باقی ہی کیا تو نے نہین دیکھا کہ دقت اژدہام اور ضرورت کے
اس کوچہ مین آنا جائز ہی اسیطرح سے اون سب احکام مین کہ جنکا ذکر آئے گا اور یہ ہے
شمس الائمہ حلوائی رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ وہ اس کوچہ خاص کے بارہ مین کہتے تے کہ کوچہ خاص
وہ ہی کہ جو درمیان دوسری قوم کے ایک قوم خاص ہو اور اگر اوسمین قوم مخصوص
نہو تو وہ عام ہی اور فقیہ ابو جعفر رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ محتسب کو جائز ہی کہ واسطے
دور کرنے اونکا لئے پرنالون کے اوس میزاب اور پرنالے کی طرف جو راستہ مین نکلا ہو
جھگڑا کرے کیونکہ یہ تعدی اور زیادتی ہی کیا تو نے نہین دیکھا کتاب الآیات مین مذکور ہے
کہ جو پرنالہ کہ سر راہ نکالا گیا ہو اور گذرنے والون پر اوسکی نجاست پڑتی ہو تو یہ دو
حال سے خالی نہین ہی یا یہ کہ پرنالے کا رخ راہ کی طرف ہی تو مالک ضامن ہی یا پرنالے کا
رخ گھر کے اندر ہی اور کسی وجہ سے راہ چلنے والے پر نجاست پڑ گئی تو مالک پرنالہ ضامن
نہین اور اگر معلوم نہین کہ کس رخ سے نجاست پڑی ہی تو قیاس معتبر نہین اور وہ ضامن بھی نہین ہوسکتا
ہی اور خانیہ مین مذکور ہے کہ استحسان مین نصف کا ضامن ہی اور وہ جو پہلے مذکور ہوا
اسکے خلاف ہی مسئلہ جس کوچہ غیر نافذہ مین کسی شخص کا مکان ہو اور وہ چاہتا ہو کہ اپنے
دروازے کے سوا دوسرا دروازہ کھولے تو منع نہ کیا جاوے اور اسی پر فتوے ہے
مسئلہ راستہ اگر فراخ اور کشادہ ہو اور اوسمین اہل محلہ نے واسطے عام کے مسجد بنائی
اور راستہ مین اوس سے کچھ ضرر بھی نہین ہی تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اور احتساب کیا
جاوے اوس شخص پر جو کہ گورستان مین گذر کرے مگر جبکہ راستہ قدیم ہو اور جو کوئی کہ
مقبرے مین راستہ پاوے تو اوسکو گذرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی بشرطیکہ اوسکے دلمین
راستہ ہو جانے کا خیال ہوا اور اوس شخص پر احتساب کیا جاوے جو راہ مین واسطے
فروخت کرنے سامان کے بیٹھے جبکہ اوسمین لوگون کا نقصان اور ضرر ہو اور بیچ واسطے

نہین چاہیے کہ اوس شخص سے کوئی چیز خرید کرین اور یہی مختار ہے اور اگر بسبب کشادہ
ہونے راستہ کے ضرر نہو تو کچھ مضائقہ نہین ہی اوس سے خریدنے مین آور امام ابو یوسف رح
سے مروی ہی کہ جو شخص اپنے گھر کی دیوار مین گارہ لگائے اور بسبب اوسکے مسلمانون پر راستہ
بند ہوجاوے تو بنابر قیاس کے وہ گرا دیا جاوے آور استحسان مین ہی کہ نہ گرایا جاوے
بلکہ وہ اپنے حال پر چھوڑ دیا جاوے اور نصیر بن محمد مروزی رح سے مروی ہی کہ
وہ امام ابو حنیفہ رح سے روایت کرتے ہین کہ جب اپنے گھر کی دیوار پر گارا یا مٹی لگانا چاہتے
تھے تو پہلے اوسکو چھیلتے تھے پھر مٹی لگاتے تھے تاکہ کوئی حصہ ہوا کا میرے تصرف مین نہ آوے
آور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ایک شاگرد قدیم تھا اوسکو بسبب لگانے مٹی کے اپنے
دروازے پر جو طرف شاہ راہ کے واقع تھا اور تصرف کرلینے برابر ناخون کے راہ کشادہ سے
کچھ سخت کہا اور کہا کہ نچاہیے تھا اوسکو کہ مجھسے علم اسلام کا سیکھتا آور ملتقط ناصری مین ہی
کہ چھجا یا خانہ یا پرنالہ یا سایبان کہ کوچہ غیر نافذہ مین واقع ہوا اور ہمسایہ واسطے بند کرنے
اوسکے مزاحمت کرتے ہون تو اوسکو بند کرنا جائز ہے اگرچہ قدیم ہو اور امام محمد رح
نے کہا ہی کہ جبکہ وہ راستہ کو ضرر کرے تو یہ حکم ہی اور اگر ضرر نکرے تو ترک کرے اور
قول اوّل امام اعظم رحمہ اللہ کا ہے آور جنایات ملتقط مین ہی کہ جو شخص کوچہ مین آپ بیٹھوتا
اور کوچہ کا منہ بند کرنا چاہے تو وہ اس سے منع کیا جاوے آور فتاوی نسفیہ مین ہی کہ
اوس محتسب کے حال اور حکم سے سوال کیا گیا کہ اوسنے روئی بیچنے والیکو راہ مین روئی رکھنے
سے منع کیا تھا اور کہدیا تھا کہ پھر ایسی حرکت نہ کرنا پھر اوسنے اوسکو دوسری مرتبہ روئی
رکھتے ہوئے دیکھا اور اوسکی روئی کو بسبب امر معروف اور مبالغہ بالزجر کے جلادیا تو آیا
وہ محتسب اوسکی روئی کے مثل کا ضامن ہی یا نہین آوسکے جواب مین کہا گیا کہ وہ ضامن
ہے مگر جبکہ اوسمین کچھ فساد دیکھے اور اوسکے جلانے مین مصلحت جانے آور اسیطرح مشکونکا
توڑنا اور مشکون کا پھاڑنا اور شراب کا بہانا اور شرابی کا گھر جلانا جو شراب کے
بیچنے مین مشہور ہوا اسواسطے کہ اسکے مباح ہونے مین اثر مروی ہے آور اگر کسی نے
بازار عام مین کنوان کھودا یا دوکان بنائی اور اوس سے کسی چیز کو ضرر پہونچا پس اگر

اسنے امام اور حاکم کی اجازت سے کی تھی تو ضامن نہین ہی اور اگر بغیر اجازت کیا تو ضامن
ہے اور یہی حکم ہی اوس شخص کے حال مین جسنے اپنے جانور کو بازار مین ایسی جگہ کھڑا کیا
کہ واسطے بیچنے اوسکے مقرر نہین ہی پس اگر اوس جگہ مین بادشاہ کے حکم سے کھڑا کیا تھا اور
کوئی آدمی ہلاک ہوا تو ضامن نہین ہی ورنہ ضامن ہی کیونکہ سلطان نے جب حکم دیا تو وہ
جگہ راستہ ہونے سے خارج ہوئی اور واسطے کھڑا کرنے جانورون کے وہ جگہ مقرر ہوئی
اور بغیر حکم بادشاہ کے وہ راستہ ہونے سے خارج نہین ہوتی ہی مسئلہ جو دیوار کہ راہ مین
گر گئی ہو تو محتسب کو واسطے خالی کر دینے راہ کے اوسکے مالک پر حکم کرنا جائز ہی اور
اگر اوسنے خالی نہ کیا اور بسبب اوسکے کوئی آدمی ضائع ہوا تو ضامن ہی اور خانیہ کی کتاب
الحظر والاباحت مین ہی کہ ابو بکر رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ بازار مین پانی چھڑکنے کے لیے نصیحت
اور اجازت نہین ہی اگرچہ زیادہ غبار ہو اور ابو نصر دبوسی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ اسمین کچھ
مضائقہ نہین ہی اور واسطے بٹھانے غبار کے اور زیادہ اس سے جائز نہین ہی کہتا ہے
بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اسمین اختیار محتسب کا ہی جو قول کہ اوسکو صواب
معلوم ہو اختیار کرے خواہ راہ مین پانی ڈالنے سے منع کرے یا ان لوگون کو کہ جنکی
عادت راہ مین پانی ڈالنے کی ہوتی ہے منع کرے مسئلہ فتاوی خانیہ مین ہی کہ ایک
کوچہ غیر نافذہ تھا اوسکے رہنے والون سے ایک نے اپنے دروازے کے میدان
مین مٹی ڈالی یا پتھر رکھا کہ اوس پر پانون رکھکر آمد و رفت کرے یا جانور باندہے یا مثل
اسکے دوسرا کام کرے تو کہا گیا ہی کہ جب اوسنے اپنے گھر کے میدان مین کیا ہی تو ضامن
نہین ہوگا لیکن جبکہ اوسنے مسلمانون کے راستہ مین کیا ہی تو ضامن ہوگا اور اپنے دروازہ
پر جانور کے کھڑا کرنے مین مستوجب احتساب نہین ہی اوسواسطے کہ امام نے اوسکو اسکی اجازت
دی ہی اور فتاوی خانیہ مین ہی کہ جس شخص نے اپنے جانور کو جانورون کے بازار مین
کھڑا کیا اور اوسنے کسی چیز کو ضرر پہونچایا تو وہ اوسکا ضامن نہین ہی کیونکہ بازار جانورون
مین جانور کا کھڑا کرنا حکم سے بادشاہ کے ہی اور اسیطرح نہر کے کنارے پر کشتیونکا کھڑا
کرنا کیونکہ امام نے اسکی اجازت دی ہے مسئلہ راہ چلنے والون کو راہ مین بیٹھنے سے

محتسب کو منع کرنا جائز ہے یا نہین **جواب** اگر بیٹھنا فقط واسطے راحت و آرام لینے کے ہے
تو اوسکو نہ منع کرے بشرطیکہ دوسرے چلنے والون کو ضرر پہونچتا ہو لیکن اگر اس سے آدمی
تلف ہو تو ضامن ہی کیونکہ یہ اسکو مباح تہا ساتہ شرط سلامتی کے اور اگر بغیر حاجت کے
بیٹھے تو منع کیا جاوے اسیطرح جنایات ذخیرہ کی سولہوین فصل مین مذکور ہی اور پانچوین باب
عوارف مین مذکور ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اونھون نے واسطے
اوکھاڑنے پرنالے کے جو عباس بن عبد المطلب کے گھر مین تہا حکم کیا تہا پس انسے عباس
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمنے اوسکو اوکھاڑا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے
دست مبارک سے رکھا تھا عمرؓ نے کہا کہ اب اسکو بجز تمہارے ہاتھ کے کوئی نہ رکھے گا اور
تمہارے واسطے زینہ بجز کندہے عمرؓ کے دوسرا کچہ نہوگا پس آپنے اونکو اوٹھایا اور
اپنے کندہے پر چڑہایا یہانتک کہ اونہون نے اوس جگہ پر پرنالہ رکھا اللھم صل علی سیدنا
محمد وعلی آلہ وصحابہ البررۃ الکرام وازواجہ وعشیرتہ وشیاعہ واتباعہ وسلم اس روایت مین
بہت فوائد ہین ایک یہ کہ پرنالہ جب راستہ مین ہو تو مسدود اور موقوف کرے کیونکہ درمیان
صفا اور مروہ کا راہ ہی اور یہ روایت موٴید ہین واسطے اوسکے کہ ہمنے آخر کتاب مین
ذکر کیا ہے اور خلاف اوسکے کہ ہمنے اول باب مین ذکر کیا ہی دوسرے یہ کہ والی
اوسکو خود اوکھیڑے بدون گواہی اور دعوے کے کیونکہ دعوی اور شہادت اس
حدیث مین مذکور نہین ہی تیسری یہ کہ مالک کی اجازت اور اوسکا موجود ہونا اور
اوسکا اقرار ساتہ اوسکے ہونے کے شرط نہین ہی کیونکہ اونہون نے حاضر ہونا اور
اقرار کرنا عباس رضی اللہ عنہ کا نہ دیکھا چوتھے یہ کہ اوپر دور کرنے ہر تصرف کے جو راہ
مین ضرر کرتا ہو بدلیل اس حدیث کے حجت پکڑی جاوے اگرچہ اسمین کوئی خصومت
نہ کرے پانچوین امر معروف اور نہی عن المنکر مین گمنام اور نامور وجیہ اور خسیس و شریف
سب برابر ہین کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ نے نہی عن المنکر کو عباس رضی اللہ عنہ پر قائم
کیا حالانکہ وہ وجیہ اور شریف تھے چھٹے یہ کہ خبر واحد جو کہ راوی عادل سے مروی ہو
مقبول ہی کیونکہ عمرؓ نے روایت عباسؓ کی قبول کی ساتوین یہ کہ روایت مین بڑا دیکھے

منفعت اوسکی تہمت کا موجب نہین ہو سکتی ہے جبکہ وہ عادل ہو کیونکہ عمر رضؓ نے عباس
رضی اللہ عنہ کی روایت قبول کی حالانکہ اونکا نفع اوسمین تھا آٹھوین یہ کہ فعل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرع پر محمول ہی خواہ قبل نبوت کے ہو یا بعد حتیٰ کہ اوسپر کوئی
دلیل نہ پائی جاوے کیونکہ عمر رضؓ نے حضرت عباس رضؓ سے دریافت نہ کیا کہ ہمکو آنحضرت نے
قبل نبوت کے رکھا تھا یا بعد نوین یہ کہ شاید عمر رضؓ نے حضرت عباس رضؓ کو [illegible]
اوسکے اپنے ہاتھ سے اسواسطے حکم کیا تھا کہ اسکا ذمہ انپر ہو اور یہ امین اشارہ اس بات کا
ہے کہ خبر واحد موجب علم کی نہین ہی دسوین یہ کہ اطاعت امین جبکہ ترک ادب ہو تو
اطاعت ہی اولی ہے کیونکہ ترک ادب کا آسان تر ہے ترک فرض سے اور عباس رضؓ
کا قدم رکھنا عمر رضؓ کے کندہے پر اسکی تائید کرتا ہے گیارہوین اور بارہوین وہ ہین
کہ جنکو شیخ الشیوخ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مین قیام سے خدمت اخوان مین مراد لیا ہی
کیونکہ عمر رضؓ نے عباس رضؓ کی خود خدمت کی اور اپنے بہائیون کی اذیت کے متحمل ہوئے
کیونکہ عباس رضؓ نے اپنا غصہ اسنے ظاہر نہ کیا تیرہوین یہ کہ صلاح امور خانگی کی اور خدمت
اور مرمت اوسکی سنت صحابہ سے ہی کیونکہ عمر رضؓ نے عباس رضؓ کو حکم کیا کہ آپ اپنے
ہاتھ سے پرنالہ رکھین چودہوین یہ کہ اعادہ کرنا التصرف کا اوس جگہ کیا جاوے نہ دوسری
جگہ جبکہ وہ قدیم ہو کیونکہ عمر رضؓ نے اوسکے رد کرنے کا حکم اوسی جگہ پر کیا پندرہوین
یہ کہ اسنے دلالت کی اوپر جواز پانون رکھنے کے کندہے پیر باجازت اوسکے
کیونکہ عباس رضؓ نے اپنا پانون عمر رضؓ کے کندہے پر رکھا تھا اونکی اجازت سے پس
اس سے مستفاد ہوا کہ مملوک کے کندہے پر پانون رکھنا جائز ہے اگر وہ اسکی طاقت
رکھتا ہو اور اجارے کا جائز ہونا ساتھ اوٹھانے آدمی کے اور اسکی اجرت اور مزدوری کا
جائز ہونا سولہوین اسنے اسپر دلالت کی کہ آدمی کا پرنالہ رکھنا اپنے چچا کے گھر مین سنت
ہے کیونکہ عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنے دست مبارک سے پرنالہ رکھا ہے اور اس سے مستفاد ہوا کہ کام کاج کرنا
گہر کا درست ہی اور اسی قیاس پر تمام خدمتین ہین سترہوین اسنے دلالت کی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عجز اور تواضع یہہ کہ آپنے خود اپنے چچا کے گھر کی خدمت
فرمائی پس کیا گمان ہے خادمین کا کہ آپکے چچا کی نفس کے ساتھہ قصد کرین اٹھارہوین
یہ کہ نکلا ہوا پرنالہ قطعہ نہ کیا جاوے اور نہ توڑا جاوے جبتک کہ اوسکا اوکھیڑنا ممکن
ہو کیونکہ عمر رضہ نے اوکھاڑا تھا اور عقلمندی اسیمین ہی کہ بغیر تلف کے اوسکا دفع ممکن ہو
انیسوین یہ کہ ظلم عام کا دور کرنا ممکن نہو مگر ضرر خاص سے تو دور کیا جاوے اگرچہ
اسمین حق کا دور کرنا ہے کیونکہ جانب پرنالہ کے دیوار پر حق خاص ہی اور اسیواسطے
اگر پرنالہ خارج سے کسی شخص کو ضرب پہونچی اور وہ زخمی ہوا تو دیکھا جاوے کہ اگر اوسکے طرف
خارج سے چوٹ لگی ہی تو ضامن ہی اور اگر اندر کیطرف سے لگی ہے تو ضامن نہین ہی اور پرنالے
کا نکلنا ظلم عام ہے اور جبکہ ظلم عام کا دفع کرنا ممکن نہو مگر جڑ سے اوکھاڑنیکے ساتھہ تو اوسکو
بالکل جڑ سے اوکھیڑ دے جیسا کہ عمر رضہ نے اوکھاڑا اور انکے ضرر کیطرف التفات نہ کیا
اور اس سے مستفاد ہوا کہ بغیر اجازت صاحب مکان کے واسطے امر معروف اور نہی
عن المنکر کے گھر مین جانا درست ہی کیونکہ معصیت کا پھیلانا ظلم عام ہے اور بغیر اجازت
کے داخل ہونا ضرر خاص ہی بیسوین یہ کہ اس سے عمر رضہ کی مناقب ثابت ہوئین چند وجوہ سے معلوم
ہوئے ایک امور دینی مین انکی مستعدی تھی کہ مطلقاً عباس رضہ کے پرنالہ اوکھاڑنے مین مداہنت اور سستی نکی
دوسرے تواضع تیسرے حق کی اطاعت اور انقیاد کہ اپنی قضا سے رجوع کی اکیسوین
یہ کہ محتسب نے جبکہ احتساب کیا اور معلوم ہوا کہ وہ خطا تھی تو اس سے رجوع کرے اور اس سے
حاکم کا رجوع کرنا بھی مستفاد ہوا بائیسوین یہ کہ محتسب جبکہ خطا کرے تو اوسکے اعوان پر
کچھ نہین ہی کیونکہ عمر رضہ نے انپر کچھ حکم نہ کیا اور اس سے اعوان قاضی اور والی کے بھی
متفرع ہوتے ہین تئیسوین یہ کہ محتسب جبکہ خطا کرے تو قضا مین ضامن نہین ہی لیکن اوسسے
عذر خواہی کرے کہ جسکو اپنی خطا سے دیانت مین ضرر پہونچایا ہی جیسا کہ عمر رضہ سے مروی
ہے کیونکہ اگر یہ نہوتا تو پرنالے پھیرکے رکھنے مین عباس رضہ کی مددگاری کیون کرتے بلکہ
پرنالے کا نہ رکھنا اولی تھا تا مسلمانون کو درمیان صفا اور مروہ کے دوڑنے مین ضرر
نہ پہونچے چوبیسوین اسباب کے ثابت کرنے پر ساتھہ اسکے استدلال کیا گیا کہ والی کو حکم زنا

واسطے اوکھاڑنے پرنالہ ممنوع اور منکر کے دوسرونکو جائز ہی کیونکہ عمر رض نے غیر کو واسطے اسکے حکم کیا تہا اور والی شل عمر رض کے تھے اونکو بھی اسپر حکم کرنا جائز تہا لیس بنا برین متفرع ہوا جواز حکم کا غیر کو واسطے دور کرنے منکرات کے پہر اسپر متفرع ہوا محتسب کا قائم کرنا کیونکہ جب غیر کو مامور کرنا واسطے نہی عن المنکر کے جائز ہوا تو غیر کا مامور کرنا واسطے امر معروف کے بہی جائز ہوا پہر اسپر متفرع ہوا کہ محتسب کے اعوان اور مددگار ٹھہرانا جائز ہی پہر اسپر متفرع ہوا بیت المال سے واسطے اونکے کفاف مقرر کرنا کیونکہ جب محتسب کو اعوان کا مقرر کرنا جائز ہوا جبکہ وہ کوئی معین اور مددگار احتساب مین نہین پاتا ہے تو اونکا کفاف بہی مقرر کرنا ضرور ہوا پچیسوین یہ کہ ساتہہ اسکے اسبات پر حجت پکڑی جاوے کہ جب محتسب دوسرے کو واسطے دور کرنے منکر کے حکم کرے تو اوسکو اطاعت کرنا جائز ہے اور جبکہ اطاعت جائز ہے تو اوسکا ماننا بہی واجب ہی کیونکہ والی کی اطاعت اوسمین واجب ہوتی ہی کہ جو جائز ہو مگر جبکہ وہ ساتہہ ظلم کے معروف ہو اور اسپر متفرع ہے قاضی کا حکم کرنا ساتہہ حدود اور قصاص کے چھبیسوین اگر کوئی رافضی دعوی کرے اور کہے کہ عمر رض نے پرنالہ بسبب دشمنی بنی ہاشم کے اوکھیڑا تہا تو اوسکا جواب یہ ہی کہ اگر عداوت اور دشمنی سے ہوتا تو اوسکو پہر کیون اوسی جگہ پر ساتہہ عاجزی اور تواضع کے رکھتے ستائیسوین یہ کہ خصم کو جائز ہی کہ محتسب کے ساتہہ کنایۃً اظہار ظلم کے سیلیے مواجہہ اور مخاطبہ کرے جیسا کہ عباس رض نے عمر رض سے خطاب کیا تہا اس قول سے کہ تمنے اوسکو اوکھیڑا کہ جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتہہ سے رکھا تہا اور یہ کنایہ ہے اوس کام کے کرنے سے کہ جو جائز نہین ہی لیکن اسکی تصریح نہ کرے اور وجہ اسمین یہ ہی کہ وہ اپنے ارادہ سے احسان کرنے والا ہی پس یہ ظلم محض نہوا مگر جبکہ اسپر اصرار اور اکثار کرے اور ظلم مطلق مین ساتہہ بدقولی اور بدکلامی کے جہر کرنا جائز ہے اور بیان ایسا نہ تہا اسلیے اسکی تصریح نہ کی لیکن کنایت پس یہ ضرور ہے کہ مستحق اپنا حق پاوے اور محتسب اپنی خطا سے نکلے اٹھائیسوین یہ کہ خبر واحد سننے والیکے حق مین حجت قطعی ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور یہی وجہ ہی کہ عباس رض کو اوسکے رکھنے کا حکم کیا نہ دوسری کو اونتیسوین یہ کہ خبر فقیہ کی جبکہ خلاف قیاس صحیح کے ہو تو قیاس ترک کیا جاوے اور امام

مالک رحمہ نے کہا ہی کہ قیاس نہ ترک کیا جاوے اور حضرت عمر رضہ کے قول سی حجت
پکڑتے ہین یعنی اب اسکو بجز تیرے ہاتھہ کے کوئی رد نہ کریگا کیونکہ اگر یہ مقبول ہوتا
تو پرنالہ رد کرنا غیر عباس رضہ کو جائز ہوتا اور یہ خلاف ہی بسبب قیاس کے غیر پر شوارع
سے اور اسکا جواب یہ ہی کہ اگر عمر رضہ قبول نکرتے تو عباس رضہ کو پرنالہ کیون رکھنی دیتی
لیکن یہ قول کہ اب اسکو نرکھے گا الخ پس اسمین اسباب کا احتمال ہی کہ شاید عباس رضہ واسطے
اس کام کے اولی ہون چند وجہ سے ایک یہ کہ اونہون نے دیکھا تہا اس سبب سی ساتھہ
علم الیقینی کے عمل کیا دوسرے یہ کہ وہ کام اونکا اپنا تہا تیسرے یہ کہ بسبب اسکے عمر رضہ کو تواضع
اور عاجزی حاصل ہو تیسوین یہ کہ قیاس صحیح جبکہ خبر واحد کے خلاف ہو اور خبر واحد مجمل ہو تو
قیاس پر وہ محمول ہوگا اور قیاس ترک نہ کیا جائیگا جیسا کہ یہ خبر اوپر پرنالہ قدیم کے
محمول ہی اور قدیم اور جدید مین یہ فرق ہی کہ یہ تصرف غیر ملک مین ظاہر ہے اور قدیم مین
واسطے ثابت کرنے ظلم کے احتیاج ہے اور جدید مین اسکا ظاہر محتاج نہین ہی بسبب ثابت
ہونے کے نیا بنانے مین اور ظاہر واسطے دفع کرنے حجت کے صلاحیت رکھتا ہی اکتیسوین
یہ کہ محتسب کو اعادہ کرنا اوسکا کہ جسکو اوسنے دور کیا ہی واجب نہین ہی جبکہ خطا ظاہر
ہو بلکہ اوسکو واجب ہی کہ مالک کو واسطے بنانے یا رکھنے کے اجازت دے کیونکہ عمر رضہ
نے خود اپنے ہاتھہ سے نہ رکھا اور نہ کسی اعوان اپنے کو حکم کیا بلکہ حضرت عباس رضہ کو
اسکی اجازت دی بتیسوین یہ کہ پرنالہ قدیم کا مالک گنہگار نہین ہی اور نہ ضامن ہی اگرچہ بسبب
اوسکے کسیکو ضرر پہونچے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو نرکھتے اور نہ عمر رضہ اوسکی
اجازت دیتے کیونکہ پرنالہ نکلا ہوا ضرر سے خالی نہین ہوتا ہے خصوصاً شاہراہ مین مانند
درمیان صفا اور مروہ کے تیتیسوین یہ کہ صوفیان اہل بصرہ نے کہا ہے کہ صوفی کو ضعیف البدن
اور نحیف الجسم ہونا اولی اور بہتر ہے قوی ہونے سے اور مختار یہ ہی کہ ایسا نہین ہی کیونکہ
یہ قسم صدقہ برادرون سے ہے کہ جسکو نہین کر سکتا مگر قوی چونتیسوین یہ کہ جہالت صنعت
تبرع اور احسان کو ساتھہ منفعت کے مانع نہین ہی کیونکہ عمر رضہ نے عباس رضہ کو ساتھہ
نفع لینے کے اپنے کندہے سے حکم کیا اور اوسکی مدت نہ بیان کی اور یہ لازم نہین ہی کہ

پس اسیواسطے یہ طرف جھگڑے کے نہین پہونچتا ہی بخلاف اجارہ کے چھتیسوین یہ کہ اسمین عمر رضکے فی نفسہ زہد کا بیان ہی سینتیسوین گھر کی دیوار بلند کرنا بقدر قد دو آدمی کے جائز ہی کیونکہ اونکی بنا ایسی ہی تھی اور اگر ایسی نہوتی تو عباس رضم کو عمر رض کے کندہے پر قدم رکھنے کی کچھ حاجت نہ تھی اڑتیسوین یہ کہ لفظ صریح جبکہ اوسکا نعش واسطے معنی کے موضوع نہو تو حکم صریح اوس سے ثابت نہو گا پس لفظ سابق جو بمعنی کندہے کے ہی عتق سے ماخوذ نہ ہی لیکن اوسکے ساتھہ حکم مقید نہین ہی اسواسطے کہ وہ دوسرے معنی کیواسطے بہی موضوع ہے انتالیسوین مکہ مین گھر بنا لینا واسطے بنانے والے کے ملک ہی یعنی وہ گھر واسطے صاحب مکان کے مملوک ہی ورنہ عباس رضم ساتھہ جگہ پرنالے کے لائق تر نہوتے بخلاف زمین مکہ کے کہ اوسمین خلاف ہی آلوتالیسوین بقدر ما یحتاج الیہ کے عمارت بنانا منع نہین ہے اسواسطے کہ پرنالہ رکہنا واسطے حفاظت مکان کے ہی تاکہ خراب نہو اور اگر یہ منع ہوتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو باقی نہ رکھتے چالیسوین یہ کہ بنانا اور تعمیر کرنا برا اور بہتر پیشہ نہین ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو ایک مرتبہ بنایا تہا حالانکہ آپ اس سے معصوم ہین جو طرف خساست کے منسوب ہو اکتالیسوین ذخیرہ مین مذکور ہی لیکن جیسا فقہ مین تصرف کرنا جدید پر محمول ہی اور غیر نافذہ مین قدیم پر اور اوسمین اسکی کوئی دلیل مذکور نہین ہی اور یہ دلیل منع پرنالے کی صلاحیت رکھتی ہی اول کے دلیل ہونے پر کیونکہ عمر رض نے اسکو نیا ہونے پر محمول کیا ہی ورنہ اوسکو نکالدیتے بیالیسوین یہ کہ اگر کہا جاوے کہ قاضی کو اپنی اہانت کرنا جائز نہین ہی کیونکہ اس سے قضا کی ہیبت جاتی رہتی ہی اور ایسا کام کرنا راستون مین اہانت ہی پس عمر رض نے اسکو کیونکر کیا تو ہم اوسکے جواب مین کہینگے کہ اسمین دو وجہین ہین ایک یہ کہ عمر رض اپنی زمانے مین سب سے زیادہ فاضل تہے شاید کہ اونکے زمانے مین یہ عرف نہو گا دوسرے یہ کہ قاضیون کو اپنی ہیبت کی حفاظت واجب ہی اور اسمین شک نہین ہی کہ انکی ہیبت از روی معنی کے تہی اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والون کے دلون مین انکی ہیبت اور رعب ڈالدیا تہا اسلئے یہ واسطے محافظت ہیبت صوری کے کوشان نہ تہے اور ہیبت معنوی اللہ تعالیٰ کی خوف سے حاصل

ہوتی ہی کیونکہ جو شخص کہ اللہ تعالی کے خوف سے ڈرتا ہی اوس سے ہر چیز ڈرتی ہی اور سبب اوسکا رات کا جاگنا ہی کیونکہ سونا علامت امن اور بیخوفی کی ہے اور عمر رضا ایسے ہی تھے انکو محافظت ہیبت سوری کی حاجت نتھی اور کہا گیا ہی کہ قانت سے مراد ساتھ قیام کے رات کا جاگنا ہے۔ پینتالیسواں یہ کہ حاکم اور والی کو وقت گذرنے کے راہ میں مکان کے دہنے بائیں دیکھنا جائز ہے کیونکہ عمر رض اگر نہ دیکھتے تو برنالہ کیونکر نظر آتا اور فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے اپنے بستان میں ذکر کیا ہی کہ آدمیوں کو مستحب ہی کہ جب گھر سے نکلیں اپنی آنکھیں بند کر لیں اور بغیر ضرورت کے دہنے بائیں نظر نہ کریں بلکہ ہمیشہ اپنے قدم ہی کو دیکھتے رہیں کیونکہ دیکھنے سے خواہشیں پیدا ہوتی ہیں اور راہ سے غفلت ہو جاتی ہی پس اس بیخبری سے آفت پہونچتی ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے حاجت کو مستثنے کر لیا ہی اور والی اور حاکم اسی کیطرف محتاج ہیں واسطے دور کرنے ظلم کے راستہ سے پس جائز ہی کہ اوسطرف دیکھے کہ جس جگہ احتساب کی حاجت ہی چھیالیسویں محتسب نے جبکہ پرنالے کو نکالدیا اور ایام بارش میں پانی کے آنے سے اوسکی چھت کو نقصان پہونچا تو وہ گنہگار نہیں ہی اور نہ ضامن کیونکہ یہ عمر رض سے منقول نہیں ہی کہ بعد دور کرنے اور نکالدینے پرنالے کے پانی کا راستہ چھت میں بنادیا ہو اور اسمیں وجہ یہ ہی کہ بیان پر تاخیر کرنا کہ مالک بنالیوے بظاہر ضرر نہیں کرتا ہی بخلاف اوس تاخیر کے جو چور کے ہاتھ کاٹنے میں ہی سینتالیسویں یہ کہ جو کوئی راستے میں کوئی چیز نکالے تو اوسکو اوس سے نفع لینا مباح ہی جبتک کہ وہ ضرر نہ کرے کیونکہ نکالنا اور بنانا اوسکا بعینہ منکر اور منع نہیں ہے کیونکہ اگر یہ بالذات منع ہوتا تو البتہ محتسب ملامت کا مستحق ہوتا اور یہ عمر رض سے منقول نہیں ہی کہ اونھوں نے عباس رض کو ملامت کی ہو چھیالیسویں یہ کہ واسطے دفع کرنے مکروہ کے حیلہ کرنا جائز ہے بلکہ سنت ہی جیسا کہ رکھنا پرنالے کا کیونکہ بعینہ نفع نہیں ہے بلکہ واسطے دفع کرنے ضرر بارش کے حیلہ ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہی کہ انکار پر صلح کرنا اور واسطے بچانے وقف اور مال یتیم کے متولی کو کچھ رشوت دینا جائز ہی سینتالیسویں یہ کہ مٹی اور لکڑی کے گھر کو طول امل نہ کہا جاوے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اوسکی ترمیم اور مرمت کی تھی اور جو کچھ کہ بعض زاہدون سے منقول ہو کہ آپ نے چھت کے داخل ہوئے بس یہ بسبب مصلحت اپنے نفس کے تہا لیکن یہ کہنا کہ وہی سطا شمیم اور گھاس گرمی بھی مکان سے حاصل ہوتا ہی تو یہ کچھ بات نہین ہی کیونکہ یہ آپ کا حصرت ہے اور پورا اور کامل نہین ہی اٹہتالیسوین یہ کہ مکہ مین رہنا واسطے اہل مکہ کے نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ کے مکروہ نہین ہی بخلاف اوسکے جوارمی اور قریب والون کے اور اگر مکروہ ہوتا تو کوئی گھر اہل اسلام کے وہان نہ چھوڑا جاتا اونچاسوین یہ کہ واسطے مرمت مکان کے راہ مین کھڑا ہونا جائز ہے کیونکہ عمر رضہ نے عباس رضہ کو حکم کیا کہ اپنا پرنالہ راستہ کی طرف سے پھیر لین اور اونکو چھت پر چڑہنے کے لیے حکم نہ کیا پچاسوین یہ کہ واسطے دور کرنے ایسی چیز کے جو راہ کو بند کردے راہ مین کھڑا ہونا جائز ہے کیونکہ عمر رضہ نے راستہ مین کھڑے ہوکر پرنالے کو دور کیا اکاونوین یہ کہ چھت مین پرنالے کا رکھنا طول امل نہین ہی کیونکہ اسکا رکھنا مسنون ہی اور طول امل حرام ہی اور وجہ اسمین یہ ہی کہ اپنے عمل اور مال کو باطل اور ضائع ہونے سے بچاتا ہی اور اگر اسمین نیت کی کہ زندہ باقی رہے گا اور اسی سے اتنی مدت تک نفع ہوگا تو یہ طول امل ہی اور اگر سنت کے قائم کرنیکی اور عمل کے باطل ہونے سے بچانیکی نیت کی اور مال کے ضائع ہونے سے یا کسی دوسرے مسلمان کی اس سے فائدہ اور منفعت لینے کی نیت کی تو وہ بسبب اس نیت کے ثواب پائے گا واللہ اعلم۔

چھپنن باب نماز کے احتساب مین

ہر مسلمان کو اپنی بی بی پر احتساب جاری کرنا چاہیے اگر وہ نماز کو ترک کرے پس جو عورت کہ کبھی نماز نہ پڑہتی ہو اوسکا مہر اوسکے شوہر پر نہین ہی بلکہ بہتر یہ ہی کہ اوسکو طلاق دے اور ترک نماز پر عورت کو مارنا جائز ہی مگر نہ اتنا کہ اوسکی خوبصورتی مین فرق آجاوے اور جو شخص کہ جماعت مین نہ حاضر ہو اوسپر احتساب کرنا چاہیے اور اوسکے گھر کو جلا دینے سے اوسکو ڈرانا چاہیے اور اسپر دلیل لائی گئی ہی اوس حدیث کی جو باب الاحتساب بالاحراق مین مذکور ہی اور اسیطرح سے اوس امام پر احتساب کرنا چاہیے جو محراب کے طاق مین کھڑا ہو اور مقتدیون کی نظر سے غائب ہو کیونکہ یہ اقتدا سے مانع ہے اور پہلے کوفہ کی مسجد کی محراب

اسیطرح چپر تہی حالانکہ اسکی کراہت پہلے سے ثابت ہی بخلاف اسکے کہ طاق مین سجدہ کرے
اور مسجد مین کھڑا ہو اسواسطے کہ یہ دیکھنے کو مانع نہین ہی اسیطرح شرح طحاوی کبیر مین مذکور ہے
اور واسطے نماز کے کچھ قرآن مجید سے مقرر اور مخصوص کر لینا مکروہ ہی اسواسطے کہ آگاہ ہو
ہی کہ اگر یہ مباح ہو تو بعد گذرنے ایک زمانے کے لوگ اسکو سنت یا واجب شمار کرینگے جیسا
اکثر جاہلون نے یہی گمان کیا ہی یہانتک کہ اگر امام سورۂ جمعہ کی قرأت کو جمعہ کی رات میں
چھوڑ دیوے اور جمعہ کے دن الم سجدہ پڑہے تو اسکو بہی مکروہ جان لیا ہی تو اہل علم اور
اور محتاط فی الدین نے ارادہ کیا کہ دین مین کوئی بات خارج دین کی نہ ملنے پاوے اور
جو شخص کہ بغیر تعدیل اور طمانیت کے نماز پڑہے وہ مستوجب احتساب ہی یعنی جو شخص کہ
ارکان کو پورے طور سے ادا نکرے اور نماز کو ساتھ اضطرار کے ادا کرے تو اوسکو
واسطے دوبارہ پڑہنے نماز کے حکم کرنا چاہیے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک
اعرابی کو فرمایا کہ قم فصل فانک لم تصل یعنی تو کھڑا ہو اور نماز پڑھ اسواسطے کہ تونے نماز
نہین پڑہی ہی اور اگر خوف ہو کہ وہ غصہ کریگا تو ساتھ نرمی کے اوس سے باتین کرے
یا کسی حیلہ سے کہے جیسا کہ کفایۂ شعبیہ کی مجلس آخر بیان مین نماز جنازہ کے شہیدون پر فقیہ
عبد اللہ خوارزمی رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ اونہون نے ایک شخص کو مسجد مین دیکھا کہ ساتھ
سبکی کے نماز ادا کرتا ہی جبکہ وہ نماز سے فارغ ہوا اوسکو اپنے گھر لیگئے اور اوسکے واسطے
حلوا پکا کر طباق مین بہر لائے اور کہا کہ کیا تو بیمار ہے کہا کہ نہین پہر اونہون نے کہا کہ جب
تونے ساتھ سبکی کے نماز ادا کی تو مجکو تیرے مریض ہونے کا گمان ہوا پس وہ شخص اوٹھا
اور توبہ کی اور نماز کی تخفیف اور سبکی سے باز آیا اور یہی اسی کتاب کی مجلس رابع مین ہی
کہ ایک نماز کے ترک کرنے سے فاسق ہو جاتا ہی اور اوسکی شہادت مقبول نہین ہوتی ہی
اور سزاوار قاضی اور وصی اور مسلمانون کے امام ہونے کا نہین ہی اور وہ مستحق تعزیر کا ہی
اور مرتکب گناہ کبیرہ کا جیسا کہ زانی اور سارق اور ناحق مسلمان کا قاتل اور امام ابو حنیفہ
رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ جو شخص تین روز نماز کو ترک کرے وہ سزاوار تعزیر ہے
کتنا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ باوقعاہ پر واجب ہی کہ واسطے سکہانے

ارکان اور آداب نماز کے محتسب مقرر کرے خصوصاً گانوں مین اور اوسے نماز پڑہوائے
جیساکہ تو مسلمون کو نماز کے ارکان کی تعلیم دیجاتی ہی اور محتسب کو ہر گذرگاہ مین جانا چاہیے
اور گانون مین پیمانے اور بٹون کو برابر کرنا چاہیے اونکے وزن مین اختلاف ہوا ور ہر جنس کا نرخ
لکہنا تاکوئی اوسکے نرخ مین فریب نہ کرے مسئلہ ایک محتسب سے سوال کیا گیا کہ جو مزدور کہ
فرض نماز نہ پڑہی آیا وہ بسبب مزدوری کے معذور رکہا جاوے یا اوسکو نماز پڑہنے کے
واسطے حکم کیا جائے جواب محیط کی تیسری فصل اجارے کے بیان مین مذکور ہی کہ جب
ایک شخص کو مزدور ٹھہرایا کہ وہ فلان کام تمام دن کرے تو اوسکو لازم ہی کہ اوس کام کو
مدت مقررہ تک پورا کر دے اور سوا ای فرض کے دوسری چیز مین مشغول نہو اور اہل
سمرقند کے فتاوی مین ہی کہ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ نے سنت کا ادا کرنا بھی جائز رکہا ہی
اور نفل کے نہ ادا کرنے پر اجماع ہی اور یہی پر فتوی ہی اور غرائب الروایت مین ہی کہ ابو علی
دقاق رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ اجرت والی کو مستاجر شہر مین جمعہ ادا کرنے سے منع نہ کرے
اور مقدار مشغول ہونے اوسکے نماز مین اوسکی مزدوری مین کمی کرے اگر دور ہوا اور اگر
قریب ہو تو اوسکی مزدوری مین کچہ کمی نہ کرے اور اون لوگون پر احتساب کرنا محتسب کو
جائز ہی جو کہ اپنی نماز مین امور مکروہہ کرتے ہون اور امور مکروہہ بہت ہین بسبب عدم گنجائش
کے اس مختصر مین نہین لکہا یہ سب کتاب الصلوۃ اور فتاوی مین درج ہین من شاء فلینظر فیہا
مسئلہ جو کوئی ایسی مسجد مین داخل ہو کہ اذان اوسکے سامنے کہی گئی ہو اور اوسنے اوس وقت
کی نماز کو بہی ہنوز نہین پڑہا ہی تو اوسکو قبل پڑہنے نماز کے مسجد سے نکل آنا مکروہ ہی مگر جبکہ
واسطے کسی حاجت کے نکلے تو اوسکو پہر واپس آنا چاہیے اور اگر اوسنے نماز پڑہ لی تو نکلنے
مین کچہ مضائقہ نہین ہی مگر جبکہ موذن اقامت شروع کر دے اور بعد اقامت کے فجر اور عصر
اور مغرب میں واسطے نکلنے کے رخصت ہی اور فقیہ ابو اللیث نے اپنے بستان مین ذکر کیا ہی
کہ حالت غنودگی مین نماز پڑہنا مکروہ ہی اور اگر نماز پڑہ لی تو جائز ہے جبکہ ارکان نماز کے

پورے طور سے ادا کیے ہون کیونکہ انس رض سے مروی ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم دخل المسجد فرای حبلا ممدودا بین ساریتین فقال ما ہذا الحبل قالوا لفلان اذا غلب علیہ

الناس یتعلق بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیصل ما عقل فاذا خشی ان یغلب فلینم
یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور درمیان دو ستون کے ایک
رسی بندہی ہوئی دیکھکر آپنے فرمایا کہ یہ رسی کیسی ہی لوگوں نے عرض کی کہ یہ فلاں کی ہی جب
اوسپر غنودگی طاری ہوتی ہی تو وہ اسپر لٹکجاتا ہی آپنے فرمایا کہ نماز اوس شخص کو پڑہنا
چاہیے کہ جسکی عقل درست ہو اور جبکہ غنودگی کے غلبہ کا خوف ہو تو سو رہی اور بہی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ والذی نفسی بیدہ لقد ہممت ان آمر بحطبہ ثم آمر بالصلوۃ
فیؤذن لہا ثم آمر رجلا فیؤم الناس ثم اخالف الی رجال فاحرق علیہم بیوتہم یعنی مجکو اوس
ذات کی قسم ہے کہ جسکے ہاتھ میں میری جان ہی میں چاہتا ہوں کہ ایک شخص کو حکم کروں
کہ وہ لکڑیاں جمع کرے پہر واسطے نماز کے حکم کروں کہ اذان کہی جاوے پہر ایک شخص کو
حاکم کروں کہ وہ اونکی امامت کرے اور میں اون لوگوں کی طرف جاؤں جو کہ نماز
میں حاضر نہیں ہوئے ہیں اور اونکے گھر کو جلادوں اور اگر ہمیشہ نماز کو ترک کرے تو
سخت تعزیر اوسکو دیجاوے جیساکہ فتاوی میں ہی واللہ اعلم ۔

ساتواں باب جانوروں کے احتساب میں

اور اسمیں چند وجوہ ہیں ایک یہ کہ واسطے راحت اور آرام اور قرار پکڑنے کے جانوروں کی
پیٹھ پر بیٹھنا مباح نہیں ہی بموجب قول خیر البشر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ لا تتخذوا دوابکم
کراسی یعنی اپنے جانوروں کو کرسی نہ بناؤ اور اسیواسطے ٹھہرے ہوئے اونٹ پر نماز
پڑہنا جائز نہیں ہی مگر حالت خطر میں کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو
جائز رکہا ہی اور یہ فعل آپسے صادر ہوا ہے دوسرے یہ کہ فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ کی تنبیہ میں
ہی کہ حسن رض سے مروی ہی کہ انہ صلعم مربعیر معقود فی صدر النہار فقضی حاجتہ ثم رجع والبعیر
علی حالہا فقال لصاحبہا ما علفت ہذا منذ الیوم قال لا قال اما انہا لتحاجک یوم القیمۃ
ای تخاصمک الی اللہ تعالی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت طرف ایک
بندہی ہوئے اونٹ کے گذرے پس آپنے قضای حاجت کی اور پہر تشریف لائے
اور اونٹ کو اوسیطرح سے دیکہا آپنے اوسکے مالک سے فرمایا کہ کیا تونے آج اوسکو

جانور [illegible] کہا کہ نہین پہر آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ قیامت کے دن اللہ تعم
سکے [illegible] بکری کو کہیگا تیسرے یہ کہ تنفیس اور مزید مین مذکور ہی کہ زندہ جیون کو
پہینکنا [illegible] کیونکہ اسمین ترک مروت ہی چوتہے یہ کہ چیونٹی کو جلانا نچاہیے اگرچہ وہ
[illegible] نبیا من الانبیاء عمر حضرۃ نمل فاحرق بیتہا فاوحی الیہ ان عضتک نملۃ
واحدۃ [illegible] کانت تذکر اللہ تعالی یعنی کسی نبی کو ایک چیونٹی نے کاٹا اونہون نے
اوسکے [illegible] کو جلا دیا اللہ تعالی نے اونکے پاس وحی بہیجی کہ تمکو ایک چیونٹی نے کاٹا اور تمنے ایک
گروہ [illegible] گروہ کو کیوں جلا دیا حالانکہ وہ سب بہی اپنے معبود کو یاد کرتی تہین پانچوین یہ کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہی کہ اضربوہا علی النفار ولا تضربوہا علی العثار انتہی کم
جانور [illegible] ڈرسے کو مارو اور گرجانے یا خوب نہ چلنے پر اوسکو نہ مارو اور وجہ
اسمین یہ ہی کہ [illegible] یعنی بہاگنا اور سرکشی کرنا بدخلقی سے ہے اور اوسکو واسطے مارنے کے حکم ہوا
[illegible] اختیار کرے دوسرے گرنا اور خوب نہ چلنا ضعف اور ناتوانی سے ہی تو اسکو
مارنا [illegible] نفع نہ کریگا بلکہ زیادتی ضعف اور ناتوانی کی اس سے ہوگی اور دوسری
بار [illegible] جو سورۂ مائدہ مین مذکور ہین ایک یہ کہ بحیرہ نہ بناوے دوسرے یہ کہ
سائبہ نہ بناوے تیسرے یہ کہ وصیلہ نہ بناوے اور حامین یہ سب ہین وہ یہ آیت ہی کہ
ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام پس اس آیت نے اسپر دلالت کی کہ اوس
چیز کا حرام کرنا جسکو اللہ تعالی نے حلال کیا ہی نہین جائز ہی اور اس بنا پر [illegible] چڑیا اوڑائی
اگر اوسنے اوسکو رہا کرنے کی نیت کی ہی تو ثواب پائیگا اور اگر نفع سے حرام کرنے کی نیت
کی ہی تو گنہگار ہوگا اور مشروع یہ ہی کہ اوڑانے مین اوسکی خلاصی اور آرام کی نیت کرے
اور [illegible] واسطے مباح کرنے اوس شخص کے کہ اوسکو پکڑے کہدے کہ جو شخص اسکو پکڑے
اوسکو پکڑنا مباح ہی تاکہ وہ گنہگار نہو کیونکہ ملک اوسکی نہین جاتی ہی پس دوسرے کو نفع
لینا پہلے کی ملک سے مباح نہین ہی اور جب مباح کیا تو خریدنا چڑیون کا صیاد اور شکاری سے
جائز ہوا اور اوسکا چھوڑنا جبکہ اوسنے کہدیا کہ جو اسکو پکڑے اوسکی ہے اور اگر پکڑ لینے
[illegible] تاکہ اوسنے چھوڑ دیا ہی تو اسکا حکم حکم لقطہ اور گمشدہ چیز کے پانے کا ہی جیسا کہ کتب معتبرہ مین [illegible]

اور ذبائح ملتقط مین ہی کہ حاملہ بکری کا ذبح کرنا مکروہ ہی جبکہ وہ قریب جننے کے ہو اور امام الاعظم رحمہ اللہ نے کہا کہ کتا پالنا نچاہیے مگر واسطے شکار یا حفاظت زراعت کے یا ماشیہ کے بموجب قول خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے من اقتنی کلبا الا کلب صید او زرع او ماشیۃ نقص من اجرہ کل یوم قیراط یعنی جو شخص کہ کتا پالے گا اوسکی نیکی سے دس قیراط روز کم کیا جائے گا مگر کتا شکاری یا محافظ کھیت یا ماشیہ اور کالا کتا سب کتون سے بدتر ہی جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ لولا ان الکلاب امۃ من الامم لامرت بقتلھا ولکن اقتلوا منہا کل اسود بہیم فانہ شیطان یعنی کتے اگر ایک امت نہوتے تو البتہ مین حکم کرتا اوسکی قتل کا لیکن تم اونمین سے ہر سیاہ کالے کتے کو قتل کرو کیونکہ وہ شیطان ہی اور وجہ اسمین یہ ہی کہ کالا کتا سب کتون سے بدتر اور کاٹنے والا ہی اور یہ اکثر دیوانے ہوتے ہین اور جسوقت کہ غصہ ہوتا ہی سب پر غالب آتا ہی اور باوجود اسکے اس مین کم نفع ہی نگاہبانی اور شکار کے کام مین اور اسکا شیطان ہونا اس سے یہ مراد ہے کہ کالا کتا خبیث ہوتا ہی یہ سب تفسیر ام المعانی مین قولہ تعالی مکلبین کی تفسیر مین مذکور ہی **مسئلہ** جب ایک گدہے پر دو آدمی سوار ہون تو اونپر احتساب کیا جاوے یا نہین **جواب** اگر گدہے مین اسقدر بار کی طاقت ہو تو منع کرنا چاہیے کیونکہ صحیح بخاری مین ہی کہ انہ رکب علی حمار علی اکاف علیہ قطیفۃ واردف اسامۃ وراءہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گدہی پر سوار ہوئے اور پیچھے بٹھایا اور ردیف کیا اسامہ رض کو واللہ اعلم

اٹھاونؔ باب کاہن اور نجوم وغیرہ کے احتساب مین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من استقسم او تکہن او تطیر تطیرۃ یرد ہ عن سفرہ لم ینظر الی الدرجات تعالی یعنی جو شخص کہ استقسام یا کہانت کرے یا ایسی بدفالی کرے کہ اوسکو سفر سے باز رکھے تو وہ درجہ علیا کو نہ دیکھے گا اور مراد استقسام سے یہ ہے کہ جسکی نہی قولہ تعالی وان تستقسموا بالازلام یعنی تیر سے استقسام حرام ہی مین وارد ہوئی ہی اور معنی استقسام کے طلب قسم اور حظ اور نصیب کے ہین اور وہ چیز جو تمہارے لیئے اوزاق اور افعال سے ساتھ ازلام کے مقدر ہو چکی ہے اور ازلام وہ تیر ہی کہ جس وقت

ارادہ سیر اور سفر اور قمار اور تقسیم کرنے گوشت نشتہ کے حیلہ کرتے تھے اور ابو عبیدہ رضہ سے مروی ہے کہ استقسام اسواسطے نام رکھا گیا ہی کہ اوس سے تقسیم روزی اور حاجت کی کرتے تھے اور مبرد نے کہا ہی کہ استقسام ماخوذ قسم سے ہی یعنی ہر اسواسطے کہ وہ لوگ ساتھ تیرون کے التزام کیا کرتے تھے دین تیر کو جو ساتھ یمین اور قسم کے کرتے تھو اور حسن رضہ نے کہا ہی کہ وہ تیر تہا کہ ایک پر لکہا تہا امرنی ربی اور دوسرے پر نہانی ربی اور تیسرے پر کچھ نہین پس جو کوئی ارادہ سفر یا کسی کام کا کرتا تہا وہ ساتھہ اوسکے قرعہ ڈالتا تہا پس اگر قرعہ مین پہلے تیر آئے تو اوس کام کو ضرور کرتے تھے اور اگر اوسوقت جاتا مکروہ جانتے تھے تو کچھ دور جاکر پہر آتے تھے اور اپنے گھر مین دروازے سے نہین جاتے تھے بلکہ اپنے گھر کے دوسرے جانب دروازہ کھود کر گھر مین آتے تھے اور اوس سے آمد و رفت کرتے تھے یہانتک کہ جانے کا اتفاق ہوتا تہا اور اگر دوسرا تیر نکلتا تہا تو اوس کام یا سفر کو ترک کرتے تھے اور اگر تیسرا تیر نکلتا تہا تو پہر دوبارہ قرعہ ڈالتے تھے تاکہ کوئی ہو تیرون مین سے کوئی تیر نکل آوے اور یہ کام ایام جاہلیت مین کیتے تھے پس اسکی رغبت ہوگئی جیساکہ عمل نجوم اور کہانت اور قیافہ وغیرہ جو دلیل عقلی یا شرعی سے ثابت نہین اور کسبی رحمہ نے اپنی تفسیر مین ذکر کیا ہی کہ ازلام وہ تیر ہے کہ جسپر افعل اور لاتفعل لکہا ہوا تھے اور بموجب نکلنے تیر کے عمل کرتے تھے پس یہ آیت نازل ہوئی کہ ذلکم فسق یعنی یہ استقسام بالازلام ضلالت اور معصیت اور گناہ ہی اور اسکا حلال جاننے والا کافر ہے اور اصل قرعہ کی حقوق مین دو قسمین ہین ایک وہ کہ واسطے خوش کرنے نفسون کے ہو جیساکہ قرعہ تقسیم بی بیون کا اور پیش کرنے اہل خصومت کے طرف قاضی کے اور پہونچانے بیبیون کے سفر مین اور یہ جائز ہی کیونکہ اسمین نفی گمان کی اور تہمت کا رد کرنا ہی اور اسمین کسی کے حق کا باطل کرنا اور نقل کرنا نہین ہی دوسرے وہ کہ اصحاب شافعی رحمہ اللہ نے غلامون کے حق مین دعوی کیا یعنی اگر اونکو مولی اور مریض مالک آزاد کرے اور اوسکا مال سوای غلامون کے دوسرا نہین ہی تو حنفی کے نزدیک یہ قرعہ نہین ہے بلکہ یہ از قسم جوا ہے کیونکہ اسمین حق کا نقل کرنا ہی ایک شخص سے طرف دوسرے شخص کے اور ایک قوم کا

محروم کرنا اور شامی مین مذکور ہی کہ عبد اللہ نے کہا کہ جو کوئی اپنے گھر سے نکلے اور پھر
پھر آوے تو اوسکو کوئی چیز نہین لوٹاتی ہی مگر بد فالی ہین کہ وہ مشرک ہونا فرمان ہو کر لوٹتا
ہی اور تجنیس اور مزید مین لکھا ہی کہ علم نجوم کا سیکھنا حرام ہی مگر اسقدر سیکھنا کہ قبلہ اور زوال سایہ کا
پہچان سکے اور محیط مین مذکور ہی کہ جانور کے بولنے سے جو شخص کہے کہ فلان بیمار مرجائیگا
کافر ہوگا نزدیک بعض مشائخ رح کے اور اگر وقت نکلنے سفر کے عقعق بولنے سے لوٹ آیا
تو نزدیک بعض مشائخ کے کافر ہوگا فضیل رحمہ اللہ حدیث خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی
من اتی کاہنا وصدقہ بالقول فقد کفر بما انزل علی محمد سے سوال کیے گئے یعنی جو کوئی کہ کاہن
کے پاس جاوے اور اوسکے کہنے کو تصدیق کرے پس اوسنے انکار کیا اوس چیز سے
جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوتاری گئی ہے پس انہون نے جواب دیا کہ کاہن یعنی
کہلاتے ہین تو پھر انسے کہا گیا کہ مرد اور عورت کہتے ہین کہ ہم چوری کی چیزون کو جانتے
ہین آیا یہ بھی خبر مین داخل ہی یا نہین کہا کہ ہان پھر انسے کہا گیا کہ اگر وہ شخص کہے کہ مین
جنون کی خبر دینے سے خبر دیتا ہون تو کہا کہ وہ ساحر اور کاہن ہی اور اوسکا تصدیق
کرنے والا کافر ہے کیونکہ اسکی خبر غیب پر واقع ہی اور غیب کی خبر سوای خدا کے
کوئی نہین جانتا ہی کیا تو نے قول اللہ تعالی کا نہین دیکھا فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا
یعلمون الغیب پس اس سے معلوم ہوا کہ علم غیب کو انسان اور اجنات نہین جانتے
ہین لیکن فال لینا پس اسمین کچھ ممانعت نہین ہی اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اپنی چادر کو استسقا مین تحویل کیا ہی اور ہدایہ مین مذکور ہے کہ چادر کا بدلنا فال
لینے کے تھا یعنی میرے حال کو بدل دے جیسا کہ ہمنے اپنی چادر کو بدلدیا اور ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ قلت یا رسول اللہ انی اسمع منک حدیثا کثیرا انساہ قال ابسط
رداءک فبسطتہ فغرف بیدہ ثم قال ضمہ فضممتہ فما نسیت شیئا بعدہ یعنی مین نے عرض کی اے
رسول اللہ آپسے بہت حدیثین سنتا ہون اور بھول جاتا ہون آپنے فرمایا کہ تم اپنی چادر
بچھاؤ پس مین نے اپنی چادر بچھادی آپنے لپ بھر بھر کر اوسمین ڈالا کہ اسکو جمع کرلو اور
ملالو مین نے اوسکو آپ کے کہنے سے جمع کرلیا اور ملالیا پھر مین نے بعد اوسکے کچھ نہ بھولا

کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ یہ بچھانا اور لپ بہر کر ڈالنا اور جمع کرنا
اور سمیٹنا نہین ہی مگر نیک فالی ورنہ علم ایسی چیز نہین ہی کہ چادر پر ڈالا جاوے یا اوسسے
لپ بہرنا ممکن ہو یا اوسکا جمع کرنا اور سمیٹنا مگر اوس سے فال لینا حاصل ہی جیسا کہ
مین نے اپنی چادر بچھائی اس امید پر کہ اوسمین کوئی چیز ڈالی جاوے اسیطرحسے ہمنے
خیال رکھا تھا کہ شاید اوسمیں کچھ باتین سنائی دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے
طور سے لپ بہرے کہ جیسے بہت چیز رزق سے عطا کیجاتی ہی اور لپ بہر کی جاتی ہین
پس اسیطرحسے مین نے اوسکو بہت چیزین علم سے عطا کین اور جسطرحسے کہ واسطے سمیٹنے
اور جمع کرنے چادر کے حکم ہوتا ہی جبکہ جواہر اور موتی پڑین اوسیطرحسے انکو واسطے سمیٹنے
کے حکم کیا اور اونہون نے اوسکو ایسے طور سے سمیٹ لیا کہ جیسے لوگ گرنے والی چیز
کو چادر مین جمع کر لیتے ہین **مسئلہ** ساتھ کلمہ نیک کے فال لینا جائز ہے کیونکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا لا عدوی ولاطیرۃ ویعجبنی الفال قیل ما
الفال یارسول اللہ قال الکلمۃ الصالحۃ یسمعہا احدکم من اخیہ یعنی عدوی اور طیرہ نہین ہے
یعنی مرض کا اوڑکر لگنا اور بدفالی اور شگون لینا اور مجکو فال بہلی معلوم ہوتی ہے کسی نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ فال کیا ہی کہا کہ نیک کلمہ ہے کہ جو اوسکو اپنے بہائی کے منہ سے سنے

اوسٹھہ باب باورچیون کے احتساب مین

اسکی چند قسمین ہین ایک یہ کہ اوسکو جانوران ماکول اللحم کے اوس اعضا کے پکانے سے
منع کرے جسکا کہانا مکروہ ہی اونمین اوس جانور کے پکانے سے جو قطعی حرام ہے اور جو چیز
کہ حرام ہی وہ خون اور خصیین[عہ] ہی لیکن غیر خصیین پس اوسمین اختلاف ہی اور نظم مین مشہور ہے
اور جو چیز کہ مکروہ ہی وہ یہ ہین غدہ پاخانہ اور پیشاب کا مقام مادہ کا ہو یا نر کا اور
دونون انثیین اور پتہ اور مثانہ لیکن خون پس یہ حرام ہی بسبب قولہ تعالی حرمت
علیکم المیتۃ والدم اور ماسوا اسکے خبائث سے ہین دوسرے یہ کہ بگڑے اور سڑے
اور بودار کہانے کے بیچنے سے منع کیا جاوے اور یہی وجہ ہی کہ جانور غلاظت اور
پلیدی کے کہانے والے کا کہانا منع ہی کیونکہ اوسمین بدبو پائی جاتی ہی اور حالت

عہ خصیین [illegible] ۱۲

قیام نماز فرض مین خریدا ور فروخت سے منع کیے جاوین آور قوۃ القلوب اور اخبار
سلف مین مذکور ہی کہ یہ لوگ اول روز کو واسطے آخرت کے اور آخر روز کو واسطے دنیا کے
ٹھہراتے تھے اور کہا گیا ہی کہ پہلی ہریسہ اور سر کا بیچنا بازارون مین نہ تہا مگر واسطے
لڑکے اور ذمی کے کیونکہ ہریسہ اور سر کے بیچنے والے طلوع آفتاب تک مسجد و نمین
رہتے تھے آور تمام مکروہات کے کرنے سے منع کیے جائین اور ادب و واسطے لطافت
اور طہارت کے تمام ماکولات مین احتساب کیا جاوے فتاوی مین ہی کہ ایام عرس مشائخ
رحمہم اللہ مین احتساب کے بیچنے مین حلوائی اور نان بائی اور دوکاندار کو نفع ہے پس وہ
لوگ اس سے باز نہ رکھے جاوین واللہ اعلم۔

ساٹھوان باب کلمات کفر مین

اسمین چند فصلین ہین **فصل اوّل** بیان مین کلمات کفر کے بالتفصیل اصل اسمین یہ ہی کہ جبکہ
اللہ تعالی کا کوئی ایسا وصف کیا کہ جو اوسکے لائق اور سزاوار نہین ہی جیسے ظلم اور سونا اور
ضلالت اور بہولنا اور مزہ وغیرہ یا اوسکے کسی نامون کے ساتھ یا اوسکے کسی امر کے
ساتھ تمسخر کرے یا اوسکے وعدہ اور وعید سے انکار کرے تو کافر ہوگا یا کہا کہ فلان کو
خدا نے پیدا کیا اور اپنے سامنے سے نکالدیا یا کہا کہ اوسکا خدا آسمان پر ہے اور فلانکا
زمین پر ہی یا کہا کہ ہم اللہ کو جنت مین دیکھینگے اور گمان کیا کہ اللہ تعالی جنت ہی مین ہی
اور اسمین حق یہ ہی کہ کہے کہ ہم اللہ کو دیکھینگے جنت سے یا کہا کہ ع نہ تو در بہیچ مکانی نہ مکانی
زتو خالی ہی یا کہا کہ خدا بجبیر ستم کرے جیسا کہ تو نے مجبیر ظلم کیا یا کہا کہ اگر اللہ تعالی قیامت کے
دن ساتھ حق کے انصاف کرے گا تو مین تجھسے بدلا لونگا یا کہا کہ اگر اللہ تعالی قیامت مین
ساتھ حق کے قاضی ہوگا تو مین تجھکو ساتھ حق اپنے کے پکڑونگا یا کہا کہ اللہ تعالی واسطے
انصاف کے بیٹھے گا یا کہڑا ہوگا یا کہا کہ خدا تعالی واسطے انصاف کے کھڑا ہی یا کہا کہ
خدا تعالی واسطے انصاف کے بیٹھا ہے یا کسی نے کہا کہ انشاء اللہ تعالی تو فلان کام کریگا
اوسنے کہا کہ مین بے انشاء اللہ کے کرونگا یا کوئی شخص مرگیا اور دوسرے نے کہا کہ
خدا تعالی کو آدمی کی ضرورت تھی یا کسی ایسے شخص کو کہا کہ وہ کبھی بیمار نہین ہوتا ہی کہ یہ

اونمین سے ہر کہ اسکو اللہ تعالی بھول گیا ہر یا بھول جاویگا یا اپنی بی بی سے کہا کہ تو اللہ سے زیادہ محبوب ہر یا کہا کہ مجکو خدا کا حق نہ چاہیے پس اوسنے کہا کہ نہین یا ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو نماز کو مت چھوڑ کیونکہ اللہ تعالی اسکے بدلہ مین مواخذہ اور عقاب کرے گا تو اوسنے کہا کہ اگر اللہ تعالی مجھپر عقاب کریگا باوجود اس بیماری اور سختی اور کثرت اہل وعیال کے اشغال کے تو اوسنے مجھپر ظلم کیا یا کہا کہ جب اللہ سے زبان درازی مین برنہ آیا تو مین اوس سے کسطور سے برآونگا یا کہا کہ مین نے ساتھ اللہ کے سر بسر کیا ہر یا مظلوم نے کہا کہ یہ ساتھ تقدیر اللہ تعالی کے ہوا ہے پس ظالم نے کہا کہ یہ بغیر تقدیر اللہ تعالے کے مین کرتا ہون یا دعوی کیا کہ مین خدای تعالی کے بھید کو جانتا ہون یا دعوی کیا کہ مین غیب جانتا ہون یا کسی شخص نے بغیر گواہون کے نکاح کرلیا اور کہا کہ مین نے خدا اور اوسکے رسول کو گواہ کیا یا کہا کہ خدا اور اوسکے فرشتون کو گواہ کیا ہر اور اسنے اعتقاد کرلیا کہ رسول اور فرشتے غیب جانتے ہین بلکہ اوسکو چاہیے کہ اسطرح سے کہے کہ کراماً کاتبین کو گواہ کیا اسواسطے کہ یہ دونون جانتے ہین اور وہ اس سے غائب نہین ہوتے ہین یا کہا کہ مین ہوئے اور نہوئے کو جانتا ہون یا بعضے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کا اقرار نہ کیا یا کسی نبی کی عیب جوئی کی یا ساتھ کسی سنت کے راضی نہوا یا کہا کہ اگر فلان رسول اللہ ہوتا تو مین اوسپر ایمان نہ لاتا یا کہا کہ اگر اللہ تعالی مجکو ایسا امر کرتا تو مین نہ کرتا یا کہا کہ جو کچھ نبیون نے کہا ہر اگر حق ہر تو نجات پائی یا کہا کہ مین رسول اللہ تعالی کا ہون یا فارسی مین کہا کہ من پیغام میبرم اور اس سے اپنے دل مین مراد لیا کہ من پیغام میبرم یا کہا کہ مین نہین جانتا کہ نبی صاحب انسان تھے یا جنات یا کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن تھے یا کسی نے اپنی بی بی سے کہا کہ میرے پاس چاندی نہین ہر پس اوسنے کہا کہ مین تصدیق نہین کرتی پھر مرد نے کہا کہ اگر انبیا اور ملائکہ گواہی دین تو بھی تو نہ تصدیق کرے گی اوسنے کہا کہ ہان تب بھی تصدیق نہ کرونگی یا بعد کہنے کسی شخص کے کہ آدم علیہ السلام کپڑا بنتے تھے کسی نے کہا کہ پس ہملوگ جولاہی کے بچے ہین اسواسطے کہ یہین آدم علیہ السلام کی استخفاف اوسکی ہر یا بعد کہنے کسی شخص کے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونگلیان چاٹتے تھے کہا کہ یہ بے ادبی ہی یا کہا کہ یہ نچی مونچھ کس کام آیگی کیونکہ اس کینے مین سنت کی خفت اور سبکی ہی یا کہا کہ اگر قبلہ اسطرف ہوتا تو مین نماز نہ پڑہتا یا کہا کہ اگر اللہ تعالی مجھے جنت عطا کرے تو مین بغیر تیرے اوسی نہین چاہتا یا اوسمین بغیر تیرے نہین جاتا یا کہا کہ اگر مجکو ساتہہ فلان کے جنت مین جانیکا حکم ہو تو مین ہرگز نہ جاؤن یا کہا کہ اگر اللہ تعالی جنت عطا کرے تو مین اوسکو پسند کرون اور نہ اوسکو دیکہنا چاہون یا قرآن مجید کی کسی آیت کا انکار کیا یا ساتہہ کسی آیت کی تمسخر کیا یا قرآن مجید کے مخلوق ہونے کا حقیقت مین اعتقاد کیا یا دف اور سرنائی بجا کر قرآن پڑہا یا کہا کہ تو قل ہو اللہ کے چھلکے کو لیگیا یا کہا کہ تو نے الم نشرح کے گریبان کو پکڑ لیا یا کسی کو کہا کہ ای زیادہ کوتاہ انا اعطیناک سے یا کسی دوسرے کو کہا کہ تو نے الم نشرح کی پگڑی باندہ لی یا کہا کہ مجہپر نماز واجب نہین ہی جبکہ وہ بالغ اور عاقل ہو یا بطور انکار کے کہا کہ مین وتر نہین پڑہتا یا کسی نے کسی کو کہا کہ تو نماز پڑہ اوسنے کہا کہ جو شخص نماز پڑہے قرطبان اور بیغیرت ہی اور اسپے اوپر ایک کام دراز کرتا ہی یا کہا کہ بہت دن ہوئے کہ مین نے بیگاری نہین کی ہی یا کہا کہ کون اس کام کو بسر کرسکتا ہی یا کہا کہ عقلمند بہی اس کام کو انجام نہین کرسکتا ہے یا کہا کہ لوگ ہمارے واسطے کرتے ہین یا کہا کہ صبر کر جب ماہ رمضان آئے گا سب نمازین پڑہ لونگا یا کہا کہ مین نماز پڑہتا ہون کچہ مجکو نہین ملتا ہی یا کہا کہ تو نے نمازین پڑہین کیا پایا یا کہا کہ کسکی نماز پڑہون میرے مان باپ مرگئے ہین یا زندہ ہین یا کہا کہ نماز پڑہنے والے اور نہ پڑہنے والے سب برابر ہین یا کہا کہ کب تک نماز پڑہون یا کہا کہ نماز کچہ نہین ہی یا کہا کہ بے نمازی ہونا خوب کام ہی یا کسی نے کہا کہ نماز پڑہ تا تجکو مزا بندگی کا ملے اوسنے کہا کہ تو مت پڑہ تا مزا بے نمازی کا پاوے یا کسی غلام سے کہا کہ تو نماز پڑہ اوسنے کہا کہ مین نہین پڑہتا پس اسکا ثواب اوسکے مولے کو ہی یا کسی سے کہا کہ تو نماز پڑہ اوسنے کہا کہ اللہ نے میرے مال کو کم کردیا ہی مین نے اوسکے حق کو کم کردیا یا اوس شخص نے کہا کہ جو نماز پڑہتا تہا رمضان مین نہ غیر مین کہ یہ خوب بہت ہی یا کہا کہ زیادتی آتی ہے کیونکہ ہر نماز ماہ

رمضان کی ستر نماز کے برابر ہے کافر ہوگا یا وقت داخل ہونے ماہ رمضان کے کہا
کہ یہ بھاری مہینہ آیا یا کہا کہ بھاری مہمان آیا یا کہا کہ مین اسمین سے کتنے روزے رکھون
یا دو آدمیون مین جھگڑا ہوا ایک نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ دوسرے نے
کہا کہ لاحول کی ضرورت نہین ہے یا کہا کہ مین لاحول کو کیا کرون یا کہا کہ لاحول کو
پیالے مین توڑنا چاہیے یا کسی کو سبحان اللہ کہتے ہوئے سُنا اوسنے کہا کہ سبحان اللہ
کا پوست اوتارنے یا حرام کا کھانا کھایا یا وقت کھانے کے بسم اللہ کو ساتھ خفت
اور سبکی کے کہا یا شراب کا پیالہ لیتے وقت بسم اللہ کہا یا وقت زنا اور چوری
کے یا وقت سننے اذان کے کہا کہ ای موذن تو جھوٹا ہی یا جنت اور دوزخ کا
یا میزان اور حساب اور نامہ اعمال بندون کا انکار کیا یا کسی نے کہا کہ میرے
اوس شی کو جو تجھپر چاہیے ادا کر ورنہ ہم تجکو دن قیامت مین پکڑین گے اوسنے
کہا کہ تو مجکو دس دوسرے اور دے تا دن قیامت مین تجکو بیس واپس کردن یا
کسی ظالم سے کہا گیا کہ تو قیامت تک ٹھہر جا اوسنے کہا مجکو حشر سے کیا کام اگرچہ اسکی
اعتقاد مین قیامت کا ہونا برحق ہو کیونکہ اسمین سُبکی قیامت کی ہی یا کہا کہ مین قیامت
سے نہین ڈرتا یا کہا کہ فلان دن قیامت مین فلان کا بیٹا ہی یا کسی سے کہا کہ تو دنیا کو
چھوڑ دے اوسنے کہا کہ مین نقد کو ساتھ اودہار کے نہین چھوڑتا یا کسی نے فقیر پر بامید
ثواب کے کچھ مال حرام سے خیرات کی یا فقیر نے اس بات پر اوسکو دعا دی اور آمین کہا
دینے والے نے یا کسی سے کہا گیا کہ تو حلال طلب کرکے کھا اوسنے کہا کہ مجکو حرام زیادہ
محبوب ہی یا کہا کہ دنیا مین کسی حلال کھانے والے کو لاؤ مین اوسکو سجدہ کرون یا کہا
حرام کھانا خوب کام ہی یا کسی سے کہا گیا کہ تو حلال کھا اوسنے کہا مجکو حرام چاہیے
یا کہا کہ شراب حلال ہی یا کہا کہ حرمت شراب کی نص سے ثابت نہین ہی یا کہا کہ
یہ علم جو سیکھتے ہین داستان اور افسانہ یعنی قصہ ہی یا کہا کہ یہ سب ہوا ہی یا کہا کہ تزویر
اور فریب ہی یا کہا کہ مین علم حیل کا منکر ہون یا بی بی نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو کنشت
اور بتخانہ سے آیا ہی حالانکہ وہ مجلس علم سے آیا تھا یا کسی سے کہا گیا تو میرے ساتھ مجلس

علم مین جہل اوسنے کہا کہ جو کچہ وہ لوگ کہینگے کون عمل مین لائیگا یا کہا کہ مجکو مجلس علم سے کیا
کام یا کہا کہ علم کو گوشت کا پیالہ کرنا چاہیے یا کہا کہ علم کیا ہوگا درم چاہیے یا کہا کہ فساد کرنا
علم سے بہتر ہے یا بی بی نے کہا کہ شوہر عقلمند پر لعنت ہو یا عالم کو کہا کہ گدہے نے ذکر کیا
ہی اور اوس سے علم دین مراد لیا یا ایک شخص اونچی جگہ پر بیٹھا اور اوسنے واعظین کی مشابہت
کی اور ساتھ اوسکے ایک جماعت تہی کہ مسائل دینیہ پوچھتے تھے اور تمسخر کرتے تھے اور
اوسکو مارتے تھے اور اسیطرح سے وہ مکان بلند پر نہ بیٹھا لیکن واعظین کا استہزا اور نقل
کی اور اوسپر ہنسے اور اسیطرح سے اگر انہون نے ساتھ معلمین اور مدرسین کے تشبیہ کی اور
ہاتھ مین لکڑی اوٹھا کر لڑکون کو ڈراکر ہٹایا یا اور معلمین کی نقل کی اور لوگ اوس سے
ہنسے اور فتوی کو زمین پر ڈالدیا اور کہا کہ کیا یہ شرع ہی حالانکہ اوسپر مدعی نے فتوی
جواب ائمہ کا پیش کیا تہا اور ایک شخص نے عالم سے مسئلہ طلاق کا دریافت کیا اوسنے
کہا کہ طلاق ہوگئی پوچھنے والے نے کہا کہ مین طلاق طلاق کیا جانون بچون کی ماں کو
چاہیے کہ گھر مین ہو یا کہا کہ گوشت کا پیالہ علم سے بہتر ہے یا کسی سے کہا گیا کہ تم شریعت
مین آؤ اوسنے جواب دیا کہ پیادہ لاؤ کہ مین جاؤن بغیر اسکے مین نہین جاتا کیونکہ یہ
اہانت اور سبکی شرع کی ہے یا کہا کہ میرے ساتھ شریعت اور یہ حیلہ کچہ فائدہ نہین کریگا
یا کہا کہ مجکو بتخانہ کافی ہی شریعت کیا کرون یا کہا کہ وہ مرگیا اور جان تیرے سپرد کر گیا
کیونکہ یہ ناسخ ہی یا کسی بیمار نے کہا کہ چاہے مجکو مسلمان مار یا کافر مار یا کہا کہ تو نے میرا
بیٹا اور میرا مال اور فلان فلان چیز کو لیلیا اب تو کیا کریگا اور کیا باقی ہی کہ جسکو تو نے
نہین کیا اور اگر بیمار دعوی کرے کہ یہ میری زبان پر سہوًا جاری ہوا تہا تو اوسکا کہنا
تصدیق نہ کیا جاوے یا عورت نے کافرہ اور یہودیہ اور مجوسیہ کہا اور اوسنے کہا کہ اگر
مین ایسی ہون تو طلاق دیدے یا کہا کہ اگر مین ایسی ہون تو مجکو تیرے ساتھ رہنا نہ چاہیے
یا کہا کہ اگر مین ایسی نہوتی تو تیرے ساتھ صحبت نہ رکھتی یا کہا کہ تو مجکو نہ رکھہ یا عورت
نے شوہر سے کہا کہ تو مانند مغ کے حجت اگندہ ہوا ہی تو اوسنے کہا کہ تو اپنی مدت تک
مغ کے ساتھ کیون رہی یا کسی نے کسی کو کافر یہودی مجوسی کہا اوسنے اوسکی جواب مین

لبیک کہا یا کہا کہ تو ایسا ہی جان یا کہا کہ ہم اسقدر رنجیدہ ہوئے کہ اسیوقت کافر ہو جاوین
یا کہا کہ مین ملحد ہون بس اگر کہے کہ مین ہمکو کفر نہین جانتا تھا تو معذور نہین ہوگا یا جسوقت
کوئی شخص کسی کو واسطے سننے وعظ اور نصیحت کے بلائے اور وہ کہے کہ مجکو کافر بنانا ہی
جان یا کسی سے کہا گیا کہ توتوبہ کر اور اوسنے بت پرستون کی ٹوپی سر پر رکھلی یا بی بی نے
شوہر سے کہا کہ کافر ہونا بہتر ہے تیرے ساتھ ہونے سے یا کہا کہ تو نے مجھپر ظلم کیا
یا کہا کہ اگر تو نے میرے واسطے ایسا ایسا نہ خریدا تو کافر ہے یا کسی نصرانیہ خوبصورت کو
دیکھا اور آرزو کی کہ مین اگر نصرانی ہو جاؤن تو اوس سے نکاح کر لون یا مجوس کی ٹوپی
اپنے سر پر رکھلی ضرورت سے جیسا کہ سردی وغیرہ کا دفع کرنا یا یہ کہ گائی بغیر اسکے دودہ
دوہنے نہین دیتی تھی یا کمر پر زنار رکھلی یا مسلمان زنار باندہ کر واسطے تجارت کے دار الحرب
گیا یا کوئی شخص نصرانی کے کوچہ مین گیا اور اون لوگون کو شراب پیتے اور گاتے ہوئے
دیکھکر کہا کہ یہ لوگ گویا کہ عشرت کی رسی کمر مین باندہے ہین انکے ساتھ ہو کر دنیا کو خوش
گذرانا چاہیے یا کہا کہ مجوس ہونے سے نصرانی ہونا بہتر ہے یا کسی نے اوس کافر سے
کہا جو کہ مسلمان ہو چکا تھا کہ تجھے اپنے دین سے کیا برا معلوم ہوا تھا یا بادشاہ وغیرہ کو
خدا کہا یا کہا کہ اے بڑے خدا یا آپنے یارون سے وقت فساد کے کہا کہ آؤ خوش گذران
کرین یا کہا کہ اوسے خوشی نہو جیوجو میرے خوشی پر خوش نہو یا کسی نے فساد مین مشغول
ہوتے وقت کہا کہ مین مسلمانی ظاہر کرتا ہون یا مسلمانی ظاہر ہوئی یا کہا کہ جب شراب
گر گئی تو جبرئیل علیہ السلام اسکو اپنے پرون پر اوٹھائینگے یا کہا کہ جو شخص مست نہین ہی
مسلمان نہین ہی یا فاسق سے کہا کہ تو ہر روز اللہ تعالی اور اوسکی مخلوق کو ایذا دیتا ہی
اوسنے کہا کہ خوب کرتا ہون یا گناہ کو کہا کہ یہ بھی ایک راہ اور مذہب ہی یا گناہ صغیرہ
کا مرتکب ہوا اور اوس سے کہا گیا کہ توبہ کر اوسنے کہا کہ مین نے کیا کیا ہی کہ توبہ کرون
یا فاسق نے جماعت صالحین سے شراب کی مجلس مین کہا کہ اے کافرو آؤ اور مسلمانی دیکھو
یا کسی شخص سے کہا گیا کہ مجکو حق پر یاری اور مدد دے اوسنے کہا کہ حق پر ہر شخص مدد دیتا
ہے مین ناحق پر مدد دونگا یا کسی عورت نے کہا کہ مین خدا کو اور علم کو کیا جانون مین نے

اپنے آنکو دوزخ مین رکھا ہی یا کسیکو آدمی نے مارا اوسنے کہا کہ تو مجکو مت مار آخر مین بہی تو
مسلمان ہون تو مارنے والے نے کہا تجہپر اور تیری مسلمانی پر لعنت ہی یا کہا کہ فلان مجہسے
زیادہ کافر ہے یا کہا کہ فلان جو کچہ کہیگا مین کرونگا اگرچہ کفر کی بات کہے یا کہا کہ مسلمانی سے مین بہت
بیزار ہون یا کہا کہ دوزخ کے کنارہ تک جاونگا نہ اندر یا اپنے ایمان مین شک کیا یا کہا کہ
مین ایمان کی حقیقت نہین جانتا ہون یا کسی سے کہا گیا کہ تو اپنے دین کو بیان کر اوسنے کہا
کہ مین نہین جانتا پس ان سب مسائل مین واسطے کافر ہونے کے اختلاف نہین ہی اور
ان سب کلمات کفر کو تتمہ نے محیط اور ذخیرہ سے اختصار کیساتھ لکھا ہی انمین کچہ اختلاف نہین ہی لیکن
جسمین کہ اختلاف ہی اوسکو ترک کیا کیونکہ جب اوسمین اختلاف ہی تو مفتی کو عدم تکفیر کے
طرف میل کرنا واجب ہی اور مختصر صفت ایمان مین یہ ہی کہ کہے کہ واسطے جن امور کے
اللہ تعالی نے مجکو حکم کیا ہی مین نے قبول کیا اور جنسے نہی کی اونسے باز آیا جب دل سے اعتقاد
کیا اور زبان سے اقرار کیا تو اوسکا ایمان صحیح ہوا اور وہ مومنون مین شمار کیا جاویگا
یہ سب ذخیرہ کے کلمات کفر سے منقول ہی واللہ اعلم

اکسٹھ باب کفر کی بات بولنے والے کے احتساب مین

ان مسائل مین دو قسمین ہین ایک یہ کہ مفتی کے ساتھ متعلق ہی دوسری یہ کہ محتسب کے ساتھ
متعلق لیکن دوسرا ایسی وہ ہر ایک بات ہی جس سے موجب کفر کا ہر طرح سے ہوتا ہی یا بعض
وجہ سے ہوتا ہی اور بعضی وجہ سے نہین یا ہرگز موجب کفر کا ہوہی نہین سکتا ہی لیکن وہ
خطا وار ہے تو ان سب سی محتسب کو بقدر جرم اور خطا کے منع کرنا چاہیے اور تقدیر خطا
کی محتسب کی رای پر ہے جبکہ وہ صاحب رای ہو ورنہ طرف اہل علم کے رجوع کرنا چاہئے
لیکن دوسری پس جبکہ مسئلہ مین موجب کفر کے چند وجوہ ہون اور ایک وجہ مانع کفر ہو تو
مفتی کو اوس ایک وجہ کیطرف جو مانع کفر ہے میل کرنا واجب ہی بسبب حسن ظن کے
ساتھ مسلمانون کے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ ظن المومنین خیرا سپ اگر کہنے والیکی
نیت مین وہی ایک وجہ ہے تو مسلمان ہی اور اگر وہ سب ہون کہ جس سے موجب کفر کا
ہوتا ہی تو اوسکو مفتی کا فتوی نفع نہ دیگا بلکہ وہ واسطے توبہ کے ہدایت کیا جاوے اور

اپنی بی بی سے واسطے جدید نکاح کرنے کے آور جو کوئی باوجود علم اور عقیدے کے
کلمہ کفر کا کہے کافر ہے اور اگر عقیدہ مین نہو یا اوسکو نہ جانتا ہو کہ یہ لفظ کفر کا ہی لیکن اوسکو
اپنے اختیار سے کہا ہی تو نزدیک عام علما کے کافر ہوتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ وہ ساتھ جہل کے
معذور نہین رکھا جاتا ہی اور اگر قصداً نکہا بلکہ وہ دوسری بات کہنا چاہتا تھا اور اوسکے
منہ سے کلمہ کفر کا نکل گیا جیسا کہ لا الہ الا اللہ کہنا چاہتا تھا لیکن مع اللہ الہ آخر نکل آیا یا کہنا چاہتا
تھا کہ تو خدا ہی اور مین بندہ ہون اور اوسکی زبان سے اسکے برعکس جاری ہوگیا تو کافر
نہین ہی اور امام محمد رحمہ سے اجناس مین منصوص ہی کہ جو کوئی کہا چاہتا تھا کہ مین نے کہا یا
اور اوسکی زبان سے نکل آیا کہ مین کافر ہوا تو وہ کافر نہین ہی اور اسمین کہا گیا ہی کہ یہ اوسپے
محمول ہی کہ جو اوسکے اور خدا کے درمیان مین ہی مگر قاضی اوسکی تصدیق نہ کریگا اور جس شخص
نے دلمین کفر کو چاہا یا کفر کا قصد کیا وہ کافر ہے آور جس نے لا الہ کہا اور الا اللہ کہنا چاہا
مگر وہ کہہ نہ سکا وہ کافر نہین ہی اور جس شخص نے کلمہ کفر کا حالت طوع اور اختیار مین بغیر اکراہ کے
کہا اگرچہ اوسکا دل ساتھ ایمان کے مطمئن ہو وہ کافر ہے اور اوسکو دل کا اطمینان سودمند نہین ہے
کیونکہ کافر اور مومن مین امتیاز فقط نطق اور کلام کا ہے جبکہ وہ کلمہ کفر کا زبان پر لایا ہمارے
نزدیک اور اللہ تعالی کے نزدیک کافر ہوا آور اگر کسی نے کہا کہ اگر کل ایسا ہوگا تو
مین کافر ہون پس ابو القاسم رح نے کہا ہی کہ وہ اوسیوقت کافر ہوا آور سیر اجناس مین
ہی کہ جسنے چاہا کہ غیر کو واسطے کفر کے حکم کرے اور یہی اوسکا قصد ہا تو وہ کافر ہے
اور اسیطرح سے جس شخص کے دل مین بہت باتین جو موجب کفر کی ہون گذرین مگر اوسنے
اپنی زبان سے نکہین بلکہ اوسکے کہنے کو مکروہ بھی رکھتا تھا تو یہ اوسکو کچھ ضرر نہین
کریگا اور یہ محض ایمان ہے آور جو شخص کہ ایسا کلمہ کہے کہ وہ موجب کفر کا ہو اور
دوسرا اوسکے ساتھ ہنسے تو کہنے والا اور سننے والا دونون کافر ہین آور جو شخص کہ اپنے
نفس کے کفر پر راضی ہوا وہ کافر ہوا آور جو کوئی کہ غیر کے کفر پر راضی ہوا تو اسمین مشائخ
رحمہم اللہ کا اختلاف ہی آور سیر کبیر مین کہا ہی کہ اسیطرح اگر اوسکے دلمین قصد گناہ کا گذرا جیسے
چوری اور زنا وغیرہ مگر اوسنے اپنی زبان پر اوسکو جاری نکیا تو وہ ماخوذ نہین ہوگا

اسنے دلالت کی کہ غیر کے کفر پر راضی ہونا کفر نہین ہی اور صورت اس مسئلہ کی وہ ہی جو سیر
کبیر مین مذکور ہے کہ مسلمانون نے کسی کافر کو گرفتار کیا اور خیال ہوا کہ شاید یہ مسلمان ہوجاوے اور کلمہ شہادت
کو پسند کرے مگر کسی کسی نے ایسی بات کہ وہ اظہار اسلام نکر سکے یا اسقدر مارا کہ وہ درد مین مبتلا ہوجاوے
اور اسلام نہ لاسکے تو یہ لوگ گنہگار ہونگے اور یہ نہ کہا کہ کافر ہونگے اور شیخ الاسلام شمس الائمہ
سرخسی رح نے اشارہ کیا ہی کہ یہ مسئلہ دلیل نہین ہوسکتا ہی کیونکہ اسکی تاویل یہ ہی کہ مسلمان لوگ
جانتے تھے کہ وہ حقیقت مین مسلمان نہوگا لیکن واسطے بچنے کے دل سے اسلام ظاہر کریگا تو یہ
رضا اونکے کفر پر اسوقت نہوگی اور شیخ رحمہ اللہ نے شرح سیر مین ذکر کیا ہے کہ رضا ساتھ کفر
غیر کے اوسوقت کفر ہے کہ جب کسیکو کفر کی اجازت دے اور اوسکو اچھا جانے لیکن جبکہ
اوسنے اجازت ندی اور اچھا بھی نہ جانا لیکن واسطے اوس شخص کے قتل کو کفر پر دوست رکھا
تاکہ اللہ تعالے اوس سے بدلہ لیوے تو یہ کفر نہین ہی اور جس شخص نے قولہ تعالے ربنا اطمس علی اموالہم
واشدد علی قلوبہم فلا یومنوا الخ مین تامل کیا تو اوسپر صحت ہمارے دعوی کی ظاہر ہوگئی اور بنابر ین
جبکہ ظالم پر بددعا کی کہ تجکو اللہ تعالی کفر پر مارے یا کہا کہ اللہ تعالے تجسے ایمان کو لیلیوے
تو یہ کفر نہین ہے جبکہ کفر کو اچھا نجانے اور اوسکی اجازت بھی ندے اور اوسکی آرزو نکرے
کہ اللہ تعالی اس سے اوسکے ایمان کو سلب کرے تاکہ اللہ تعالی اوس سے ظلم اور ایذا رسانی
مخلوق کا بدلہ لیوے اور ہمکو امام ابوحنیفہ رح کی روایت یاد ہی کہ رضا ساتھ کفر غیر کے کفر ہے
بدون تفصیل کے پس جاننا چاہیے کہ جو کچھ کہ بلا اختلاف کفر ہے وہ عمل کے باطل ہونے کا
موجب ہی اور اوسپر اعادہ حج لازم ہے اگر اوسنے حج کیا ہو اور بی بی کے ساتھ مباشرت
کرنا بھی زنا ہوگا اور جو اولاد کہ بعد اسکے پیدا ہوگی ولد الزنا کہلاویگی اور اگر بعد اسکے کلمہ
شہادت کا پڑھا پس اگر یہ بموجب عادت کے ہے تو وہ اوس سے پاک اور بری نہوا کیونکہ
بموجب عادت کے کلمہ کہنا کفر کو دور نہین کرتا ہی اور وہ کہ جسکے کفر ہونے مین اختلاف
ہے اوسکے کہنے والیکو واسطے تجدید نکاح اور توبہ اور کفر سے باز رہنے کے لیے
حکم کرنا چاہیے لیکن جسمین کہ خطائی لفظی ہو وہ موجب کفر کا نہین ہے اور اوسکا قائل بحال خود
مومن ہی اور واسطے تجدید نکاح کے امر کرنا کچھ ضرور نہین ہے مگر واسطے استغفار کے

اور ایسی لفظون سے باز رہنے کے لیے واللہ اعلم

باسٹھ باب نکاح مین افعال بدعت کے احتساب مین

اسکے چند اقسام ہین ایک گانے والیون کا حاضر کرنا اور راگ کا ظاہر کرنا اور یہ حرام ہے دوسرے باجے اور آلات لہو کا حاضر کرنا اور یہ بھی حرام ہے تیسرے بازیگرونکو واسطے لہو ولعب کے بلانا اور یہ بھی حرام ہے چوتھے گھر کی دیوارون کو اچھے اچھے کپڑون سے واسطے زینت کے چھپانا اور یہ نزدیک امام اعظم رحمہ اللہ کے مکروہ ہے پانچوین گھوڑون پر سوار ہونا اور بے ضرورت شہر مین کوچہ گردی کرنا اور اوسمین کئی مکروہات ہین ایک یہ کہ بیفائدہ امور مین مشغول ہونا دوسرے جانور کو تھکانا تیسرے راستون کا تنگ کرنا اور لوگون پر تنگ کرنا چوتھے یہ کہ عمدہ کپڑے سے زینت مقصود ہے اور زینت کرنا طاعت اور بندگی مین معصیت اور گناہ ہے پس بسبب گناہ کے بدرجہ اولی مکروہ ہے اللہ تعالے نے فرمایا کہ ولاتکونوا کالذین خرجوا من دیارہم بطرا ورئاء الناس اور بطر اور ریا اس کوچہ گردی مین موجود ہے پانچوین یہ کہ انکی سواری مین گانے والے اور قاری ہوتے ہین پس اگر اونکی قرأت قرآن مجید کی ہے تو اونپر کفر کا خوف ہی کیونکہ اسمین اوسکی اہانت اور استخفاف ہی اور اگر غیر قرآن مجید کی ہے تو حرام ہے چھٹے یہ کہ انکے ساتھ ڈھول اور باجے اور گانے والے ہوتے ہین اور یہ سب حرام ہے ساتوین یہ کہ اسمین عورتون کا جماعت مین حاضر کرنا ہوتا ہے اور یہ مکروہ ہے خصوصًا جبکہ انکی حاضری مردون مین ہو اور جو عورت کہ مردون کی مجلس مین حاضر ہوتی ہو اوسکی عصمت وغیرت باقی نہین رہتی ہے اور اس کام کی برائی مین کوئی شک نہین ہی کیونکہ عورت اجنبیہ کا پردہ اوٹھادینا حرام ہے پس کیا حال ہی لڑکی کریمہ اور شریفہ کا کہ اوسکو اوسکے بھائی اور باپ نضیحت کرین۔ آٹھوین یہ کہ مجلس عقد نکاح مین مجامر اور عود دان تصویر دار کا حاضر کرنا بسبب صورت کے مکروہ ہے نوین خاطب کا حریر اور ریشم پر بٹھانا دسوین ڈوری کا اندازہ کرنا برابر قد خاطب کے اور جادوگر کو دینا کہ وہ واسطے شوہر اور بی بی کے جادو کرے تاکہ ان دونون مین الفت اور محبت زیادہ ہو اور عورت مرد پر غالب آوے حالانکہ جادو حرام ہے

اور نزدیک بعض کے کفر ہے گیارہوین نزدیک بعض کے اقربا کی تعریف حد سے زیادہ کرنا بھی
کروہ سب افعال اونکی ذات سے غیر ممکن ہون حرام ہے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا
کہ یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا یعنی وہ سب دوست رکھتے ہین کہ جس کام کو اونسے نہین کیا ہی
اوسکے ساتھہ تعریف کرین تیرہوین وقت نکاح کے شوہر کا حریر پہننا حرام ہے تیرا اگر کہا
جاوے کہ بموجب حدیث مشہور کے نکاح مین دف بجانا جائز ہے پس ہم کہتے ہین کہ
فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے اپنی بستان مین ذکر کیا ہے کہ اعلان اور ظاہر کرنے نکاح کو
کنایہ ہی اور اس سے بعینہ دف کا بجانا مراد نہین ہی واللہ اعلم

ترسٹھہ باب بالون کی سنت اور بدعت کے بیان مین

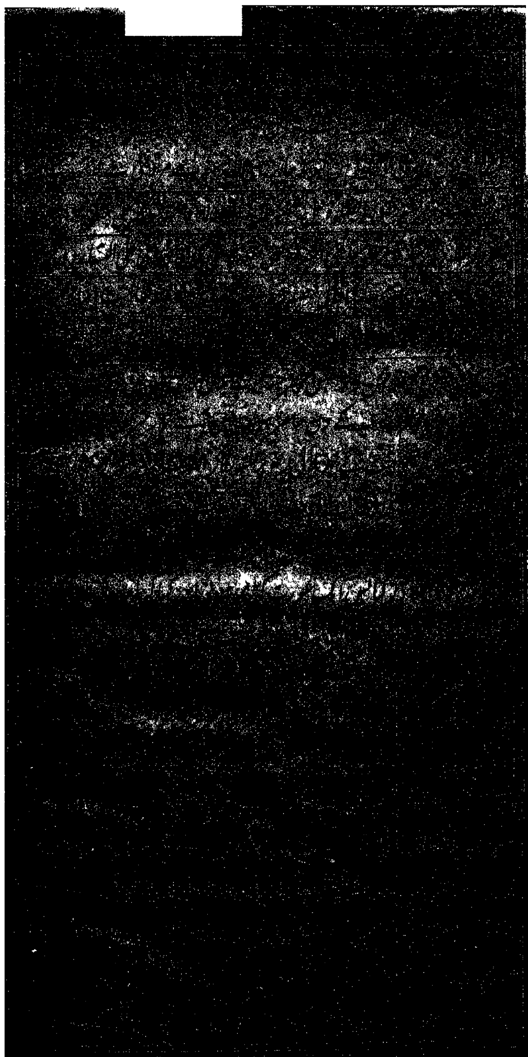
محیط مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کو واسطے مونڈوانے سر اور کٹوانے ناخن کے
کہا کیونکہ یہ سنت نبوی ہی اوسنے کہا کہ ہم یہ نہین کرتے گرچہ سنت ہی پس یہ کہنا کفر ہی کیونکہ
اسنے یہ کلمہ بطور انکار اور رد کے کہا ہی اور یہی حکم تمام سنتون مین ہی اور جنایات ذخیرہ مین
مذکور ہے کہ بچونکا چوٹی رکھنا حرام ہے اور ہمارے اصحاب رحمہم اللہ سے بھی یہی مروی ہی
کیونکہ بچون مین چوٹی کا رکھنا اوپر امید فاسد کے ہوتا ہی اور اسکی تفصیل باب ممالیک مین
ہے اور محیط مین ہے کہ چوٹی باندہ کر نماز پڑہنا مکروہ ہے بموجب حدیث ابن رافع رض کے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ آدمی نماز پڑہے اور سر اوسکا بندہا
ہو اور صورت اسکی نزدیک بعض مشائخ رحمہم اللہ کے یہ ہی کہ اپنے بالون کو سر پر کرلے اور
اوسکو ساتھہ گوند وغیرہ کے جمادے تاکہ وہ سب آپسمین چپک جاوین اور نزدیک بعض کے
یہ ہے کہ چوٹی کو سر کے چارون طرف لپیٹے جیسا کہ بعض اوقات مین عورتین کرتی ہین
اور نزدیک بعض کے یہ ہی کہ تمام بالون کو پشت کیطرف جمع کرے اور اونکو ساتھہ ڈورے
یا دہاگے کے باندہے تاکہ وقت سجدہ کے زمین مین نہ لوٹین اور حدیث متفق مین ہی کہ پٹے
رکھنا مکروہ ہین اور وہ یہ ہی کہ سر کے کنارے منڈوالے اور درمیان مین چھوڑ دے یا
اسکے خلاف کرے اور صحاح مین پٹہ سے یہ مراد ہے کہ لڑکون کے سر کو منڈواوین اور کئی
جگہ اوسکے سر مین بال کو چھوڑ دین اور آجا مین مذکور ہے کہ پٹہ رکھنا شیطان کا طریقہ ہے

لیکن بالون کا لٹکانا پس اسکو امام غزالی رحمہ اللہ نے ہمارے زمانے مین مکروہ رکھا ہے کیونکہ
یہ شعار علویون کا ہے اسواسطے کہ جب یہ علوی نہوگا تو یہ لٹکانا تلبیس اور مکر سے ہوگا اور احیا
مین ہے کہ بالون کو میل سے ساتھہ دہونے اور کنگھی کرنے اور تیل لگانے کے پاک اور صاف
رکھنا مستحب ہے کیونکہ یہ پریشانی کو دور کرتی ہے وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہن الشعر و
یرجلہ غبا و یامر بہ و یقول ادہنوا غبا و دخل علیہ رجل ثائر الراس اشعث اللحیۃ فقال اما کان لہذا
دہن یسکن بہ شعرہ ثم قال یدخل احدکم کانہ شیطان یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیل لگاتے
اور کنگھی کرتے تھے ایکدن درمیان اور لوگون کو حکم کرتے تھے کہ تم لوگ بھی ایکدن درمیان تیل
لگاؤ اور ایکمرتبہ ایک شخص پریشان سر اور بکھری ڈاڑھی آپکے پاس آیا آپنے فرمایا کہ کیان
اسکے پاس تیل نہ تھا کہ اپنے بالون کو سنوارتا کر ناپہر فرمایا کہ ایک تم مین کا آتا ہے گویا کہ وہ شیطان
ہے مسئلہ بالون کا لٹکانا بدون فرق اور مانگ کے منسوخ ہے صحیح بخاری مین ابن عباس رض
سے مروی ہے کہ کان النبی صلعم یحب موافقۃ اہل الکتاب فیما لم یومر فیہ وکان اہل الکتاب یسدلون
اشعارہم وکان المشرکون یفرقون روسہم فسدل النبی صلعم ناصیتہ ثم فرق بعد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اہل کتاب کی موافقت کو دوست رکھتے تھے ایسی جگہ مین کہ جہان کچھ حکم ہنوز صادر
نہوا تہا اور اہل کتاب بالون کو لٹکاتے تھے اور مشرکین اپنے سرون مین مانگ نکالتے تھے
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیشانی پر بعد اسکے فرق کیا مسئلہ بچون مین قصہ
اور قفا رکھنا کچھ مضائقہ نہین ہے کیونکہ صحیح بخاری مین نافع رض سے مروی ہے کہ سمع ابن
عمر رض یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ینہی عن القزع قلت ما القزع فاشار الینا عبد اللہ
قال اذا حلق الصبی ترک ہہنا شعرا فاشار لنا عبد اللہ الی ناصیتہ و قال وعادتہ
فقال اما القصۃ والقفا للغلام فلا باس لہما ولکن القزع ان یترک بناصیتہ شعرا ولیس فی راسہ غیرہ
وکذلک شق راسہ ہذا وہذا القصۃ بیرفع القاف یعنی ہمنے سنا ابن عمر رض سے کہ وہ کہتے تھے کہ
ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ قزع سے منع فرماتے تھے ہمنے کہا کہ
قزع کسکو کہتے ہین پس عبد اللہ نے اپنی پیشانی کیطرف اشارہ کیا اور کہا کہ جب بچہ کا سر
مونڈا جاوے تو وہان یہ بال چھوڑ دیا جاوے اور عبد اللہ نے اپنی پیشانی کیطرف اشارہ

کرکے کہا کہ پہر لوٹا یا مین نے اونکو اور کہا کہ بچون کے قصہ اور قفا مین کچھ مضائقہ نہین
ہی لیکن قزع یہ ہے کہ بال اپنی پیشانی مین چھوڑے اور اوسکے سوا سر مین دوسرا بال نہو
اور سطرح جسے شق کرنا اور چیرنا سر کا ہے اور یہ لفظ قصہ کا ساتہہ رفع قاف کے ہی واللہ اعلم

چوتھہ باب واعظون اور سننے والون کے احتساب مین

جو چیز کہ مجلس وعظ اور نصیحت مین ذکر نا چاہیے وہ چہہ ہین بعضی اونمین سے وہ ہی کہ جسکو
امام المحقق فخر الاسلام فخر الدین علی بزدوی رحمہ اللہ نے اپنے اصول کے چھٹے باب مین ذکر
کیا ہے کہ جو کوئی مجلس سماع حدیث مین بیٹھے اور اوسکے وعظ او نصیحت کے سننے کیطرف
دہیان نہ کرے بلکہ دوسری کتاب کو دیکھے یا قلم سے کوئی چیز لکھے یا اوسکی طرف سے
منہ پھیر کر لہو مین مشغول ہو یا سو جاوے یا اوسکے سننے مین سستی کرے تو نہ ضبط ہی
اوسکو نہ امانت بلکہ اوسکے سب افعال کے حرام ہونے کا خوف ہے نعوذ باللہ من ذلک
اور اسکے مثل کے ساتہہ کوئی حجت قائم نہین ہوتی ہے اور نہ اسناد متصل ہوتی ہے اسکے
خبر کے ساتہہ مگر وہ جو ضرورت سے واقع ہو کہ وہ معاف ہے اور اوسکا کرنے والا معذور
ہے سرخسی رحمہ اللہ نے اپنے اصول مین ذکر کیا ہے کہ جو کوئی مجلس سماع حدیث مین حاضر
ہوا اور پڑہنے مین دوسری کتاب کے مشغول ہو یا ساتہہ کسی دوسری چیز کے مشغول ہو
یا کسی سے باتین کرنے لگے یا ساتہہ غفلت کے سو جاوے تو سماع اوسکا مطلق صحیح نہین ہے
اور اوسکے واسطے کوئی روایت بہی نہین ہے کہ بچنا اور پرہیز کرنا ممکن ہو جیسے سہو اور
غفلت تو وہ معاف ہے بسبب ضرورت کے اور وقت قصد اور رائین کے اسسے معذور
نہین ہے کہ بسبب اسکے اپنے بہرہ اور حصہ سے محروم ہو نعوذ باللہ منہ اس روایت مین کئی
فائدے ہین بعضے اونمین سے مجلس سماع حدیث مین بات کرنے سے اور بعضے اوسمین غفلت
کرنے سے منع ہونا ہے اور بعضی عذر کی تفسیر ہے اور عذر وہ ہے کہ جو سہو اغفلت اعمد
سہو سے ہوا اور اوس سے بچنا ممکن نہو کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو
کہ اسی سبب سے ہم اصحاب حاضرین کو اپنی مجلس وعظ مین سونے اور اونگھنے اور آپسمین
باتین کرنے سے منع کرتے ہین کیونکہ یہ فعل خبیث ہے اور تنکا اچھلنا بہی اسی قبیل سے ہی



کہا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اس حدیث پر مین ظفریاب ہوا بعد اسکے
کہ مین اکثر منبر پر بیٹھتا تہا زیادہ تیس برس سے پس مین نے اسپر اللہ تعالی کا شکر کیا
اگرچہ پہلے اسکے اس فعل کی حرمت نہین جانتا تہا لیکن ہمنے کبہی خدا کے فضل سے
دو بیتی منبر پر نہ پڑہا تہا الحمد حمدا کثیرا دائما مبارکا فیہ غیر منقطع واللہ اعلم

چھپنواں باب تعزیر اور دروازہ محتسب پر درہ لٹکانیکے بیان مین

آلات تعزیر کے چند ہین ایک ہاتہ اور اوسمین دو طریقہ ہین ایک کان مڑوڑنا دوسرے
طمانچہ مارنا اور یہ باب تعزیر مین گذر چکا ہی دوسرے گھونسہ مارنا پس یہ درست نہین ہے
کیونکہ یہ ہلاکت کو پہونچاتا ہے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ فوکزہ موسی فقضی علیہ یعنی
موسی نے اوسکو گھونسہ مارا پس وہ تباہ ہوا تیسرے چابک اور کوڑا مروی ہے کہ علی رض
جب چاہتے تھے کہ حد قائم کرین تو چابک کے طرہ کو توڑ ڈالتے تھے چوتھے لاٹھی آنحضرت صلعم
نے فرمایا لاترفع عصاک عن اہلک یعنی اپنے اہل پر لاٹھی نہ اوٹھا پانچوین درہ اور اوسکی
دلیل اس باب مین گذر چکی ہے مسئلہ محتسب کے دروازے پر درہ لٹکانا جائز ہے یا نہین
جواب محیط کے باب التعزیر مین مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
رحم اللہ امرأ علق سوطہ حیث یراہ اہلہ یعنی اللہ تعالی اوس شخص پر رحم کرے کہ جو ایسی جگہہ
درہ لٹکائے کہ اوسکو اوسکے اہل دیکہین کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو
کہ اگر فقیہ ساتہہ اس حدیث کے درہ کا لٹکانا محتسب کے دروازے پر حجت پکڑے تو یہ جائز
ہے اسواسطے کہ گھر مین ایسے طور سے درہ لٹکانا چاہیے کہ گھر والے اوسکی درستی اور کجی دیکھہ سکتے
ہون کیونکہ اوسکی طرف گھر والون کی حاجت خاص ہے اور تعزیر کی ولایت کو بڑے کے
ساتہہ اوسی کے اہل کو مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسپر وعدہ رحمت
کا فرمایا ہے اور اگر محتسب نے واسطے عبرت دلانے خلائق اہل شہر اپنے کے اور واسطے عام
ہونے ولایت اوسکے درہ لٹکایا تو یہ بطریق اولی قربت اور ثواب مین داخل ہے
چھٹے کھجور کی شاخ ہے ساتوین تعلین اور جوتہ مین انس رض سے مروی ہے کہ ان
النبی صلعم ضرب فی الخمر الجرید والنعال یعنی نبی صلعم نے شراب مین جوتہ سے تعزیر کی ہی واللہ اعلم

مرد مخنث اور عورت مرد بننے والی کو گھر سے نکالدے صحیح بخاری مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لعن النبی صلعم المخنثین من الرجال والمترجلات من النساء وقال اخرجوہم من بیوتکم قال فاخرج النبی صلعم فلانة واخرج عمر رض فلانا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخنثون اور ان عورتون پر جو کہ مرد بنتی ہین لعنت کی ہے اور فرمایا ہے کہ تم انکو اپنے گھر سے نکالدو کہا کہ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلان عورت کو نکالدیا اور عمر رض نے فلان مرد کو مسئلہ جبکہ عورت اپنی اقربا مین واسطے تعزیت اور ماتم پرسی کے جائے اور مردہ پر نوحہ کرے تو محتسب کو دوسرے کے گھر سے اوسکو نکالدینا جائز ہے یا نہین حالانکہ اوسکو اوسکے گھر والون نے نہین نکالا ہے جواب محتسب کو اوسکا نکالدینا جائز ہے کیونکہ صحیح بخاری مین مروی ہے کہ عمر رض نے ابو بکر رض کی ہمشیرہ کو اونکے گھر سے نکالدیا تھا جبکہ اونہون نے نوحہ کیا تھا واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم —

تمت بالخیر

[illegible] الرحمٰن [illegible] ارباب دولت شائقین یوم الحساب کے امیدوار رحمت رب القوی الولی [illegible] احمد اللہ [illegible] الذی مسلمان بھائیون کی خوشی [illegible] فوائد تازہ ونشنیدہ بے اندازہ [illegible] باب فوائد انتساب نصاب الاحتساب [illegible] ارباب السعیدہ اصحاب [illegible] علماے نامی گرامی علامہ عمر بن محمد بن عوض سنامی رحمہم اللہ فقہ مین اعلی درجہ کی معتبر کتاب ہے مستند اولی الالباب ہے مگر زبان عربی کے سبب سے اردو خوان اس سے مستفید نہو سکتے تھے اللہ تعالی جزاے خیر دے جناب مولوی حافظ حاجی محمد فضل حق صاحب [illegible] کو جنہون نے اسکو بڑی خوبی سے ترجمہ فرمایا اور نام تاریخی ترجمہ نصاب الاحتساب رکھا بنظر احتیاط [illegible] ترجمہ مذکور مولوی عبد الغنی صاحب مصحح مطبع نامی زاد علمہ کو اس غرض سے حوالہ کیا گیا کہ وہ از باب بسم اللہ تا تاے تمت اصل کتاب عربی سے بکر مقابلہ کر جائین مولوی صاحب موصوف نے بڑی کوشش سے ساتھ [illegible] ترجمہ کا اصل کتاب عربی سے مقابلہ فرماکے کاپی و پروف کی صحت بھی فرمادی حق تعالی کے فضل وکرم سے ماہ مبارک شعبان المعظم سنہ [illegible] ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اول بار بعد حفظ حق تالیف مطبع نامی لکھنو مین خلعت طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکے ہدیہ ناظرین و مطبوع طبع شائقین ہوا

اشتہارات

مفتاح الجنۃ

ضروری مسائل نماز و روزہ وغیرہ کے مولوی حاجی امامت علی نے اس کتاب مین لکھے ہین قیمت فی جلد ۳ محصولڈاک ۱/

مجموعہ ہشت رسالہ

ہزا رسالہ مشتمل ثمانیہ صندس مسائل اجابت بابیعات خلیفہ ۔ رنجف نورنامہ تہلیل مسائل و قلیہ نامہ ہے قیمت فی جلد ۱۲ محصولڈاک ۱/

تنبیہ الغافلین کلان

مسائل فقیہ مین یہ کتاب اردو زبان و دلپسیر عبارت مین مسلمانون کے لیے بہت مفید کتاب ہے قیمت فی جلد ۸ محصولڈاک ۱/

خلاصۃ المسائل

جسقدر مسائل معاملات کے متعلق ہین اونکا یہ مختصر نوسے اردو زبان مین ہے قیمت فی جلد ۴ محصولڈاک ۱/

ارشاد الطالبین

یہ کتاب محتاج تعریف کی نہین جسقدر اہل اسلام کو مذہبی ضرورتین پیش آیا کرتی ہین اون سب کا بیان بڑی صحت کے ساتھ اس گنجینہ مین ہے قیمت فی جلد ۱۲ محصولڈاک ۲/

خدا کی نعمت (معروف بہ) تفسیر مرادیہ

مولفہ مولانا شاہ مراد اللہ صاحب سنبھلی یہ تفسیر اردو زبان مین شرح بسط کے ساتھ پارۂ عم کی ہے کم استعداد مسلمانون کے واسطے نہایت مفید ہے قیمت فی جلد ۱۰ محصولڈاک ۲/

ہادی الناظرین

اخلاق مین یہ کتاب اردو زبان کی نہایت عمدہ ہے آداب خورد و نوش ۔ نکاح معاشرت ۔ آداب صحبت حقوق اسلام و قرابت و گوشہ نشینی سفر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو خوب بیان فرمایا ہے قیمت فی جلد ۵ محصولڈاک ۱/

تمیز الکلام (فی مسائل) الحلال والحرام

اس رسالہ مین حلال و حرام جانورون کا بیان ہے قیمت فی جلد ۱ محصولڈاک ۱/

مالا بد اردو

فقہ کی کتابون مین یہ کتاب بہی کارآمد ہے قیمت فی جلد ۳ محصولڈاک ۱/

شرع محمدی

اردو زبان نظم مین یہ کتاب فقہ کی ہے قیمت فی جلد ۲ محصولڈاک ۱/

عمدۃ التحریر

اس کتاب مین مؤلف نے اون مسائل کو لکھا ہے جو مرد اور عورت کے کپڑون سے متعلق ہین قیمت فی جلد ۱ محصولڈاک ۱/

التماس

یہ جملہ کتب قیمت وصول ہونے سے یا بذریعہ ویلیو پی ایبل ارسال ہوسکتی ہین اور ہر قسم کا کام مطبع مین طبع ہوتا ہے جسکا نرخ خط و کتابت سے دریافت ہوگا ۔ فہرست کتب موجودات کتبخانہ تجارتی مطبع نامی و دیگر اشیا کی علیحدہ دفتر مین موجود ہے شائقین کی خدمت مین بلا قیمت عند الطلب ۱/ کا ٹکٹ بھیجنے سے بیڈ والا بیرنگ ارسال کیجاتی ہے

العبد

ولی اللہ منیجر مطبع نامی لکھنؤ کٹرہ ابوتراب خان ڈاکخانہ نمبر (۲)